إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

www.KitaboSunnat.com

قرآناً عجباً

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

اَمَّنْ خَلَقَ - 20

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

اَمَّنْ خَلَقَ - 20

نگہت ہاشمی

AL-NOOR PUBLICATIONS
النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : قُرْآنًا عَجَبًا (پارہ:20)

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : مئی 2020ء

طبع دوم : نومبر 2021

طبع سوم : نومبر 2023

تعداد : 1100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 59-C2، فیروز پور لنک روڈ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ: www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس، کوٹ عبدالمالک انٹرچینج، لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ» ''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» ''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری:5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآنًا عجبًا» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہوگی۔ **وللہ الحمد!**

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآنًا عجبًا» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ــــ دوسروں کو سکھائیں خود پڑھیں ــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: **فائزہ خان** (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

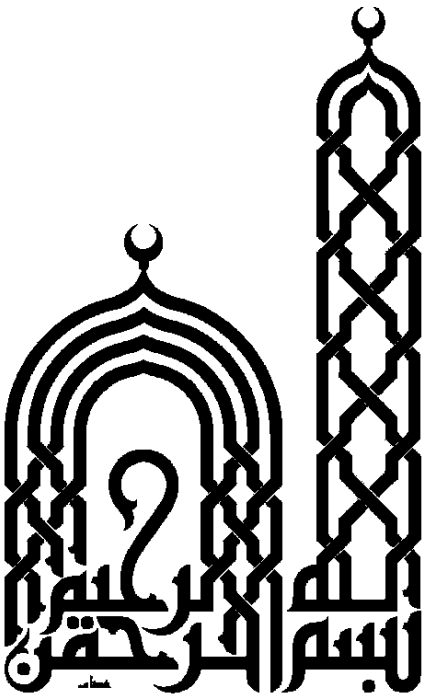

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنۡۢبَتۡنَا

''(کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اُتارا؟ پھر ہم نے اس

بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

سے رونق والے باغات اُگائے، تمہارے بس میں نہ تھا کہ تم اُس کے درختوں کو اُگاتے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟

بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ يَّعۡدِلُوۡنَ﴾

بلکہ وہ لوگ راستے سے ہٹ رہے ہیں'' (60)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت حق ہے، توحید کے دلائل کی وضاحت ﴿اَمَّنۡ ... شَجَرَهَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ﴾ ''(کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں کو پیدا کیا'' رب العزت نے بلند آسمانوں اور اس کے اندر چمکتے ستاروں، گھومنے والے سیاروں، فرشتوں، سورج اور چاند کی تخلیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہی عبادت کا حق رکھتا ہے۔

(2) ﴿وَالۡاَرۡضَ﴾ ''اور زمین کو'' رب العزت نے پست اور کثیف زمین، اس کے اندر پہاڑوں، ٹیلوں، میدانوں، جنگلوں، غاروں، صحراؤں، دریاؤں، مختلف رنگوں اور صورتوں کے انسانوں، جانوروں اور پرندوں کی تخلیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے۔

(3) اس کے علاوہ دوسروں کی عبادت باطل ہے۔ رب العزت نے سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے؟

(4) ﴿وَاَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ ''اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اُتارا'' رب العزت نے پوچھا ہے کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں سے تمہاری خاطر پانی اتار کر تمہارے لیے روزی کا سامان کیا۔ (i) آسمان سے برسنے والی بارش کا ایک نظام ہے جو محض اتفاق نہیں ہو سکتا۔ (ii) بارش کا خاص مقدار میں نازل ہونا محض اتفاق نہیں ہو سکتا۔ (iii) بارش کی مقدار کے مطابق کرۂ ارض پر زندگی پائی جاتی ہے۔ (iv) بارش کا عمل طے شدہ ہے اس میں مضبوط تسلسل ہے جو ایک خالق کے ارادے کا پتہ دیتا ہے۔ (v) بارش کے پانی میں زندہ کرنے والے اثرات ہیں جس میں انسان کی ضروریات اور اس کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بارش کے پانی کی فراہمی اور انسانی ضروریات کے درمیان اتنی گہری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم آہنگی ایک خالق کے وجود کو ثابت کرتی ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ اُن سے پوچھیں آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؟ پھر اُس کے ساتھ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کیا؟ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔'' (العنکبوت:63)

(6) رب العزت نے آسمانوں سے نازل ہونے والی بارش کے عمل کو جاری رکھنے سے ثابت کیا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا۔

(7) ﴿فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ﴾ ''پھر ہم نے اس سے رونق والے باغات اُگائے'' کہ یہ تو بتاؤ وہ کون ہے جس نے تمہارے لیے خوش منظر اور دل فریب باغات اگائے جن میں درختوں اور پھلوں کی کثرت ہے۔

(8) درخت کے اندر زندگی کیسے آتی ہے؟ کیسے اس مواد سے وابستہ ہو جاتی ہے جو درختوں کے اندر پایا جاتا ہے؟ اس راز کو کوئی نہیں پا سکا لیکن زندگی کا آنا یہ ثابت کرتا ہے کہ کوئی زندگی عطا کرنے والا ہے۔

(9) رب العزت نے رونق والے باغات اگانے سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا۔

(10) ﴿مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا﴾ ''تمہارے بس میں نہ تھا کہ تم اُس کے درختوں کو اُگاتے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا اس نے بارش برسائی اور تمہارے لیے خوش منظر درخت اُگائے جن کے اُگانے پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے اس قدرت والے کے سوا عبادت کسی کا حق نہیں ہے۔

(11)(i) پانی سے پیدا ہونے والے ایک پھل یا پھول کی ساخت پر غور کریں تو انسان کو یہ شعور حاصل ہوتا ہے کہ دُنیا کے تمام ماہرین جمع ہو جائیں تب بھی ایک پھل یا پھول پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ (ii) ایک پھل آم کا ہو، انگور، جامن، کھجور، سیب، انار، کینو وغیرہ جس پر بھی غور کر لیں۔ ان کا رنگ، ان کی Shape، ان کے اندر کی ترتیب، ان کا ذائقہ، ان کے غلاف ہر چیز بے مثال ہے۔ (iii) کسی پھول کو دیکھیں اس کی پتیوں کی ترتیب و تنظیم، رنگوں کا امتزاج، اس کی خوشبو ہر چیز عقل کو عاجز کر دینے والی ہے۔ کاغذ، کپڑے یا کسی اور مواد پر پھولوں کی تصویریں بنا دینا اور بذات خود پھول پیدا کرنا ایک عمل نہیں۔ ساری دنیا کے ماہر فن بھی اکٹھے ہو جائیں تو ایک پھول پیدا نہیں کر سکتے۔ ہزاروں، لاکھوں پھولوں کا وجود ایک عظیم خالق کے وجود کا پتہ دیتا ہے۔

سوال 2: ﴿ءَاِلٰهٌ ... يَّعْدِلُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟'' یہ سوال دلوں کو جھنجھوڑنے کے لیے کیا گیا ہے۔ان آیات میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کیا وہ خالق جو ان تمام چیزوں کا بنانے والا ہے اس شخص کی طرح ہے جو ان میں سے کسی چیز پر قادر نہیں۔(i) یہ سوال شرک کی نفی کے سوا کوئی راستہ نہیں چھوڑتا۔(ii) یہ سوال انسان کو اقرار اور یقین تک لے جاتا ہے۔

(2)(i) کائنات کی تخلیق کے آثار بتاتے ہیں کہ اس کو پیدا کرنے والا ﴿وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ﴾ ہے۔(ii) کائنات کی زبردست منصوبہ بندی یہ بتاتی ہے کہ یہ ایک ارادے کے ساتھ پیدا کی گئی ہے اور وہ خالق ایک ہے جس کا ارادہ ہر چھوٹی بڑی چیز میں جاری نظر آتا ہے۔(iii) کائنات کے اُصولوں اور قوانین میں وحدت اور تنا سق پایا جاتا ہے۔قوانین کی وحدت بتاتی ہے کہ خالق ایک ہے کیونکہ ہم آہنگی محض اتفاق سے نہیں ہوسکتی۔(iv) کائنات کا نظم ونسق یہ بتاتا ہے کہ نظم قائم کرنے والا ایک ہے۔(v) کائنات کے اندر ایک مدبر کی تدبیر نظر آتی ہے جو ثابت کرتی ہے کہ کائنات کا خالق ایک ہے۔

(3)﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟'' کیا اللہ تعالیٰ کے سوا بھی کوئی خالق اور روزی دینے والا ہے؟ رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' (النحل:17)

(4)﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ﴾ ''بلکہ وہ لوگ راستے سے ہٹ رہے ہیں'' یعنی یہ جاننے کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق اور رازق ہے وہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔

(5) مشرک بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق اور رازق نہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ ''اور یقینا اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ اُنہیں کس نے پیدا کیا؟ تو یقینا وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، پھر وہ کہاں سے بہکائے جاتے ہیں؟'' (الزخرف:87)﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور یقینا اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔آپ کہہ دیں: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔بلکہ ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (لقمان:25) پھر کیوں اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں! کیا وہ جو ہر چیز پر قادر ہے اس کے برابر ہوسکتا ہے جو کسی چیز پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو۔

(6) کائنات انسانی عقل کو عاجز کرتی ہے کہ وہ ایک اِلٰہ کو تسلیم کرلے پھر بھی: (i) دوسرے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برابر قرار دیتے ہیں۔(ii)لوگ سچے راستے سے ایک طرف ہو کر چلتے ہیں۔(iii)لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

(7)رب العزت نے فرمایا﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ﴾''اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے باغات کو پیدا کیا چھجوں پر چڑھائے ہوئے اور نہ چڑھائے ہوئے اور کھجوروں کو اور کھیتوں کو کہ اس کے پھل مختلف ہوتے ہیں اور زیتون اور انار کو باہم ملتے جلتے بھی ہیں اور نہ ملتے جلتے بھی۔''(الانعام:141)

(8)﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۡ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾''بلاشبہ تمہارا رب وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ رات کو دن پر اوڑھاتا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اُس کے حکم کے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اُسی کا کام ہے اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''(الاعراف:54)

(9)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ زمانہ نبوت سے قبل (وادیٔ) بلدح کے نشیبی علاقے میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات زید بن عمرو بن نفیل سے ہوئی، پھر جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا تو زید بن عمرو بن نفیل نے کھانے سے انکار کر دیا اور (جن لوگوں نے دسترخوان بچھایا تھا، ان سے) کہا کہ تم اپنے بتوں کے نام پر جو ذبیحہ کرتے ہو میں اسے نہیں کھاتا، میں تو بس وہی ذبیحہ کھاتا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ زید بن عمرو بن نفیل قریش پر ان کے ذبیحے کے بارے میں عیب بیان کیا کرتے تھے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اسی نے اس کے لیے آسمان سے پانی برسایا اور اسی نے اس کے لیے زمین سے گھاس اگائی، پھر تم لوگ اسے غیر اللہ (یعنی بتوں) کے نام پر ذبح کرتے ہو؟(بخاری:3826)

(10)کائنات کے حوالے سے سب سے بڑا احمقانہ دعویٰ یہ کیا گیا کہ کائنات خود اپنے وجود سے قائم ہے۔یعنی کائنات خود ہی اپنی خالق اور خود ہی مخلوق ہے۔

﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ

''یا وہ جس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا؟ اور اس کے درمیان دریا بنائے اور اُس کے لیے پہاڑ بنائے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ بنائی؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے'' (61)

سوال: توحید کے دلائل کی وضاحت ﴿اَمَّنْ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا﴾ ''یا وہ جس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا؟'' رب العزت نے سوال کیا ہے کہ یہ تو بتاؤ زمین کو رہنے کے قابل کس نے بنایا؟ (i) زمین میں زندگی وجود پا سکتی ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کے اسباب پیدا کرنے والا کوئی ہے۔ (ii) زمین میں نشوونما کے اسباب پائے جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان اسباب کا پیدا کرنے والا کوئی ہے۔ (iii) زمین کا اپنے محور کے گرد مناسب انداز میں مستقل تسلسل کے ساتھ گھومنا اور سورج کے گرد گردش کرنا ایک مکمل ترتیب اور ہم آہنگی کے ساتھ ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی ترتیب اور ہم آہنگی پیدا کرنے والا ہے یہ سب کچھ اتفاق نہیں ہو سکتا۔

(2) وہ کون ہے جس نے زمین کو اس قابل بنایا کہ اس پر بندے اپنے گھر بنائیں، عمارتیں تعمیر کریں، ایک مقام سے دوسرے مقام پر آئیں جائیں اور کھیتیاں اور باغات اگائے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے زمین کو رہنے کے قابل بنانے سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اکیلا ہی عبادت کا حق رکھتا ہے اور اس کے سوا ہر ایک کی عبادت باطل ہے۔

(4) ﴿وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا﴾ ''اور اس کے درمیان دریا بنائے'' رب العزت نے سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ وہ کون ہے جس نے دریا بنائے جو زمین پر زندگی کی شریانیں ہیں؟ یہ بلندیوں سے چلتے ہیں۔ مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کی سمتوں میں چلتے ہیں۔ دریا ان پانیوں سے چلتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سمندروں سے زمین میں جمع کرتا ہے۔ کیا یہ دریا کسی منصوبے کے بغیر چلتے اور بہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے پانی کے مسلسل چلنے اور بہنے سے یہ ثابت کیا ہے کہ کوئی ایک چلانے والا اور بہانے والا ہے ورنہ یہ نظام یوں نہ چل سکتا۔

(5) زمین کے اندر جاری دریاؤں سے لوگ خود پانی پیتے ہیں اپنے جانوروں اور کھیتوں کو پلاتے ہیں۔

(6) رب العزت نے دریا جاری کرنے سے یہ ثابت کیا ہے کہ صرف وہی یہ حق رکھتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

(7) ﴿وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ﴾ ''اور اُس کے لیے پہاڑ بنائے'' رب العزت نے سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ وہ کون ہے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے زمین پر پہاڑ جما کر اس کا توازن قائم کیا ہے؟

(8) پہاڑ اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے اور جمے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے زمین کا توازن قائم ہے۔ زلزلے کا ایک جھٹکا انسان کو توازن کی ضرورت کا شدت سے احساس دلاتا ہے اور انسان اس توازن کے پیچھے ایک رب کی موجودگی اور اس کے ارادے کو پا لیتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ ''اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے اور اس میں دریا اور راستے بنا دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔'' (النحل:15)

(9) ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ﴾ ''اُس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا، تم اُن کو دیکھتے ہو اور اُس نے زمین میں پہاڑ جما دیئے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اُس میں ہر طرح کی (غلہ کی) عمدہ قسم اُگائی۔'' (لقمان:10)

(10) رب العزت نے پہاڑوں سے زمین کا توازن برقرار رکھنے سے یہ ثابت کیا ہے کہ عبادت صرف اسی کا حق ہے۔

(11) ﴿وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا﴾ ''اور دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ بنائی؟'' رب العزت نے سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ وہ کون ہے جس نے دو دریاؤں کے مابین حد فاصل رکھی ہے؟

(12) سمندر کا پانی دریا کی نسبت کثیف ہوتا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے میٹھا دریائی پانی اور سمندر کا کھارا پانی جدا جدا بہتے ہیں۔ یہ معجزانہ کام کس نے کیا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی یہ کام کرنے پر قدرت رکھتا ہے؟ یہ سوال انسان کی عقل کو عاجز کر دیتا ہے۔ یہ معجزہ منہ سے بول کر بتاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا۔

(13) یعنی نمکین اور کھاری سمندر اور میٹھے سمندر کے درمیان ﴿حَاجِزًا﴾ ہے جو ان دونوں کو خلط ملط ہونے سے روکے ہوئے ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دونوں پانیوں کی منفعت مقصود ضائع ہو جائے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان زمین کی رکاوٹ حائل کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے دریاؤں کی گزرگاہوں کو سمندر سے بہت دور رکھا ہے تاکہ دریاؤں سے مصالح اور مقاصد کا حصول ممکن ہو۔ (تفسیر سعدی:2/1956,1957)

(14) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾ ''اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا دیا یہ میٹھا ہے، پیاس بجھانے والا ہے اور یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمکین، کڑوا ہے اور اُس نے دونوں کے درمیان ایک پردہ اور مضبوط آڑ کر دی۔'' (الفرقان:53)

(15)﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (۱۹) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (۲۰)﴾ ''دو سمندروں کو اُس نے ملا دیا، جو ایسے باہم مل جاتے ہیں کہ اُن دونوں کے درمیان پردہ ہے کہ وہ آگے نہیں بڑھتے۔'' (الرحمٰن:20,19)(16) رب العزت نے دو دریاؤں میٹھے اور نمکین کے درمیان رکاوٹ رکھنے سے یہ ثابت کیا ہے کہ صرف وہی عبادت کا حق رکھتا ہے۔

(17)﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور یہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ زمین پر زندگی کے اسباب پیدا کرے، دریا جاری کرے، پہاڑوں سے زمین کے توازن کو برقرار رکھے، دو دریاؤں کے درمیان آڑ رکھ دے؟ جب کسی اور کا کوئی اختیار نہیں تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا حق رکھتا ہے۔

(18)﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے'' اکثر لوگ کائنات کی اصل حقیقت ایک الٰہ کا علم نہیں رکھتے۔ یعنی وہ حقیقت توحید کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے شرک کرتے ہیں۔ اگر انہیں علم ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے۔

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ

''یا وہ جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے؟ اور وہ تکلیف دور کرتا ہے اور تمہیں زمین کا جانشین بناتا ہے؟

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾

کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو'' (62)

سوال: توحید کے دلائل کی وضاحت ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ... تَذَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ ''یا وہ جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے؟'' اضطراب اور بے قراری میں اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سی ہستی ہے جو مضطرب، بے قرار اور مجبور کی دعاؤں کا جواب دیتی ہو، دشواریوں میں پھنسنے کے بعد جب کرب نے بے قرار کر رکھا ہو، مصیبتوں میں جب غم نے بے حال کر رکھا ہو تو یہ بتاؤ وہ کون ہے جسے مصیبتوں کو ٹالنے کے لیے پکارتے ہو؟

(2) انسان کے لیے جہاں ظاہری اسباب ختم ہو جاتے ہیں کوئی مدد کو پہنچنے والا نہیں ہوتا، سارے سہارے ختم ہو جاتے ہیں، ساری قوتیں اوجھل ہو جاتی ہیں، ساری توقعات ٹوٹ جاتی ہیں ایسے مایوس کن حالات میں انسان کی فطرت جاگ اٹھتی ہے۔ اُس وقت کی نفسیاتی کیفیت کی طرف توجہ دلا کر رب نے سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ اس وقت تم کس کو پکارتے ہو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے قراری کو کہاں قرار ملتا ہے؟ گھبراہٹ کہاں دور ہوتی ہے؟ کہاں دل کی بات کہتے ہو تو سکون ملتا ہے؟(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ﴾ ''اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو۔'' (النحل:53)

(4) وہ اللہ تعالیٰ ہے جو بے قرار کی سنتا ہے، جو غم کے ماروں کی دستگیری کرتا ہے، ہاں وہی ہے جو مجبور کی دعاؤں کا جواب دیتا ہے، وہی ہے جس سے مطلوب کے حصول کے لیے امیدیں باندھی جاتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ ''اور جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم جنہیں بھی پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم منہ موڑ جاتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بڑا ناشکرا ہے۔'' (بنی اسرائیل:67)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ ''اور اُس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اُنہیں پکارتا ہے؟ جو قیامت کے دن تک اُسے کوئی جواب نہیں دے سکتے حالانکہ وہ اُن کی دُعا ہی سے غافل ہیں۔'' (الاحقاف:5)

(6) ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور آپ اللہ تعالیٰ کے ماسوا نہ کسی کو پکاریں جو نہ آپ کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ آپ کو نقصان دے سکتے ہیں، پھر اگر آپ نے ایسا کیا تو یقیناً آپ تب ظالموں میں سے ہوں گے۔'' (یونس:106)

(7) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ تعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔'' (ترمذی:2516)

(8) ابو تمیم اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، یا اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس ایک آدمی آیا، جبکہ میں آپ ﷺ کے پاس موجود تھا، اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں یا آپ محمد ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس یکتا و یگانہ رب کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اگر تجھ پر کوئی تکلیف آ پڑے گی اور تو اس کو پکارے گا تو وہ تیری تکلیف کو دور کر دے گا، جب تو قحط سالی میں مبتلا ہو جائے گا اور اس کو پکارے گا تو وہ تیرے لیے انگور اگانے کے لیے (بارش نازل کرے گا) اور جب تو بے آب و گیاہ زمین میں اپنی سواری کھو بیٹھے گا اور اس کو پکارے گا تو وہ تیری سواری کو واپس تیرے پاس لے آئے گا۔'' (مسند احمد: 8981)

(9) ﴿وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ ''اور وہ تکلیف دور کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ کے سوا برائی، مصیبت، شر اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو کون دور کرتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ آپ کو کوئی بھلائی پہنچائے تو وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الانعام: 17)

(10) ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝۵۶ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷﴾ ''آپ کہہ دیں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ سمجھتے ہو انہیں پکار دیکھو چنانچہ نہ وہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ہی بدلنے کا۔ یہی لوگ جنہیں وہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ (قربت کا ذریعہ) تلاش کرتے ہیں، کہ کون ان میں سے زیادہ قریب ہے اور اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور وہ اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً آپ کے رب کا عذاب وہ ہے جس سے ہمیشہ سے ہی ڈرا جاتا ہے۔'' (الاسراء: 56,57)

(11) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں (بنی اسرائیل) میں سے تین آدمی (راستہ میں) چلے جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ وہ لوگ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے۔ اتفاق سے (ایک بڑا پتھر گرا اور) غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب تینوں آپس میں کہنے لگے، اللہ کی قسم! اب تو (اس مصیبت سے) تم کو سچائی ہی نجات دلائے گی، لہٰذا ہم میں سے ہر شخص اپنے کسی ایسے نیک عمل کے وسیلہ سے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک فرق (تین صاع) چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا، اس نے میرا کام تو کیا مگر پھر (کسی بات پر غصہ میں آ کر) وہ اپنے چاول چھوڑ کر چلا گیا۔ اب میں نے اس کے حصہ کے چاول بو دیئے اور ان سے اتنا فائدہ ہوا کہ میں نے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی آمدنی سے گائے بیل خریدے، پھر (جب ایک مدت کے بعد) وہ اپنی مزدوری مانگنے آیا تو میں نے کہا کہ جا! وہ سب گائے بیل لے جا۔ اس نے کہا: میرے تو تیرے پاس (صرف) ایک فرق چاول تھے۔ میں نے کہا: وہ سب گائے بیل لے جا، وہ تیرے ہی فرق سے خریدے گئے ہیں۔ آخر وہ ان سب کو لے گیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ (خالص) تیرے ڈر سے کیا تو تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے۔ چنانچہ وہ پتھر تھوڑا سا ہٹ گیا۔ پھر دوسرے آدمی نے دعا کی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے بوڑھے اور ضعیف والدین تھے۔ میں ہر رات کو (ان کے پلانے کے لیے) بکری کا دودھ لایا کرتا تھا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی، میں جب (دودھ لے کر) آیا تو وہ سو گئے تھے اور میرے بیوی بچے سب بھوک سے بے چین تھے۔ میری عادت تھی کہ پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا اور اس کے بعد بیوی بچوں کو۔ مجھے ان کو جگانا اچھا معلوم نہ ہوا اور یہ بھی میں نے پسند نہ کیا کہ ان کو چھوڑ کر چلا جاؤں اور وہ (رات بھر) دودھ کا انتظار کرتے رہیں۔ چنانچہ میں ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے (اپنے ماں باپ کی) یہ خدمت (محض) تیرے ڈر سے کی تھی تو تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے۔ اس پر وہ پتھر تھوڑا سا اور ہٹ گیا اور ان کو آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر تیسرے آدمی نے دعا کی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی، جس کو میں سب سے زیادہ چاہتا تھا، میں نے اس سے صحبت کرنا چاہی تو اس نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: ایسا اس حالت میں ہو سکتا ہے کہ تو مجھے سو اشرفیاں لا کر دے۔ سو میں سو اشرفیوں کی طلب میں نکلا، یہاں تک کہ وہ مجھے مل گئیں، چنانچہ میں نے سو اشرفیاں لا کر اس کے حوالے کر دیں اور اس نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا۔ جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو وہ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ سے ڈر اور مہر کو ناحق طریقہ سے نہ توڑ۔ یہ سنتے ہی میں کھڑا ہو گیا اور میں نے وہ سو اشرفیاں بھی چھوڑ دیں۔ اے اللہ! تو جانتا ہے، اگر میں نے (خالص) تیرے ڈر سے ایسا کیا تھا تو اے اللہ! تو ہماری یہ مصیبت دور کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پتھر کو ہٹا دیا اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔ (بخاری:3465)

(12) ﴿وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ﴾ ''اور تمہیں زمین کا جانشین بناتا ہے'' وہی ہے جو تمہیں زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بناتا ہے۔

(13) (i) اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسان کے لیے جائے قرار بنایا۔ زمین کی ہر چیز کو اس کے لیے معاون اور مددگار بنا دیا۔

(ii) اللہ تعالیٰ نے ایک نسل کے بعد دوسری نسل کو ان کا جانشین بنایا۔ ایک نسل کے افکار کے بعد نئی نسل نئے تجربات کرتی ہے اگر پچھلے اگلے سبھی لوگ اپنے افکار کے ساتھ اکٹھے ہو جاتے تو انسانوں کے درمیان تصادم ہوتا۔ کس نے انسانوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کا جانشین بنادیا؟ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود بھی ہے؟

(14) بیٹے باپوں کے اور بعد میں آنے والے پہلے لوگوں کے جانشین بن جاتے ہیں یہی سلسلہ جاری رہے گا حتی کہ قیامت آجائے گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾ ''اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا اور تم میں بعض کو بعض پر درجات میں رتبہ دیا۔'' (الانعام:165)

(15) ﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے جو بے قرار کی سنتا ہو، مصیبتیں ٹالتا ہو اور انسانوں کو زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بنا کر پھیلاتا ہو۔

(16) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو یہ کام انجام دیتی ہو۔

(17) ﴿قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو'' یعنی تم کم ہی غور وفکر کرتے ہو۔ اگر تم نصیحت پکڑو تو ہدایت کی طرف لوٹ آؤ مگر تم جہالت اور غفلت میں مست ہو۔

(18) انسان اگر مسلسل غور وفکر کرے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑا رہے، فطرت کی پکار کو سنے تو کبھی اپنے رب سے غافل نہ ہو۔

﴿اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

''یا وہ جو تمہیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں راستہ دکھاتا ہے؟ اور جو اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے؟

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں'' (63)

سوال: توحید کے دلائل کی وضاحت ﴿اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ ... يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ ''یا وہ جو تمہیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں راستہ دکھاتا ہے'' یہ بتاؤ وہ کون ہے جو تمہاری راہ نمائی کرتا ہے جب تم خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں گھر جاتے ہو۔

(2) جہاں تمہارے لیے نجات کا کوئی وسیلہ نہیں ہوتا وہ کون ہے جو تمہیں نجات دلاتا ہے؟

(3) جہاں تمہارے پاس کوئی راہ نما ہوتا ہے، نہ راہنمائی کی کوئی علامت دکھائی دیتی ہے وہ کون ہے جو تمہارے لیے اسباب مہیا کرتا ہے جن کے ذریعے تم راستہ پاتے ہو؟ وہ کون ہے جو تمہارے راستوں کو تمہارے لیے آسان کرتا ہے اور تم صحیح راستہ پر چل پڑتے ہو؟ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾ ''اور بہت سی علامتیں ہیں اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں'' (النحل:16)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ ''اور وہی ذات ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو بنایا تا کہ تم ان سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرو۔'' (الانعام:97)

(5)﴿قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ(۶۳) قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ(۶۴)﴾ ''آپ کہہ دیں تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے کون نجات دیتا ہے؟ تم اُسے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو یقیناً اگر اس نے ہمیں اس سے نجات دے دی تو ہم ضرور اس کا شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ آپ کہہ دیں اس سے اور ہر تکلیف سے اللہ تعالیٰ ہی تمہیں نجات دیتا ہے پھر بھی تم شرک ہی کرتے ہو۔'' (الانعام:64,63)

(6) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کیا، سوائے چار آدمیوں اور دو عورتوں کے، ان کے متعلق حکم ارشاد فرمایا: ''اگرچہ وہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے ہوں۔'' ان میں ایک عکرمہ بن ابوجہل بھی تھے۔ انہوں نے یہ حکم سنا تو سمندر کے ذریعے سے راہ فرار اختیار کی۔ اتفاق کہ کشتی والوں کو تند و تیز ہوا نے آلیا، اب کشتی والوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو خلوص سے پکارو، کیونکہ اس موقع پر تمہارے (جھوٹے) معبود کچھ کام نہیں آئیں گے۔ تو عکرمہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر سمندر میں صرف اللہ ہی نجات دیتا ہے تو خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دیتا، اے اللہ! اگر تو نے مجھے میری اس مصیبت سے عافیت دے دی تو میرا تجھ سے پختہ وعدہ ہے کہ میں محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا، کیونکہ میں آپ کو درگزر کرنے والا اور مہربان پاتا ہوں۔ چنانچہ وہ آئے اور آ کر اسلام قبول کر لیا۔'' (نسائی:4072)

(7)﴿وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ﴾ ''اور جو اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے'' یہ بتاؤ وہ کون ہے جو بارش ہونے سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے؟ وہ بادلوں کو اٹھاتی اور اکٹھا کرتی ہیں۔ ان کے آتے ہی بندے خوش ہو جاتے ہیں۔

(8) اللہ تعالیٰ بارشیں برساتا ہے بارش کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ بادلوں کو ہوائیں ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ذات کا شعور دلایا ہے کہ یہ بتاؤ بھلا اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون ہے جو بارشوں سے قبل ہواؤں کو بھیج دے؟ یوں اللہ تعالیٰ نے انسانی شعور کو گہرا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری کسی ذات کا انسان کو پتہ نہیں۔

(9) رب العزت نے فرمایا:﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِیُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَمِيْدُ﴾ ''اور وہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی مدد کرنے والا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔'' (الشوریٰ:28)

(10)﴿ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟'' غور تو کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ کون ہے جس نے تارے بنائے جس نے سمندر اور خشکی کی تاریکیوں میں تمہارے لیے راستہ پانے کے اسباب مہیا کیے، جس نے تمہارے لیے Watercycle چلایا، جس نے بارشوں سے پہلے ہواؤں کو اپنی رحمت کی خوش خبری بنا کر بھیجا ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی یہ سب کرنے کی قدرت رکھتا ہے؟ کیا اب بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا جا سکتا ہے؟

(11)﴿تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے۔ وہ قادر ہے، خالق ہے، عاجز مخلوق کی شراکت سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے اس شرک سے جو لوگ کرتے ہیں۔

﴿اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ

''یا وہ جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر اُس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور وہ جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے

مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ آپ کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو'' (64)

سوال: توحید کے دلائل کی وضاحت ﴿اَمَّنْ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ﴾ ''یا وہ جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے'' یہ تو بتاؤ وہ کون ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، جو ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے، جو ان مخلوقات کی تخلیق کا آغاز کرتا ہے؟ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ ''اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر وہی اُس کا اِعادہ کرے گا اور وہ اُس پر آسان ترین ہے۔'' (الروم:27)

(2) کائنات کا آغاز ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آغاز کے بارے میں جتنے مفروضے انسانوں نے قائم کیے بے بنیاد ثابت ہوئے۔ کسی خالق کے ہونے کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ کائنات کی زبردست منصوبہ بندی ایک ہستی کے ارادے کو ثابت کرتی ہے۔

(3)﴿ثُمَّ يُعِيْدُهٗ﴾ ''پھر اُس کا اعادہ کرتا ہے؟'' ہر چیز جو وجود میں آتی ہے اُسے اپنے اختتام تک پہنچنا ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کائنات کا بھی ایک آغاز ہے جو اس کے انجام کو ثابت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز مخلوقات کو لوٹائے گا۔

(4) دوبارہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ﴾ ''بلاشبہ وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔'' (البروج:13)

(5) ﴿وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور وہ جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے'' یہ تو بتاؤ وہ کون ہے جو آسمان سے بارش برسا کر زمین سے تمہارے لیے رزق نکالتا ہے؟

(6) آسمان سے بارش کے ذریعے نازل ہونے والے پانی کو اللہ تعالیٰ زندگی کی برکتیں عطا کر کے نازل فرماتا ہے پھر اس کے ذریعے زمین سے چھپے ہوئے خزانے نکلتے ہیں اور یوں آسمان کا رزق زمین کے ذریعے سے انسان کو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان سے یہ سوال کیا ہے کہ بھلا وہ کون ہے جس کو بارشوں پر دسترس ہے؟ جو بارش کے پانی کو حیات بخش بناتا ہے؟ جو بارش کے پانی کے ذریعے زمین سے تمہارے لیے رزق بہم پہنچاتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہے جو یہ کام کر سکتا ہو؟ اپنی دلیل لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ﴾ ''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی نازل کیا، پھر اس سے تمہارے رزق کے لئے کئی طرح کے پھل پیدا کیے۔'' (البقرہ:22)

(8) ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ (۱۰) يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا اس میں سے تمہارے لیے پینا ہے اور اسی سے پودے ہوتے ہیں جن میں تم (جانور) چراتے ہو۔ وہ اس کے ساتھ تمہارے لیے کھیتیاں اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی، یقیناً اس میں ضرور ایک نشانی ہے اُن لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔'' (النحل:11,10)

(9) ﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟'' کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہستی بھی ہے جو زندگی کا آغاز اور پھر اعادہ کرے۔ جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے۔ وہ کون ہے جو ان سارے کاموں کی قدرت رکھتا ہو۔

(10) ﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ﴾ ''آپ کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل'' یعنی اگر تم شرک اور بت پرستی کو اب بھی جاری رکھنا چاہتے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔ (11) ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''اگر تم سچے ہو'' اگر تمہاری یہ بات سچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ شریک ہیں تو اس دعویٰ کے لیے دلیل لے کر آؤ ورنہ مان جاؤ کہ تمہارا موقف باطل ہے۔

(12) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سارے تصرفات کے اختیارات رکھتا ہے اس لیے وہی حق رکھتا ہے کہ صرف اس کی عبادت کی جائے۔

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

''آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا اور وہ شعور نہیں رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾

کہ کب وہ اُٹھائے جائیں گے؟'' (65)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی غیب کا علم رکھتا ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ لَّا ... يُبْعَثُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا'' اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا ہر ایک کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی ہے کیونکہ غیب کا عالم تو وہ ہے جو کسی کے دینے سے نہیں خود سے غیب کا علم رکھتا ہو۔ ہر حقیقت کا علم رکھتا ہو، کوئی چیز اُس سے چھپی ہوئی نہ ہو۔

(2) اللہ تبارک وتعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ صرف وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم رکھتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔''

(الانعام:59)

(3) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرے گا؟ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا؟ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا ہے۔'' (لقمان:34)

(4) اللہ تعالیٰ کا کوئی مقرب فرشتہ، کوئی نبی، کوئی انسان غیب نہیں جانتا۔ اس لیے عبادت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔

(5) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل ہونے والی بات جانتے تھے (یعنی آئندہ کا حال) تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا جھوٹ باندھا... اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا۔'' (النمل:65) (مسلم:177)

(6) ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۭ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں: ''میں اپنی جان کے لیے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف تک نہ چھوتی، نہیں ہوں میں مگر ایک ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔'' (الاعراف:188)

(7) قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں میں تین فائدے رکھے ہیں۔ آسمان کی زینت، بھولے بھٹکوں کی رہبری اور شیطانوں کی مار۔ کسی اور بات کا ان کے ساتھ عقیدہ رکھنا اپنی رائے سے بات بنانا اور تکلیف اٹھانا اور اپنے حصے کو کھونا ہے۔ جاہلوں نے ستاروں کے ساتھ علم نجوم کو متعلق رکھ کر فضول باتیں بنائی ہیں کہ اس ستارے کے وقت جو نکاح کرے یوں ہو گا فلاں ستارے کے موقعہ پر سفر کرنے سے یہ ہوتا ہے فلاں ستارے کے وقت جو تولد ہوا ہو وہ ایسا وغیرہ وغیرہ یہ سب ڈھکوسلے ہیں۔ ان کی اس بکواس کے خلاف اکثر ہوتا رہتا ہے ہر ستارے کے وقت کوئی کالا گورا اٹھگنا لمبا خوبصورت بدشکل پیدا ہوتا ہی ہے نہ کوئی جانور غیب جانے نہ کسی پرندے سے غیب حاصل ہو سکے نہ ستارے غیب کی رہنمائی کریں۔ سنو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ آسمان اور زمین کی مخلوق غیب سے بے خبر ہے۔ انہیں تو اپنے جی اٹھنے کا وقت بھی نامعلوم ہے۔ (ابن ابی حاتم)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے، کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا کرنا ہو گا، اس کا کسی کو علم نہیں۔ نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ اسے موت کس جگہ آئے گی اور نہ کسی کو یہ معلوم کہ بارش کب ہو گی۔'' (بخاری:1039)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9)﴿وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ ''اور وہ شعور نہیں رکھتے کہ کب وہ اُٹھائے جائیں گے؟'' یعنی وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں قبروں سے زندہ کر کے کب اٹھایا جائے گا۔

﴿بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ﴾

''بلکہ ان کا آخرت کے بارے میں علم ختم ہو گیا ہے، بلکہ وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں، بلکہ وہ اُس سے اندھے ہیں'' (66)

سوال: مشرکوں کے اعتراضات کا جو جواب دیا گیا ہے، اس کی وضاحت ﴿بَلِ ... عَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''بلکہ ان کا آخرت کے بارے میں علم ختم ہو گیا ہے'' یعنی مشرکوں کا علم یقینی نہیں ہے جو دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے۔

(2) اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت کے واقع ہونے کے بارے میں وہ اپنے علم سے کچھ نہیں جانتے۔ آخرت کے بارے میں اُن کا علم برابر ہے جیسے نبی ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام سے اُن کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ﴾ ''قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔'' (مسلم:99)

(3)﴿بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا﴾ ''بلکہ وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں'' یعنی آخرت کے بارے میں، شک علم کو زائل کر دیتا ہے کیونکہ علم اپنے تمام مراتب میں کبھی شک کے ساتھ یکجا نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی:2/1960)

(4)﴿بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ﴾ ''بلکہ وہ اُس سے اندھے ہیں'' آخرت کے بارے میں نہ انہیں علم ہے نہ بصیرت اس لیے اسے بعید سمجھتے ہیں۔

(5)﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا اُنہوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز نہیں اُٹھائے جائیں گے آپ کہہ دیجیے کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا تمہیں ضرور بتایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پر یہ بہت آسان ہے۔'' (التغابن:7)

(6)﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھائیں کہ جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا کیوں نہیں! یہ اس کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔'' (النحل:38)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿اَیَعِدُکُمْ اَنَّکُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ کُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّکُمْ مُّخْرَجُوْنَ (۳۵) هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ (۳۶) اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ (۳۷) اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ٱفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ (۳۸)﴾ ''کیا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ یقیناً جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو بلاشبہ تم نکالے جانے والے ہو؟ بعید بالکل ہی بعید ہے جو تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی، ہم یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہم ہرگز اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔وہ نہیں ہے مگر ایک ایسا شخص جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اور ہم اس کی ہرگز ماننے والے نہیں ہیں۔'' (المؤمنون:35-38)

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا ءَ اِذَا کُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا

''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم ضرور

لَمُخْرَجُوْنَ﴾

(قبروں سے) نکالے جانے والے ہیں؟'' (67)

سوال: زندگی بعد موت کا انکار کرنے والوں کی الجھن کی وضاحت ﴿وَقَالَ...لَمُخْرَجُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا'' موت کے بعد کی زندگی کا انکار کرنے والوں نے کہا۔

(2)﴿ءَ اِذَا کُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ﴾ ''کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم ضرور (قبروں سے) نکالے جانے والے ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے جسم مٹی میں تبدیل ہو جانے کے بعد دوبارہ بنیں گے اور ہمیں مٹی سے نکالا جائے گا۔وہ اپنے اس قول کے ذریعے موت کے بعد کی زندگی کا شدت سے انکار کرتے ہیں۔

﴿لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾

''بلاشبہ یقیناً ہمیں اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی وعدہ دیا گیا تھا، یہ محض پہلے لوگوں کی فرضی کہانیاں ہیں'' (68)

سوال: آخرت کا انکار کرنے والوں نے موت کے بعد کی زندگی کو بے حقیقت قرار دیا، اس کی وضاحت ﴿لَقَدْ ...الْاَوَّلِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ﴾ ''بلاشبہ یقیناً ہمیں اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی وعدہ دیا گیا تھا'' یعنی محمد ﷺ سے پہلے بھی ہم سے موت کے بعد کی زندگی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(2)﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''یہ محض پہلے لوگوں کی فرضی کہانیاں ہیں'' یعنی بعث اور جزا محض قصے کہانیاں ہیں جو کتابوں میں لکھی گئیں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں۔

(3) کافروں نے موت کے بعد زندگی کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ اُنہوں نے یہ سمجھا کہ یہ ایسی بات ہے جس کو لوگوں نے ایک دوسرے سے سن کر بیان کیا ہے۔

﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ مجرموں کا کیسا انجام ہوا!'' (69)

سوال: موت کے بعد کی زندگی کا انکار کرنے والوں کے اعتراض کا کیا جواب دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... الْمُجْرِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ زمین میں چلو پھرو'' رب العزت نے فرمایا: اے ہمارے رسول ﷺ! ان سے کہہ دو کہ زمین میں شمالاً جنوباً، شرقاً غرباً چلو پھرو۔ (ایسر التفاسیر:1087)

(2) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زمین میں چل پھر کر دیکھو کیا مجرم اپنے انجام کو نہیں پہنچے؟ رسولوں کی یہ بات سچی ہے تو یہ بات بھی سچ ہے کہ موت کے بعد دوبارہ اُٹھائے جائیں گے اور ہر ایک اپنے انجام کو پہنچے گا۔

(3)﴿فَانْظُرُوْا﴾ ''پھر دیکھو'' یعنی اپنی بصیرت سے، دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ (تفسیر قرطبی:174/7)

(4)﴿كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ''کہ مجرموں کا کیسا انجام ہوا!'' یہ تمہارے رب کی سنت ہے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ (جامع البیان:10/20)

(5) یعنی آپ تاریخ انسانی میں کوئی ایسا مجرم نہیں پائیں گے جس نے رسولوں کو جھٹلایا اور اس کا انجام بدترین نہ ہوا ہو۔

(6) ان واقعات سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسانی تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے کہ رسولوں کا اور آخرت کا انکار کرنے والے مجرموں کا انجام تباہی اور ہلاکت کی صورت میں نہ ظاہر ہوا ہو۔ جس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ کوئی مقتدر ہستی ہے جو مجرموں کو مقررہ حد سے آگے نکلنے سے روک دیتی ہے اور انہیں برباد کر دیتی ہے۔

(7) پھر مکافاتِ عمل کا تقاضا ہے کہ جن مجرموں کو دنیا میں سزا نہیں ملی یا جرم سے کم سزا ملی ہے ان کے لیے ایک دوسرا جہاں قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جس میں ہر ایک کو اس کے جرم کی پوری پوری سزا ملے۔ عذاب سے تباہ کر دینے سے عدل کے تمام تقاضے پورے نہیں ہوتے۔

﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾

''اور آپ ان پر غم نہ کریں۔ اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ بُری تدبیریں کرتے ہیں'' (70)

سوال: رب العالمین نے نبی ﷺ کی جو دل جوئی کی، اس کی وضاحت ﴿وَلَا ... يَمْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور آپ ان پر غم نہ کریں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو تسلی دی کہ اے محمد ﷺ! آپ لوگوں کے جھٹلانے اور ایمان نہ لانے سے غم زدہ نہ ہوں۔ ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ ''پس شاید آپ ان کے پیچھے غم ہی سے خود کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے؟'' (الکہف:6)

(2) ﴿وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾ ''اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ بُری تدبیریں کرتے ہیں'' نبی ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ان کے رویوں پر نہ کڑھیں اور ان کی سازشوں پر دل میلا نہ کریں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۡ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ شخص جس کے لیے اُس کا بُرا عمل خوش نما بنا دیا گیا ہو پھر وہ اُسے اچھا سمجھ رہا ہو؟ پس یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، چنانچہ آپ کی جان اُن پر افسوس کر کے نہ جاتی رہے، یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں۔'' (فاطر:8)

(3) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا مددگار ہے۔ ان کا مکر ان ہی کی طرف لوٹے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ ''اور وہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ (بھی) خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔'' (الانفال:30)

﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا اگر تم سچے ہو؟'' (71)

سوال: مشرک قیامت کو محال سمجھتے تھے، اس کی وضاحت ﴿وَيَقُوْلُوْنَ ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾''اور وہ کہتے ہیں''مشرک مسلمانوں سے پوچھتے تھے کیونکہ قیامت کو محال سمجھتے تھے۔وہ کہتے تھے۔

(2)﴿مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾''کہ یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا اگر تم سچے ہو''مشرک عذاب کے لیے جلدی مچاتے تھے اور پوچھتے تھے یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔یعنی تاریخ بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

(3)اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے پورا ہونے کا وقت مقرر کر رکھا ہے۔وعدے کا یعنی عذاب کا جلدی نہ آنا تقدیر کے مطابق ہے۔ایسا نہیں ہے کہ وہ عذاب نہیں لاسکتا۔

﴿قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ﴾

''آپ کہہ دیں ہوسکتا ہے کہ جسے تم جلدی مانگتے ہو،اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آئے''(72)

سوال:قیامت قریب آرہی ہے اور عذاب قریب ہی ہے،اس کی وضاحت ﴿قُلْ...تَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)نبی ﷺ کو حکم دیا گیا﴿قُلْ﴾''آپ کہہ دیں''کہ آپ ﷺ جواب دیں۔

(2)﴿عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ﴾''ہوسکتا ہے کہ جسے تم جلدی مانگتے ہو،اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آئے''یعنی وہ عذاب جس کے لیے تم جلدی مچاتے ہو قریب آلگا ہو۔جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا﴾''تو جلد ہی وہ آپ کے سامنے تعجب سے سر ہلائیں گے اور کہیں گے تو یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں امید ہے کہ وہ قریب ہو۔''(بنی اسرائیل:51)

(3)﴿يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴾''وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور یقیناً جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے۔''(العنکبوت:54)

(4)کافروں نے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کن بات کا مطالبہ کیا تھا۔جنگ بدر کا عذاب اس کا جواب ہے جو قتل اور قید کی صورت میں ان کے سامنے آیا۔

(5)عذاب کے کچھ حصے کا آغاز تو غزوہ بدر سے ہو گیا تھا اور بعد میں بھی کافروں کو کئی بار سابقہ پیش آتا رہا لیکن اصل عذاب آخرت میں بھگتنا پڑے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾

''اور یقیناً آپ کا رب لوگوں پر بڑے فضل والا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر ادا نہیں کرتے'' (73)

سوال: اللہ تعالیٰ بڑے فضل وکرم والا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ... يَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ﴾ ''اور یقیناً آپ کا رب لوگوں پر بڑے فضل والا ہے'' اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل وکرم کرنے والا ہے وہ لوگوں کی سرکشی کے باوجود انہیں نعمتیں دے رہا ہے اور ان کی بغاوت کے باوجود انہیں مہلت دے رہا ہے، عذاب میں تاخیر کر رہا ہے۔

(2) ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''لیکن ان میں سے اکثر شکر ادا نہیں کرتے'' اکثر لوگ رب سے منہ موڑتے ہیں اور شکر ادا نہیں کرتے۔

﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾

''اور یقیناً آپ کا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں'' (74)

سوال: اللہ تعالیٰ کھلے چھپے راز جانتا ہے اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ... يُعْلِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ﴾ ''اور یقیناً آپ کا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپاتے ہیں'' اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب ہے وہ کھلے چھپے کا علم رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے جو وہ سینوں میں چھپاتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى﴾ ''اگر چہ آپ بلند آواز سے بات کریں یقیناً وہ تو پوشیدہ اور پوشیدہ تر کو بھی جانتا ہے۔'' (طٰہٰ:7)

(2) ان کا زبانی مطالبہ تو یہ ہے کہ عذاب جلد کیوں نہیں آجاتا۔ لیکن اس مطالبہ کے جو محرکات ہیں اور جو کچھ یہ اپنے دلوں میں سمجھے بیٹھے ہیں ان کا یہ تمہارے سامنے اظہار نہیں کرتے۔ ان کے دلوں میں پوشیدہ کینوں اور ناپاک ارادوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ (تیسیر القرآن:3/405)

(3) ﴿وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾ ''اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں'' وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو چیزیں وہ چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر وہ بھی ظاہر کی طرح ہیں۔ انہیں اس ذات سے ڈرنا چاہیے جو ظاہر اور باطن کا علم رکھتی ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ﴾ ''اس کے لیے برابر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جو چھپا کر بات کرے اور جو اس کو بلند آواز سے کرے اور وہ جو رات کو چھپنے والا ہے اور دن میں چلنے والا ہے۔" (الرعد:10)

﴿وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾

"اور آسمان اور زمین میں کوئی غائب چیز نہیں مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے" (75)

سوال: اللہ تعالیٰ تمام غیبوں سے واقف ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... مُّبِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ "اور آسمان اور زمین میں کوئی غائب چیز نہیں" یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے تمام رازوں سے واقف ہے، وہ کھلی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۵۹) وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۶۰)﴾ "اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔ اور وہی ہے جو تمہیں رات کو وفات دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو وہ جانتا ہے پھر وہ اس (دن) میں تمہیں اُٹھا دیتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری کی جائے پھر اس کی طرف تمہاری واپسی ہے پھر وہ تمہیں اس کی خبر کر دے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے۔" (الانعام:59,60)

(2) وہ جانتا ہے جو لوگوں سے اوجھل ہے اور جو ان کے سامنے ہے ہر چیز سے واقف ہے۔ قرآن حکیم میں تذکرہ ہے کہ سیدنا لقمان نے فرمایا: ﴿يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ﴾ "اے میرے چھوٹے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے وزن کی ہو، پس وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں تو اللہ تعالیٰ اُس کو لے آئے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں، پوری خبر رکھنے والا ہے۔" (لقمان:16)

(3) ﴿اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ "مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے" سب کچھ ایک روشن اور کھلی کتاب میں یعنی لوح محفوظ میں ہے جس نے اب تک ہونے والے تمام امور جو واقع ہو چکے اور جو قیامت تک ہونے والے ہیں سب کا احاطہ کر رکھا ہے۔ جو کچھ دنیا میں وقوع پذیر ہوتا ہے وہ لوح محفوظ میں درج ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ ''کیا آپ نہیں جانتے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے؟ یقینا یہ سب ایک کتاب میں ہے، یقینا یہ اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے۔'' (الحج:70)

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾

''یقینا یہ قرآن بنی اسرائیل پر بہت سی اُن چیزوں کو بیان کرتا ہے جن کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں'' (76)

سوال: قرآن حکیم اختلافات کا فیصلہ کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... يَخْتَلِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ﴾ ''یقینا یہ قرآن'' یعنی وہ کتاب کریم جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔

(2) ﴿يَقُصُّ عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ﴾ ''بنی اسرائیل پر بیان کرتا ہے'' یعنی یہود و نصاریٰ کے بارے میں بہت سی چیزوں کو بیان کرتا ہے۔

(3) ﴿اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ ''بہت سی اُن چیزوں کو جن کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں'' قرآن مجید یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدے کے اختلاف کی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ عیسائیوں نے کہا مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حق واضح کر دیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ﴾ ''یہ ہے عیسیٰ ابن مریم، حق کی بات جس میں وہ شک کرتے ہیں۔'' (مریم:34)

(4) یہود و نصاریٰ کے اختلافات صرف عقائد میں نہیں تھے احکام اور قصص میں بھی تھے۔

﴿وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''اور بیشک وہ مومنوں کے لیے یقینا ہدایت اور رحمت ہے'' (77)

سوال: قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهٗ ... لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ﴾ ''اور وہ یقینا ہدایت اور رحمت ہے'' یہ قرآن ہدایت ہے۔ وہ حق کو بیان کرتا ہے اور ان امور کو جن میں لوگ اختلاف کرتے ہیں۔

(2) قرآن مجید اس کے لیے ہدایت ہے جو اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ (3) قرآن مجید رحمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کیونکہ اس سے ایمان والوں کے لیے دینی اور دنیاوی امور درست ہوتے ہیں جس سے انہیں راحت ملتی ہے۔

(4) ﴿لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''مومنوں کے لئے'' قرآن مجید ان لوگوں کے لیے رحمت ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں، جو اس کی تصدیق کرتے ہیں، اس کو قبول کرتے ہیں، اس میں تدبر اور اس کے معانی میں غور وفکر کرتے ہیں۔ پس انہی لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی اور رحمت سے سرفراز کیا جائے گا جو سعادت اور فوز وفلاح کو متضمن ہے۔ (تفسیر سعدی: 1962/2)

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ﴾

''یقیناً آپ کا رب اپنے حکم سے اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور وہی سب پر غالب، سب کچھ جاننے والا ہے'' (78)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی فیصلے کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... الْعَلِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ﴾ ''یقیناً آپ کا رب اپنے حکم سے اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا'' (i) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب اختلافات کے فیصلے کردے گا۔ (ii) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق اور باطل کے درمیان فیصلے کردے گا۔ (iii) اللہ تعالیٰ کتابوں میں ہونے والی تحریفات کے بارے میں فیصلے کردے گا۔ یعنی اے محمد ﷺ! آپ کا رب اہل کتاب کے اور لوگوں کے درمیان قیامت کے دن اپنے عدل اور رحمت سے فیصلے کرے گا۔ (iv) اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے نتیجے میں جزا وسزا کا اہتمام ہوگا۔

(2) ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ﴾ ''اور وہی سب پر غالب، سب کچھ جاننے والا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ العزیز ہے وہ اپنے فیصلوں اور عمل درآمد کروانے پر قدرت رکھتا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ العلیم ہے وہ اپنے علم کی بنیاد پر درست فیصلے کرتا ہے اور ہر ایک کو اس کے حق کے مطابق جزا یا سزا دیتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات پر غالب ہے اور تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے۔

﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ﴾

''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، یقیناً آپ واضح حق پر ہیں'' (79)

سوال: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے حکم کی وضاحت ﴿فَتَوَكَّلْ ... الْمُبِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں'' رب العزت نے فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو، اس پر اعتماد کرو، وہ آپ کے لیے کافی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ﴾ ''یقیناً آپ واضح حق پر ہیں'' وہ شخص جو حق پر ہو، حق کی طرف دعوت دیتا ہو اور اس کی مدد کرتا ہو، اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے میں کسی دوسرے کی نسبت زیادہ مستحق ہے کیونکہ وہ ایک ایسے معاملے کے لئے کوشاں ہے جس کی صداقت قطعی ہے اور جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، نیز یہ انتہائی واضح طور پر حق ہے یہ کوئی چھپی ہوئی چیز ہے نہ اس میں کوئی اشتباہ ہے۔ جب آپ حق کی خاطر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں تو کسی کا گمراہ ہونا آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا اور ان کو ہدایت دینا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (تفسیر سعدی:1963/2)

﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾

''یقیناً آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آپ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر پلٹ جائیں'' (80)

سوال 1: کافر مردہ ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّكَ ... مُدْبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ ''یقیناً آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں'' (i) یہاں کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی ہے جن میں نہ عقل ہوتی ہے نہ سمجھ، جو نصیحت قبول نہیں کرتے۔ (ii) یہاں مُردوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سیدھے راستے پر نہیں چل سکتے۔

(2)﴿وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ ''اور نہ ہی آپ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر پلٹ جائیں'' یہاں بہروں سے مراد وہ کافر ہیں جو حق کی دعوت کو قبول نہیں کرتے ان کے دلوں پر پردے ہیں، ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں۔ یہ آپ کی دعوت سننے کی بجائے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے ہیں۔

(3) بہرہ آدمی تو ویسے بھی سن نہیں سکتا اگر وہ منہ موڑ کر چل دے تو اس وقت تو سننے کی کوئی صورت باقی نہیں رہ جاتی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حق کسی بھی صورت اُن کے اندر نہیں اُتر سکتا خواہ سنانے والا کتنی ہی حرص رکھے۔

(4) حق بات سن کر پیٹھ وہ پھیرتا ہے جو حق سے نفرت کرتا ہو۔

سوال 2: کیا مردے کسی بھی حالت میں کسی کی بات نہیں سنتے؟

جواب: حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مردے کو جب لوگ دفنا کر جاتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ (بخاری:1273)

﴿وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

''اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راستہ دکھانے والے ہیں، آپ صرف اُنہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

لاتا ہے، چنانچہ وہی فرماں بردار ہیں'' (81)

سوال: آپ ﷺ اندھوں کو راستہ نہیں دکھا سکتے، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ ... مُّسْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ﴾ ''اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راستہ دکھانے والے ہیں'' یہاں اندھوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ حق سے اندھا کر دے۔

(2) اس بات سے رسول اللہ ﷺ کو سمجھایا گیا کہ کافروں کے پاس وہ آنکھیں نہیں جن سے یہ حق کا راستہ دیکھ سکیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' (القصص:56)

(4) ﴿اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ''آپ صرف اُنہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتا ہے، چنانچہ وہی فرماں بردار ہیں'' حق بات سننے والا ایمان لے آتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات سننے والے ایمان لاتے ہیں، آیات کی اتباع کرتے ہیں: ﴿اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۘ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ ''بلاشبہ قبول تو صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مُردوں کو تو اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔'' (الانعام:36)

﴿وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

''اور جب اُن پر بات واقع ہو جائے گی، تو ہم اُن کے لیے زمین سے ایک چلنے والا جانور نکالیں گے جو اُن سے کلام کرے گا

ع 6 16 2

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ﴾

کہ یقیناً فلاں لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے'' (82)

سوال: دابۃ الارض کے خروج کی وضاحت ﴿وَاِذَا وَقَعَ ... يُوْقِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور جب اُن پر بات واقع ہو جائے گی'' یعنی جب وہ بات پوری ہو جائے گی جس کے آنے کا وقت مقرر ہے۔

(2) جب عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا جب کوئی نیکی کا حکم دینے والا اور بدی سے روکنے والا باقی نہیں رہے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ﴾ ''تو ہم اُن کے لیے زمین سے ایک چلنے والا جانور نکالیں گے'' یعنی زمین کے جانوروں میں سے ایک جانور نکلے گا۔

(4) سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے۔ پھر دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے اور یاجوج وماجوج اور تین جگہوں کے دھنسنے، ایک دھنسنا مشرق میں اور ایک دھنسنا مغرب میں اور ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں ہونے اور آخر میں یمن سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی۔'' (مسلم: 7285)

(5) سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی کہ جسے میں رسول اللہ ﷺ سے سننے کے بعد بھولا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''قیامت کی ابتدائی علامات میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا۔ ان دونوں میں سے کسی کا بھی دوسری سے پہلے ظہور ہوگا تو اس کے قریب ہی زمانہ میں دوسری علامت ظاہر ہو جائے گی۔'' (مسلم: 7383)

(6) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(زمین سے) ایک جانور نکلے گا جو لوگوں کی پیشانیوں پر نشان لگائے گا اور وہ (نشان زدہ) لوگ بہت زیادہ ہو جائیں گے حتیٰ کہ آدمی کسی سے اونٹ خریدے گا تو کوئی پوچھے گا، یہ تو نے کس سے خریدا ہے؟ وہ جواب دے گا: میں نے یہ کسی نشان زدہ سے خریدا ہے۔'' (مسند احمد: 5/268، سلسلۃ الصحیحۃ: 322)

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو ایک آفتاب کا مغرب سے نکلنا، دوسرا دھواں، تیسرا دجال، چوتھا زمین کا جانور، پانچویں موت اور چھٹی قیامت۔'' (مسلم: 2947)

(8)﴿تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ ''جو اُن سے کلام کرے گا کہ یقیناً فلاں لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے'' یہ جانور بندوں کے ساتھ کلام کرے گا کہ بے شک لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے، یعنی اس وجہ سے کہ لوگوں کا علم اور آیات الٰہی پر ان کا یقین کمزور ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس جانور کو ظاہر فرمائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی حیرت انگیز نشانیوں میں سے ہے تاکہ اس چیز کو وہ لوگوں پر کھول کھول کر بیان کر دے جس میں وہ شک کیا کرتے تھے۔ یہ جانور وہ مشہور جانور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس بارے میں بکثرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث وارد ہوئی ہیں (اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کی کیفیت اور اس کی نوع ذکر نہیں فرمائی۔ یہ آیت کریمہ تو دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لیے ظاہر کرے گا اور وہ خارق عادت کے طور پر لوگوں سے کلام کرے گا اور یہ ان دلائل میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بتایا ہے۔ واللہ اعلم) (تفسیر سعدی: 2/ 1964)

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا

''اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ان لوگوں کا ایک گروہ جمع کریں گے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے،

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ﴾

پھر اُن کی قسمیں بنائی جائیں گی'' (83)

سوال: قیامت کے دن جھٹلانے والوں کا کیا حشر ہوگا، اس کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... يُوْزَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا﴾ ''اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ان لوگوں کا ایک گروہ جمع کریں گے'' اللہ رب العزت نے قیامت کے دن کا حال بیان کرتے ہوئے اپنے رسول سے کہا ہے کہ یاد کرو وہ دن جب اللہ تعالیٰ ہر امت میں سے ان لوگوں کو گھیر کر لائیں گے۔

(2) ﴿مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ﴾ ''جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے، پھر اُن کی قسمیں بنائی جائیں گی'' اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والوں کے اول و آخر سب کو گروہ بندی کے ساتھ ترتیب وار کھڑا کر کے پوچھا جائے گا۔ ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ﴾ ''جمع کرو اُن سب لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اور اُن کے جوڑوں کو بھی اور اُن کو بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔'' (الصافات: 22)

(3) قیامت کے دن زانیوں، شرابیوں اور مختلف گناہ کرنے والوں کو گناہوں کے اعتبار سے قسم قسم کر دیا جائے گا۔

﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا

''یہاں تک کہ جب وہ آ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا؟ حالانکہ تم نے علم سے اُن کا احاطہ ہی نہ کیا تھا،

اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

یا پھر کیا جو تم کیا کرتے تھے؟'' (84)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جب سب لوگ حشر کے میدان میں لائے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کیا سوال کریں گے، اس کی وضاحت ﴿حَتّٰٓى ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ﴾ ''یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے'' جب وہ میدان حشر میں حساب کتاب کے لیے آئیں گے۔

(2) ﴿قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا﴾ ''تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا؟ حالانکہ تم نے علم سے اُن کا احاطہ ہی نہ کیا تھا'' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا یعنی جب تک تم پر حق واضح نہ ہو جاتا اس وقت تک تمہیں توقف کرنا چاہیے تھا۔ تم نے جھٹلا دیا حالانکہ تمہیں اس کے بارے میں علم ہی نہیں تھا۔

(3) ﴿اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''یا پھر کیا جو تم کیا کرتے تھے؟'' اللہ تعالیٰ ان سے ان کے علم اور عمل کے بارے میں سوال کرے گا کہ تم میری آیات کو جھٹلانے کا علم رکھتے تھے اور سنت رسول ﷺ کے خلاف عمل کرتے تھے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى (٣١) وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (٣٢)﴾ ''سو نہ اُس نے سچ مانا اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ اُس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔'' (القیامہ:32,31)

(5) جب سب لوگ گھیر لائے جائیں گے اُس وقت اُن سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے حق کی دعوت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہ کی تم میری آیات کو جھٹلاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے یہ بھی پوچھیں گے کہ تم کیا کرتے رہے تھے جس کی وجہ سے میری آیات پر غور کرنے کا موقع نہ ملا۔

﴿وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾

''اور اُن پر بات واقع ہو جائے گی اس کے بدلے جو انہوں نے ظلم کیا، چنانچہ وہ کچھ نہ بولیں گے'' (85)

سوال: قیامت کے دن لوگ بول کیوں نہیں سکیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَوَقَعَ ... يَنْطِقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور اُن پر بات واقع ہو جائے گی'' جب ان پر عذاب واقع ہو جائے گا۔

(2) ﴿بِمَا ظَلَمُوْا﴾ ''اس کے بدلے جو انہوں نے ظلم کیا'' ان کے ظلم کے سبب اور وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا ہے۔

(3) ﴿فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾ ''چنانچہ وہ کچھ نہ بولیں گے'' (i) اللہ تعالیٰ اُن کا جرم ثابت کر دیں گے تو زبانیں عذر پیش کرنے سے عاجز آجائیں گی۔ (ii) دنیا میں ظلم کرنے کی وجہ سے کوئی عذر نہیں رہے گا جسے وہ پیش کر سکیں۔ (iii) قیامت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہولنا کیوں کی وجہ سے بولنے کی قدرت سے محروم ہو جائیں گے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ (۳۵) وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ (۳۶) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (۳۷) هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ (۳۸) فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ (۳۹) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (۴۰)﴾ ''یہ دن ہے جس میں وہ کچھ نہیں بولیں گے۔ اور نہ ہی اُنہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ معذرت پیش کریں۔ اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔ یہ فیصلے کا دن ہے، ہم نے تمہیں اور پہلوں کو جمع کر لیا ہے۔ تو تمہارے پاس اگر کوئی خفیہ تدبیر ہے تو میرے ساتھ وہ تدبیر کر دیکھو۔ اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔'' (المرسلات:35-40)

﴿اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

''کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے رات بنائی تا کہ لوگ اس میں آرام کریں اور دن کو دکھلانے والا بنایا؟

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

واقعی اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں'' (86)

سوال: اللہ تعالیٰ عظیم غلبے والا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ يَرَوْا ... يُّؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنی ہمہ گیر قدرت اور عظیم غلبے کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہوئے فرمایا: ﴿اَلَمْ يَرَوْا﴾ ''کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا'' کیا بعث اور جزا کو جھٹلانے والوں نے اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی کا مشاہدہ نہیں کیا۔

(2) ﴿اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ﴾ ''کہ یقیناً ہم نے رات بنائی تا کہ لوگ اس میں آرام کریں'' اللہ تعالیٰ نے رات آرام اور سکون کے لیے بنائی تا کہ لوگ اس میں سو جائیں اور ان کے دن کی تھکن دور ہو جائے۔

(3) ﴿وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا﴾ ''اور دن کو دکھلانے والا بنایا'' رب العزت نے دن کو روشن بنایا تا کہ کام کاج آسانی سے ہو سکیں۔ لوگ تجارت، زراعت اور دیگر کام کریں اور اپنی معاش، اپنی ضروریات اور دیگر مصروفیات میں مشغول ہو جائیں۔

(4) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''واقعی اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور یقین رکھنے والوں کے لیے دن اور رات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ

''اور جس دن صور میں پھونک ماردی جائے گی تو سب گھبرا اُٹھیں گے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر وہ جسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ﴾

اللہ تعالیٰ چاہے گا، اور سب اُس کے پاس ذلیل ہو کر چلے آئیں گے" (87)

سوال: قیامت کی ہولناکیوں کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... دٰخِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ﴾ "اور جس دن صور میں پھونک ماردی جائے گی" رب العزت نے قیامت کی ہولناکیوں کے بارے میں واضح فرمایا ہے کہ جس دن صور پھونکا جائے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نے عرض کی کہ اے رسول اللہ ﷺ صور کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک سینگ ہے اس میں پھونکا جائے گا۔" (ترمذی:3244)

(2) ﴿فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ "تو سب گھبرا اٹھیں گے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں" اس دن زمین و آسمان کی ساری مخلوق صور پھونکنے کی وجہ سے گھبرا اُٹھے گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ (6) تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (7) قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ (8)﴾ "جس دن ہلا ڈالے گی، سخت ہلا ڈالنے والی۔ اُس کے بعد پیچھے آنے والی آئے گی۔ کچھ دل اُس دن دھڑکنے والے ہوں گے۔" (النازعات:6-8)

(3) ﴿وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ (32) يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (33)﴾ "اور اے میری قوم! یقیناً میں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے ڈرتا ہوں۔ جس دن تم پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگو گے، تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔" (المومن:32,33)

(4) ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ "مگر وہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا" یعنی جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ چاہے گا ثابت قدمی عطا کرے گا اور وہ گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ (i) کچھ لوگوں کے نزدیک انبیاء علیہم السلام۔ (ii) کچھ کے نزدیک شہداء۔ (iii) کچھ کے نزدیک فرشتے۔ (iv) کچھ کے نزدیک سارے اہل ایمان۔

(5) ﴿وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ﴾ "اور سب اُس کے پاس ذلیل ہو کر چلے آئیں گے" اس دن ہر شخص اللہ تعالیٰ کے حضور غلامانہ عاجزی کے ساتھ حاضر ہوگا اور کسی کو حکم ٹالنے کی جرات نہیں ہوگی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ "آسمان اور زمین میں جو کوئی بھی ہے، رحمن کے پاس غلام بن کر ہی آنے والا ہے۔" (مریم:93)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ

"اور آپ پہاڑوں کو دیکھو گے آپ انہیں جما ہوا گمان کرو گے حالانکہ وہی بادلوں کے چلنے کی طرح چل رہے ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری

الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ﴾

ہے جس نے ہر چیز کو خوب مضبوط بنایا ہے یقیناً وہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کرتے ہو" (88)

سوال 1: قیامت کے دن پہاڑ بادلوں کی طرح اڑیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَتَرَى ... السَّحَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً﴾ "اور آپ پہاڑوں کو دیکھو گے، آپ انہیں جما ہوا گمان کرو گے" اس دن پہاڑوں کو آپ سمجھو گے کہ وہ اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چل رہے ہوں گے۔

(2) ﴿وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ﴾ "حالانکہ وہی بادلوں کے چلنے کی طرح چل رہے ہوں گے" وہ اپنی جگہ چھوڑ کر فضا میں بادلوں کی طرح اڑیں گے۔ پہاڑ شدت خوف کی وجہ سے اڑتے پھریں گے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ﴾ "اور پہاڑ دُھنکی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے۔" (المعارج:9)

(4) ﴿يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝﴾ "جس دن آسمان لرزے گا سخت لرزنا۔ اور پہاڑ چلیں گے، بہت چلنا۔" (الطور:10,9)

(5) ﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴾ "اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور آپ زمین کو بالکل صاف میدان دیکھیں گے اور ہم ان سب کو جمع کریں گے، چنانچہ ہم ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔" (الکہف:47)

(6) ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا﴾ "اور وہ تم سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، چنانچہ آپ کہہ دیں میرا رب انہیں اڑا کر بکھیر دے گا۔" (طٰہٰ:105)

(7) ﴿وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝﴾ "اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے، خوب ریزہ ریزہ کیا جانا۔ چنانچہ وہ اڑتا ہوا غبار بن کر رہ جائیں گے۔" (الواقعہ:6,5)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی کاریگری عظیم ہے، اس کی وضاحت ﴿صُنْعَ اللّٰهِ ... تَفْعَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو خوب مضبوط بنایا ہے'' اللہ تعالیٰ کی کاریگری عظیم ہے اس نے عظیم قدرت سے ہر چیز عمدہ بنائی اور اس میں حکمتیں رکھیں۔

(2)﴿اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ﴾ ''یقیناوہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کی پوری خبر رکھنے والا ہے وہ انہیں اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ﴾

''جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اُس کے لیے اس سے بہتر ہے، اور وہ اُس دن گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے'' (89)

سوال: خوش نصیب اس دن گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿مَنْ...اٰمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا﴾ ''جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اُس کے لیے اس سے بہتر ہے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ کے پاس توحید اور اس پر ایمان لے کر آیا اور ﴿لا اله الا الله﴾ پر دل سے یقین رکھا۔ (جامع البیان:23/20)

(2) جو شخص بھلائی لے کر آئے گا یعنی ایمان اور عمل صالح تو اس کے لیے بہتر ہے یعنی جنت۔

(3)﴿الْحَسَنَةِ﴾ ''نیکی'' ہر قسم کی قولی، فعلی اور قلبی نیکیوں کو شامل ہے۔

(4) نیک اعمال کے اچھے بدلے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا عام ضابطہ یہ ہے کہ ایک نیکی کے عوض دس گنا زیادہ اجر عطا کیا جائے گا اور یہ کم سے کم ہے۔(5)﴿وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ﴾ ''اور وہ اُس دن گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے'' نیک لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (۱۰۱) لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ (۱۰۲) لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (۱۰۳)﴾ ''یقینا جن کے لیے ہماری جناب سے بھلائی کا فیصلہ پہلے ہو چکا وہ اس جہنم سے دور رکھے گئے ہوں گے۔ وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے، اور وہ ان (نعمتوں) میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے جنہیں ان کے دل چاہیں گے۔ اُنہیں بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی اور فرشتے اُن کے استقبال کو آئیں گے یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم وعدہ دیئے جاتے تھے۔'' (الانبیاء:101-103)

(6)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ''یقینا جو لوگ ہماری آیات کے بارے میں ٹیڑھے چلتے ہیں، وہ ہم پر پوشیدہ نہیں رہتے، تو کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن کی حالت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آئے گا؟ جو کچھ تم چاہو کرتے رہو، یقیناوہ اُس کو خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو۔'' (فصلت:40)

(7) اعمال کا بدلہ توقع سے بڑھ کر ہوگا جس کی وجہ سے انہیں گھبراہٹ نہیں ہوگی، ان کے لیے یہ خوشی کا موقع ہوگا۔

﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا

''اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو ان کے چہرے اوندھے منہ آگ میں ڈال دیئے جائیں گے تمہیں سزا نہیں دی جائے گی مگر

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

وہی جو تم کیا کرتے تھے؟'' (90)

سوال: برائیاں کرنے والوں کو اوندھے منہ آگ میں ڈال دیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ جَآءَ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ﴾ ''اور جو بُرائی لے کر آئے گا'' یعنی جو شرک اور نافرمانی کے کام کریں اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دن اس کی واحدانیت کا انکار لے کر ملیں گے۔

(2) ﴿السَّيِّئَةِ﴾ ''بُرائی'' ہر قسم کی قولی، قلبی اور بدنی برائی شامل ہے۔

(3) ﴿فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ﴾ ''تو ان کے چہرے اوندھے منہ آگ میں ڈال دیئے جائیں گے'' برائیاں لے کر آنے والوں کو ذلیل کر کے چہرے کے بل یعنی اوندھے منہ آگ میں ڈال دیا جائے گا رب العزت نے فرمایا: ﴿فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ﴾ ''پھر وہ اور بہکے ہوئے لوگ بھی اوندھے منہ اس میں ڈال دیئے جائیں گے۔'' (الشعراء:94)

(4) ﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ﴾ ''بلاشبہ مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔'' (القمر:47)

(5) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی، یارسول اللہ! قیامت کے روز کافر کو منہ کے بل کیسے چلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ذات جس نے اسے دنیا میں دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتی کہ قیامت کے روز اسے منہ کے بل چلائے۔'' (مسلم:7087)

(6) ﴿هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''تمہیں سزا نہیں دی جائے گی مگر وہی جو تم کیا کرتے تھے'' ان سے کہا جائے گا تمہیں وہی بدلہ دیا جارہا ہے جو تم دنیا میں عمل کرتے تھے۔ (ایسر التفاسیر:1092)

﴿اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ

''یقیناً مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اُس کو حرمت دی اور ہر چیز اُسی کے لئے ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہو جاؤں'' (91)

سوال: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی عبادت کے حکم کی وضاحت ﴿اِنَّمَآ ... مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ﴾ ''یقیناً مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں'' رب العزت نے نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ ﷺ کہہ دیں کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر یعنی مکہ کے رب کی عبادت کروں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (۳) الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (۴)﴾ ''تو اُن پر لازم ہے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔ جس نے اُنہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور اُن کو خوف سے امن دیا'' (قریش:3-4)

(2) شہر مکہ میں بیت اللہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کو بے حد محبوب تھا۔

(3) ﴿الَّذِيْ حَرَّمَهَا﴾ ''جس نے اُس کو حرمت دی'' مکہ کو اللہ تعالیٰ نے محترم بنایا ہے اور مکہ کے رہنے والوں کو نعمتیں عطا کیں اس لیے ان پر واجب ہے کہ اللہ کا شکر ادا کریں۔

(4) سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن مکہ فتح ہوا تو فرمایا: ''ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تمہیں (جہاد کے لیے) بلایا جائے تو جاؤ'' اور آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش کے دن حرم قرار دیا تھا تو یہ اللہ تعالیٰ کے حرم قرار دینے کی وجہ سے قیامت تک حرم رہے گا اور اس حرم میں مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی قتال حلال نہیں تھا اور میرے لیے بھی ایک دن میں تھوڑی دیر کے لیے قتال حلال ہوا تھا تو اب یہ اللہ تعالیٰ کے حرم قرار دینے کی وجہ سے قیامت تک حرم رہے گا، نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے اور کوئی بھی یہاں گری ہوئی چیز کو نہ اٹھائے سوائے اس کے کہ اسے اس کے مالک کو پہنچائی جائے اور نہ اس کی گھاس کاٹی جائے'' تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! سوائے گھاس کے کیونکہ یہ لوہاروں اور زرگروں (سناروں) کے کام آتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے گھاس کے۔'' (مسلم:3302)

(5) سیدنا ابوشریح العدوی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید سے اس وقت یہ حدیث بیان کی کہ جب وہ مکہ کی طرف لشکر بھیج رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''(اے لوگو!) مکہ کو لوگوں نے نہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے حرمت دی ہے، لہٰذا جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو وہاں خون بہانا اور وہاں کا درخت کاٹنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص (میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد) یہ دلیل دے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں جنگ کی ہے تو اس کو یہ جواب دو کہ دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی، تمہیں اجازت نہیں دی اور دیکھو! مجھے بھی جو وہاں لڑنے کی اجازت ملی تھی تو صرف دن کی ایک گھڑی کے لیے، پھر آج اس کی حرمت ویسی ہی ہوگئی ہے جیسی کل تھی ۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ (یہ بات) ان تک پہنچا دیں جو حاضر نہیں ہیں۔" (مسلم:3304)

(6) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے سب سے زیادہ بغض رکھتا ہے، ایک تو وہ جو حرم میں بے دینی پھیلائے، دوسرا اسلام میں جاہلیت کی رسم کا متلاشی ہو، تیسرا جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کا طلب گار ہو۔" (بخاری:6882)

(7) ﴿وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ﴾ "اور ہر چیز اُسی کے لئے ہے" عالم علوی اور عالم سفلی کی تمام اشیاء کا وہی مالک ہے اور یہ فقرہ اس وہم کے ازالے کے لیے استعمال کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت صرف بیت حرام سے مختص ہے۔ (تفسیر سعدی:1967,1968)

(8) اس آیت میں اللہ کی اُلوہیت کا پورا تصور دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہر مکہ کا مالک ہے اسی کا قانون اس شہر پر چلتا ہے اسی نے اُس شہر کو حرمت والا بنایا ہے۔ اور اسی نے حکم دیا ہے کہ میں سب سے پہلے اُس کے سامنے سر تسلیم خم کردوں اور اس میں کسی اور کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤں۔

(9) ﴿وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ "اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہو جاؤں" یعنی میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فرماں بردار، مخلص اور صالح بندوں میں سے ہو جاؤں۔

(10) رسول اللہ ﷺ کو یہ بات اہل مکہ کے سامنے رکھنے کا اس لیے حکم دیا گیا کہ اہل عرب مکہ کو قابل احترام سمجھتے تھے اور مکہ اور حرم پر ان کی قیادت قائم تھی۔ اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک نہیں سمجھتے تھے جس نے مکہ اور کعبہ کو قابل احترام بنایا۔ اس لیے آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ کہہ دیں کہ مجھے اس شہر کے رب کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے یعنی وہی ایک عبادت کے لائق ہے اور یہ کہ میں مسلمان ہو جاؤں یعنی اُس کے بندے اور غلام ہونے کی حیثیت سے یہ میرا فرض ہے کہ میں اللہ کا فرماں بردار بن جاؤں۔

﴿وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

"اور یہ کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں، پھر جو سیدھے راستے پر آجائے تو یقیناً وہ صرف اپنے لیے سیدھے راستے پر آتا ہے اور جو گمراہ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ﴾

تو آپ کہہ دیں کہ میں صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں'' (92)

سوال 1: قرآن پڑھ کر سنانا ہی میرا کام ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاَنْ ... الْمُنْذِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ﴾ ''اور یہ کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں'' میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قرآن کی تلاوت کروں، قرآن کے ذریعے راہ نمائی حاصل کروں اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی عبادت کے لیے قرآن کے الفاظ اور معنی سیکھوں۔

(2) یہاں قرآن مجید کی تلاوت سے مراد ایمان کی دعوت کے لیے تلاوت کرنا ہے۔ نبی ﷺ کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ ''پھر شاید آپ اس کا کوئی حصہ چھوڑ دینے والے ہیں جو آپ کی جانب وحی کیا جاتا ہے یا اس پر آپ کا سینہ تنگ ہونے والا ہے کہ وہ کہیں گے اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اُتارا گیا؟ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ یقیناً آپ تو محض خبردار کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگران ہے۔'' (ہود:12)

(3) ﴿فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ﴾ ''پھر جو سیدھے راستے پر آجائے تو یقیناً وہ صرف اپنے لیے سیدھے راستے پر آتا ہے'' یعنی تلاوت کے بعد، پیغام پہنچانے کے بعد جو ہدایت کا راستہ اختیار کرے گا تو اس کا نفع وہی اٹھائے گا یعنی وہ ہدایت پا جائے گا۔

(4) ﴿وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ﴾ ''اور جو گمراہ ہو تو آپ کہہ دیں کہ میں صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں'' یعنی جس نے ہدایت قبول نہ کی اور وہ گمراہی پر قائم رہا تو اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا کیونکہ میرا کام تو برے انجام سے خبردار کرنا ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾ ''پھر وہ لوگ اگر آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دو کہ میں نے اور جنہوں نے میری پیروی کی اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا، اور آپ اُن لوگوں سے جو کتاب دیئے گئے اور اَن پڑھوں سے کہہ دیں: ''کیا تم تابع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے؟'' پھر اگر وہ تابع ہو جائیں تو یقیناً ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ موڑیں تو آپ کے ذمے صرف پیغام پہنچا دینا ہے، اور اللہ تعالیٰ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔'' (آل عمران:20)

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے سامنے کیسے اپنا مشن واضح کرنے کے لیے کہا گیا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں پر واضح کر دیں کہ: (i) میرا کام اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دینا ہے اس مقصد کے لیے مجھے قرآن پڑھ کر سنانا ہے۔ (ii) میری دعوت سے جو ہدایت کا راستہ اختیار کرے گا اپنے لیے کرے گا۔ (iii) جو میری دعوت سے ہدایت کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے گمراہ ہوگا وہ بھی اپنے لیے کرے گا۔ (iv) یقیناً میں تو خبردار کرنے والوں میں سے ہوں یعنی میرا مشن بُرے انجام سے ڈرانا ہے۔

سوال 3: دعوت اسلامی کا وسیلہ اور ذریعہ کیا ہے؟

جواب: دعوت اسلامی کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

سوال 4: اس آیت میں انفرادی ذمہ داری کے اُصول کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟

جواب: اس آیت سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہدایت اور گمراہی کا راستہ اپنانے میں ہر شخص خود ذمہ دار ہے۔

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ

''اور آپ کہہ دیں سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جلد ہی وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم انہیں پہچان لو گے، اور آپ کا رب

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

اس سے بے خبر نہیں ہے جو تم عمل کرتے ہو'' (93)

سوال: اللہ تعالیٰ حجت قائم کیے بغیر عذاب نہیں بھیجتا، اس کی وضاحت ﴿وَقُلِ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ''اور آپ کہہ دیں سب تعریف اللہ کے لئے ہے'' نبی ﷺ سے یہ کہا گیا کہ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ کسی پر حجت قائم کیے بغیر عذاب نہیں بھیجتا۔

(2) اللہ تعالیٰ کی حمد یہاں اس اعتبار سے ہے کہ وہ کسی کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اُس پر حجت قائم نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے حجت تمام کر دی ہے۔

(3) یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی طرف سے حمد صرف اسی کے لیے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) جب رسول بھیجے جاتے ہیں اور کتابیں نازل کی جاتی ہیں پھر بھی لوگ نہیں مانتے تو حجت قائم ہو جاتی ہے۔اس وجہ سے فرمایا:

(5)﴿سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ﴾ ''جلد ہی وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا'' (i) ان نشانیوں سے مراد انفس و آفاق کی نشانیاں بھی ہیں۔

(ii) ان نشانیوں سے مراد اسلام کو ملنے والی فتوحات بھی ہیں۔رب العزت نے فرمایا:﴿وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ (٢٠) وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ ''اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہاری ذات میں بھی تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟'' (الذاریات:21,20)

(6) یعنی ہم تمہیں ایسی نشانیاں دکھائیں گے جس سے تم خود قائل ہو جاؤ گے۔

(7)﴿فَتَعْرِفُوْنَهَا﴾ ''تو تم انہیں پہچان لو گے'' ان آیات الٰہی کی تمہیں ایسی معرفت حاصل ہوگی جو حق اور باطل کے بارے میں راہنمائی کرے گی۔اللہ ضرور تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا جن کے ذریعے سے تم اندھیروں میں اپنی راہوں روشن کرو گے۔(تفسیر سعدی:1968/2)

(8)﴿وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور آپ کا رب اس سے بے خبر نہیں ہے جو تم عمل کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ نے سارے حقائق کو واضح کرنے کے بعد اپنے اعمال کی طرف نظریں لگا دی ہیں کہ اگرچہ تم بظاہر آزاد ہو لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل نہیں اس لیے ہدایت قبول نہ کرکے بے فکر نہ ہو جاؤ۔

(9) بلکہ وہ تمہارے اعمال واحوال کو خوب جانتا ہے اور اسے ان اعمال کی جزا کی مقدار کا بھی علم ہے وہ تمہارے درمیان ایسا فیصلہ کرے گا کہ تم اس فیصلے پر اس کی حمد و ثنا بیان کرو گے اور یہ فیصلہ کسی بھی لحاظ سے تمہارے لئے اس کے خلاف حجت نہ ہوگا۔(تفسیر سعدی:1968/2)

(10) عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر وہ غافل ہوتا تو انسان کے قدموں کے نشان سے جنہیں ہوا مٹا دیتی ہے غفلت کر جاتا لیکن وہ ان نشانات کا بھی حافظ اور عالم ہے۔(الاساس:4049/7)

اٰيَاتُهَا 88	28- سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ -49	رُكُوْعَاتُهَا 9

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔اس میں 9 رکوع اور 88 آیات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 28 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 49 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿طٰسٓمٓ﴾

''طٰسٓمٓ''(1)

سوال: ﴿طٰسٓمٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ط۔س۔م یہ حروف مقطعات ہیں جن کے معانی اور مراد کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ﴾

''یہ واضح کتاب کی آیات ہیں''(2)

سوال: واضح کتاب کی آیات سے کیا مراد ہے، اس کی وضاحت ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ﴾ ''یہ کتاب کی آیات ہیں'' یہ عظیم آیات اس کتاب کی ہیں جو روشن ہے۔

(2) ﴿الْمُبِيْنِ﴾ ''واضح'' یعنی واضح کتاب ہے جو ہر اس معاملے کو کھول کر بیان کرتی ہے جس کی بندوں کو ضرورت ہے۔ جو حق کو باطل سے اور حرام کو حلال سے الگ کرتی ہے۔ جس میں ماضی اور مستقبل کی معلومات ہیں۔

(3) قرآن حکیم کا کتاب مبین ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ اللہ کی جانب سے وحی ہے۔

(4) یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔ ہر اس معاملے کو کھول کھول کر بیان کرتی ہیں جن کے بندے حاجت مند ہیں، مثلا رب تعالیٰ کی معرفت، اس کے حقوق کی معرفت، اس کے اولیاء واعداء کی معرفت، اس کے ایام ووقائع کی معرفت، اعمال کے ثواب اور عمل کرنے والوں کی جزا کی معرفت۔ قرآن مجید نے ان تمام امور کو کھول کھول کر بیان کر کے بندوں کے سامنے پوری طرح واضح کر دیا۔ (تفسیر سعدی: 1974/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)رب العزت نے فرمایا:﴿كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾''ایک کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں،اس حال میں کہ عربی زبان میں قرآن ہے،اُن لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔''(حم السجدہ:3)

(6)﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔''(الکہف:1)

﴿نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

''ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کے حالات حق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں''(3)

سوال:﴿نَتْلُوْا ... يُّؤْمِنُوْنَ﴾کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ﴾''ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کے حالات حق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں''رب العزت نے فرمایا کہ ہم آپ کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے حالات پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ اس کتاب کی تلاوت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جا رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔

(2)مصر کے بادشاہ فرعون کہلاتے تھے۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا دو فرعونوں یا دو بادشاہوں سے سابقہ پیش آیا تھا۔جس فرعون نے آپ کی پرورش کی اس کا نام رعمسیس تھا اور نبوت ملنے کے بعد جس کے ہاں آپ کو بھیجا گیا تھا وہ رعمسیس کا بیٹا منفتاح تھا اور اس کا دور حکومت تقریباً چودہ سو سال قبل مسیح کا تھا۔(تیسیر القرآن:413/3)

(3)(i)یہاں ان واقعات کو پیش کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم کے خلاف کس طرح کھل کر اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔(ii)ان واقعات کو پیش کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کیسے اپنے فیصلوں کو نافذ کر کے رہتا ہے۔

(4)﴿لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾''ایسے لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں''یعنی ان لوگوں کے لیے جو قرآن کی تصدیق کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔جو ایمان نہیں رکھتے،وہ اس کے حق ہونے پر اعتقاد نہیں رکھتے۔(5)(i)یہ آیات مومنوں کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں۔(ii)کتاب اہل ایمان کو حق کے راستے کا پتہ دیتی ہے۔(iii)کتاب اہل ایمان کی تربیت کرتی ہے۔

﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ

''یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اُس نے وہاں کے رہنے والوں کو کئی گروہ بنا دیا،اُن میں سے ایک گروہ کو نہایت کمزور کر رکھا تھا،وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾

اُن کے بیٹوں کو بری طرح ذبح کرتا تھا اور اُن کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا یقیناوہ فساد کرنے والوں میں سے تھا''(4)

سوال: فرعون کی سرکشی کی وضاحت ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ ... الْمُفْسِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ ''یقینا فرعون نے زمین میں سرکشی کی'' فرعون نے مصر کی سرزمین میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور ظلم میں حد سے تجاوز کر رکھا تھا۔ وہ فخر وغرور میں مبتلا ہو کر عبودیت کو بھول گیا تھا۔ (الاساس: 4059/7)

(2) فرعون نے مصر کا اقتدار حاصل کر لیا تھا اور اپنے اُوپر کسی بالاتر قوت کے اقتدار کو محسوس نہیں کرتا تھا۔ خود کو قوت والا پا کر اس نے یہ گمان کر لیا تھا کہ حالات کا انجام اُسی کے ہاتھ میں ہے اس لیے اُس نے ظلم وستم اور سرکشی کا راستہ اختیار کر لیا تھا اور اپنے آپ کو بڑا معبود کہلاتا تھا۔

(3)﴿وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا﴾ ''اور اُس نے وہاں کے رہنے والوں کو کئی گروہ بنا دیا'' یعنی فرعون نے مصر کے لوگوں کو گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ وہ ہر گروہ سے حسب خواہش کام لیتا تھا۔

(4)﴿يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ﴾ '' اُن میں سے ایک گروہ کو نہایت کمزور کر رکھا تھا'' ایک گروہ سے مراد بنی اسرائیل ہیں جو اس دور میں تمام لوگوں سے اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت دے رکھی تھی اس لیے ان کی عزت کرنی چاہیے تھی مگر اس نے انہیں ذلیل کر رکھا تھا اور ان سے نچلے درجے کی خدمت لیتا تھا۔ دن رات ان سے اپنے اور اپنی قوم کے کام لیتا تھا اور انہیں کمزور بنا رکھا تھا۔

(5) مصر میں قبطی بھی آباد تھے جو فرعون کی اپنی قوم تھی اور بنی اسرائیل بھی۔ فرعون نے اپنی پالیسی یہ رکھی کہ قبطی آقا بن کر رہیں اور بنی اسرائیل غلام اور خدمت گار بن کر۔ (اشرف الحواشی: 461/1)

(6)﴿يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ﴾ ''وہ اُن کے بیٹوں کو بری طرح ذبح کرتا تھا اور اُن کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا'' فرعون بنی اسرائیل سے ظالمانہ سلوک کرنے کے باوجود انہیں زندہ رہنے کا حق نہیں دیتا تھا۔ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا تا کہ مردوں کی تعداد بڑھنے نہ پائے اور تا کہ وہ کمزور رہوں۔

(7)(i) فرعون نے حاملہ عورتوں کے لیے دائیاں مقرر کر رکھی تھیں جو پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں رپورٹ کر دیتی تھیں اور بچے کو فوراً ٹھکانے لگا دیا جاتا تھا۔ (ii) فرعون کے دور میں کچھ عورتوں کو اس کام کے لیے مقرر کیا جاتا تھا کہ وہ ننھے بچے لے کر اسرائیلیوں کے گھر میں جائیں اور بچوں کو رلا دیں تا کہ اگر کوئی بچہ گھر میں ہو تو وہ بھی رو پڑے یوں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتظام کے تحت کوئی بچہ بچ نہیں پاتا تھا۔

(8) وہ اس لیے بھی لڑکوں کو قتل کروا دیتا تھا کہ اس لڑکے کا بھی استیصال ہو جائے جس کے بارے میں ریاست والوں نے اسے خبر دی تھی کہ اسرائیلیوں میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں شاہ مصر ہلاک ہوگا اور اس کی ریاست ختم ہو جائے گی۔ (مختصر ابن کثیر: 1452/2)

(9) ﴿اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ ''یقیناوہ فساد کرنے والوں میں سے تھا'' وہ عظیم جرائم کا ارتکاب کر کے زمین میں فساد برپا کرتا تھا۔ (ایسر التفاسیر: 1094)

(10) وہ لوگوں کو ناحق قتل کرتا تھا، لوگوں کو غلام بنا کر رکھتا تھا۔ زمین والوں پر جبر کرتا تھا اور اپنے رب کی عبادت سے تکبر کرتا تھا۔ (جامع البیان: 29/20)

(11) نبی ﷺ نے برے حکمران کی شناخت بتائی ہے۔ سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''بدترین حکمران وہ ہے جو سنگدل اور تند خو ہونے کی وجہ سے عوام پر بہت ظلم ڈھائے اور بڑی بے رحمی کے ساتھ ان کو کچل کر رکھ دے۔'' (مسلم)

(12) سیدنا عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو بادشاہ اپنا دروازہ حاجت مند اور محتاجوں اور مسکینوں پر بند کرے یعنی ان کو اپنی حاجات عرض کرنے کے لیے نہ آنے دے تو اللہ تعالیٰ اس پر ضرورت اور حاجت اور مسکنت کے دروازے بند کرے گا یعنی قیامت میں یا دنیا میں۔'' (ترمذی: 1332)

(13) سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے حاکموں میں سے بہتر وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور تم ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہو اور تمہارے حاکموں میں سے برے حاکم وہ ہیں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم انہیں لعنت کرو اور وہ تمہیں لعنت کریں۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم انہیں تلوار کے ساتھ قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں اور جب تم اپنے حاکموں میں کوئی ایسی چیز دیکھو جسے تم ناپسند کرتے ہو تو اس کے اس عمل کو ناپسند کرو اور اطاعت و فرماں برداری سے ہاتھ مت کھینچو۔'' (مسلم: 4804)

(14) سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی مسلمانوں کے کاموں کا ذمہ دار بنے پھر ان کے لئے نہ محنت و کوشش کرے اور نہ ان کی خیر خواہی و بھلائی کرے تو وہ ان مسلمانوں کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم: 142)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(15) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر امیر و حاکم خواہ وہ دس آدمیوں کا ہی امیر و حاکم کیوں نہ ہو قیامت کے دن اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی گردن میں طوق ہوگا یہاں تک کہ اس کو اس طوق سے یا تو اس کا عدل نجات دلائے گا یا اس کا ظلم ہلاک کرے گا۔'' (الترغیب والترہیب: 25-29)

(16) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: افسوس ہے امراء و حکام پر، افسوس ہے چوہدریوں پر، افسوس ہے امینوں پر، بہت سے لوگ قیامت کے دن آرزو کریں گے کہ (کاش دنیا میں) چوٹیوں کے بال ثریا میں باندھ کر لٹکائے جاتے اور آسمان و زمین کے درمیان لٹکے رہتے لیکن ان کو کسی کام کی ولایت و سرداری نہ ملتی۔ (الترغیب والترہیب: 17)

﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً

''اور ہم ارادہ رکھتے تھے کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں نہایت کمزور کر دیئے گئے تھے اور ہم اُنہیں راہ نما بنا دیں

وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾

اور ہم اُنہیں وارث بنا دیں'' (5)

سوال: اسرائیلیوں کو حکومت کی جو بشارت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَنُرِيْدُ ... الْوٰرِثِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ ''اور ہم ارادہ رکھتے تھے کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں نہایت کمزور کر دیئے گئے تھے'' رب العزت نے ارادہ فرمایا کہ بنی اسرائیل پر احسان کریں۔ ان کی کمزوری اور ذلت کو دور کریں اور ان کے مخالفوں کو ہلاک کر دیں۔

(2) ﴿وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً﴾ ''اور ہم اُنہیں راہ نما بنا دیں'' رب العزت نے ارادہ فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حاکم اور پیشوا بنا دیں۔

(3) ﴿وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ ''اور ہم اُنہیں وارث بنا دیں'' یعنی بنی اسرائیل کو مصر کا والی و وارث بنا دیں۔

﴿وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا

''اور ہم اُنہیں زمین میں اقتدار دیں اور ہم فرعون، ہامان اور اُن کے لشکروں کو اُن سے وہی کچھ دِکھلا دیں،

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ﴾

جس سے وہ ڈرتے تھے'' (6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: بنی اسرائیل کو اقتدار اور دشمنوں سے نجات کی جو بشارت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَنُمَكِّنَ ... يَحْذَرُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ ''اور ہم اُنہیں زمین میں اقتدار دیں'' اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ارض شام میں قدرت اور اختیار دینا چاہتے تھے جو کنعانیوں کی سرزمین تھی کیونکہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے بعد دوبارہ مصر میں واپس نہیں گئے۔

(2)﴿وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا﴾ ''اور ہم فرعون، ہامان اور اُن کے لشکروں کو اُن سے وہی کچھ دِکھلا دیں'' فرعون، ہامان اور ان کے لشکروں کو جو ظلم ڈھاتے تھے۔

(3)﴿مِنْهُمْ﴾ ''اُن سے'' بنی اسرائیل سے جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے۔

(4)﴿مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ﴾ ''جس سے وہ ڈرتے تھے'' فرعون اور ہامان کے لشکر بنی اسرائیل میں ایک ایسے بچے کی پیدائش سے ڈر رہے تھے جس کے ہاتھوں فرعون اور اس کے ملک اور اس کے لشکر کی تباہی ہونے والی تھی اللہ تعالیٰ نے اُن کے اندیشوں کو حقیقت بنا کر دکھا دیا۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۛ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ﴾ ''اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے اُنہیں ہم نے اُس زمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہوگئی کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ تباہ کر دیا جو (محلّات) وہ بناتے تھے اور جو عمارتیں وہ بلند کرتے تھے۔'' (الاعراف: 137)

(6) اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے لیے یہ اسباب فراہم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے ایسے اسباب پیدا کر دیئے جن کو فرعون اور اس کے لشکر جانتے تک نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دلانے کے لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خوفناک حالات میں پیدا کیا اور ان کی والدہ کو وحی کی کہ بچے کو دودھ پلاتی رہیں اور خطرے کے وقت صندوق میں ڈال کر دریا برد کر دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ

''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ اُسے دودھ پلاؤ، پھر جب تو اُس کے بارے میں ڈرے تو اُسے دریا میں ڈال دے

وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

اور نہ ڈرو اور غم نہ کرو، یقیناً ہم اُسے تمہارے پاس لوٹا کر لانے والے ہیں اور اُسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں'' (7)

سوال 1: ام موسیٰ کو دودھ پلانے کی ہدایت کس طرح سے دی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَاَوْحَيْنَآ ... اَرْضِعِيْهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى﴾ ''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی'' (i) وحی سے مراد دل میں بات ڈالنا ہے۔ (ii) یہاں وحی سے مراد وہ وحی نہیں جو انبیاء علیہم السلام پر فرشتوں کے ذریعے سے نازل کی جاتی ہے۔

(2) یہاں لفظ اوحینا استعمال ہوا اور وحی کا لغوی معنی صرف خفی اور تیز اشارہ ہے اور وحی کے معنی ہیں پوشیدہ اور نامعلوم بات کے متعلق سرعت سے اشارہ کرنا۔ (مفردات، مقاییس اللغۃ) یعنی کسی تشویشناک معاملہ کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یکدم دل میں کوئی خیال آجانا اور ایسی وحی غیر نبی کی طرف بھی ہو سکتی ہے۔ ایسی ہی وحی ام موسیٰ علیہ السلام کو بھی بھیجی گئی تھی اور ممکن ہے یہ وحی فرشتوں کے خطاب کی صورت میں ہو۔ ایسی وحی بھی غیر نبی کو ہو سکتی ہے جیسے کہ سیدہ مریم علیہا السلام سے فرشتوں نے خطاب کیا تھا۔ (تیسیر القرآن 3/416)

(3) ﴿اَنْ اَرْضِعِيْهِ﴾ ''کہ اُسے دودھ پلاؤ'' ام موسیٰ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ انہیں دودھ پلاتی رہو۔

سوال 2: خوف کے وقت بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا برد کر دینے کا حکم دیا گیا اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا خِفْتِ ... تَحْزَنِيْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ﴾ ''پھر جب تو اُس کے بارے میں ڈرے'' ام موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ جب بچے کو خطرہ لاحق ہو جائے اور کسی ایسے فرد کو آتا دیکھیں جو اسے فرعون کے پاس لے جائے۔

(2) ﴿فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ﴾ ''تو اُسے دریا میں ڈال دے'' یعنی نڈر ہو کر بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا برد کر دو۔

(3) ﴿وَلَا تَخَافِيْ﴾ ''اور نہ ڈرو'' یعنی ہلاکت سے نہ ڈرنا۔

(4) ﴿وَلَا تَحْزَنِيْ﴾ ''اور غم نہ کرو'' اس کی جدائی کا غم نہ کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)(i)اللہ تعالیٰ نے اُمّ موسیٰ کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ڈوب جانے یا ضائع ہوجانے کے خوف سے روکا تھا۔

(ii)اللہ تعالیٰ نے اُمّ موسیٰ کو بچے کی جدائی کے غم سے روکا تھا۔

سوال 3: ام موسیٰ کو جو تسلی دی گئی کہ بچہ لوٹا لائیں گے اور اسے نبی بنائیں گے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا رَآدُّوْهُ... الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ﴾ ''یقیناہم اُسے تمہارے پاس لوٹا کرلانے والے ہیں'' ام موسیٰ کو تسلی دی کہ بچہ تمہارے پاس لوٹالائیں گے اور اسے آپ ہی دودھ پلائیں گی۔

(2)﴿وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور اُسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں'' یعنی بچہ محفوظ رہے گا اور بڑا ہوگا اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔

(3)یہ بہت بڑی بشارت تھی جو ام موسیٰ کو دی گئی تاکہ ان کا دل اطمینان پائے اور ان کا خوف زائل ہوجائے اور وہ بچے کو دریا میں ڈال دیں۔

(4)ام موسیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں رکھ کر دریا کے حوالے کر دیا اور وہ بحفاظت فرعون کے محل پہنچ گیا۔

﴿فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

''تو اُسے فرعون کے گھر والوں نے اُٹھایا تاکہ وہ اُن کے لیے دشمن ہو اور غم کا باعث ہو۔ یقیناً فرعون اور ہامان

وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ﴾

اور اُن دونوں کے لشکر خطا کار تھے''(8)

سوال 1: بچے کو آلِ فرعون نے کیسے اٹھالیا تھا، آیت کی روشنی میں اس کی وضاحت ﴿فَالْتَقَطَهٗٓ... وَّحَزَنًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ﴾ ''تو اُسے فرعون کے گھر والوں نے اُٹھایا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے تابوت میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا تھا جب کہ ان کی خفیہ ایجنسیاں رات دن بنی اسرائیل کے پیدا ہونے والے لڑکوں کا پیچھا کر رہی تھیں کیونکہ انہیں اپنے اقتدار کا خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ طے کر رکھا تھا کہ بچے کی پرورش خود ان کے ہاتھوں سے کروانی ہے اس لیے تابوت بہتا بہتا فرعون کے محل کے پاس جا پہنچا اور فرعون کے نوکروں نے پکڑ کر باہر نکال لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) صندوق بہتا بہتا فرعون کے محل کے سامنے آ گیا۔ لونڈیوں نے صندوق نکالا اور ملکہ کے پاس لے آئیں۔ ملکہ کے سامنے صندوق کھولا گیا تو اس میں ایک معصوم، بھولا بھالا بچہ تھا ملکہ نے دیکھا تو قربان ہو گئیں۔ (3) آل فرعون کو صندوق اٹھانے پر مجبور کیا گیا۔ رب العزت نے ملکہ کے دل میں بچے کے لیے بے پناہ محبت پیدا کر دی تھی۔

(4) ﴿لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا﴾ ''تا کہ وہ اُن کے لیے دشمن ہو اور غم کا باعث ہو'' تا کہ ان کی عاقبت اور انجام یہ ہو کہ اٹھایا ہوا بچہ ان کا دشمن اور ان کے لئے حزن وغم اور صدمے کا باعث بنے، اس کا سبب یہ ہے کہ تقدیر الٰہی کے مقابلے میں احتیاط کام نہیں آتی۔ وہ چیز جس کے بارے میں وہ بنی اسرائیل سے خائف تھے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ ان کا قائد ان کے ہاتھوں میں، ان کی نظروں کے سامنے اور ان کی کفالت میں تربیت پائے۔ جب آپ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں غور وفکر کریں گے تو اس ضمن میں آپ پائیں گے کہ بنی اسرائیل کے لیے بہت سے مصالح حاصل ہوئے اور بہت سے پریشان کن امور سے انہیں چھٹکارہ حاصل ہوا، اسی طرح آپ کو رسالت ملنے سے پہلے بنی اسرائیل پر سے بہت سے مظالم ختم ہو گئے کیونکہ آپ مملکت فرعون کے ایک بڑے عہدے دار کی حیثیت سے رہتے تھے۔ چونکہ آپ ایک بلند ہمت اور انتہائی غیرت مند انسان تھے اسی لیے طبعی طور پر آپ کی قوم کے بہت سے حقوق کا دفاع ہونا ضروری تھا۔ آپ کی ضعیف اور کمزور قوم، جن کی کمزوری وناتوانی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے، کے بعض افراد اس ظالم وغاصب قوم کے خلاف جھگڑنے لگے تھے۔ یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے مقدمات تھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ تمام امور آہستہ آہستہ اور بتدریج وقوع پذیر ہوتے ہیں، کوئی واقعہ اچانک رونما نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی: 1976/2-1977)

(5) لفظی ترجمہ یوں ہے: ''تا کہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لئے باعث رنج بنے'' لیکن مطلب وہ ہے جو متن میں بیان کیا گیا ہے۔ یا یہ کہ ان کے اٹھانے کا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان کے لیے دشمن اور باعث رنج ہوں۔ اس لام کو عربی زبان میں لام عاقبت کہا جاتا ہے۔ (قرطبی) (اشرف الحواشی: 461/1)

سوال 2: فرعون، ہامان اور اس کے لشکر کیسے اپنی تدبیر میں خطا کار تھے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... خٰطِـِٕيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ﴾ ''یقیناً فرعون اور ہامان اور اُن دونوں کے لشکر خطا کار تھے'' فرعون، ہامان اور ان کے لشکر نہیں جانتے تھے کہ یہ بچہ اُن کی قوت کو پاش پاش کرے گا۔ وہ بنی اسرائیل کے بچے قتل کرواتے رہے اور جس کو قتل کرنا چاہتے تھے اسے اپنے ہی ہاتھوں سے پالتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) وہ سب مجرم تھے اس لیے ہم نے ان کے جرم کی سزا دینے کے لیے چال چلی۔ جب صندوق کو دریا سے نکالا گیا تو فرعون کی بیوی کے دل میں رحم ڈال دیا۔

(3) اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ ایک بچے کے خطرہ کی بنا پر ہزار ہا بچوں کو قتل کر دینا ان کی بہت بڑی غلطی اور حماقت تھی اور ان کی یہ حماقت اس لحاظ سے اور بھی زیادہ واضح ہو گئی تھی کہ جس بچے سے خطرہ کے سد باب کے لئے یہ سفا کی کر رہے تھے وہ تو ان تک پہنچ چکا تھا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ خطا کار اس لحاظ سے تھے کہ وہ اپنی اس ظالمانہ تدبیر سے اللہ کی تقدیر کو روکنا چاہتے تھے۔ (تیسیر القرآن 3/416)

﴿وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۫ لَا تَقْتُلُوْهُ ۚ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

''اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ میرے لیے اور تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تم اُسے قتل نہ کرو، اُمید ہے کہ وہ ہمیں نفع دے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾

یا ہم اُسے بیٹا ہی بنالیں اور وہ سمجھتے نہیں تھے'' (9)

سوال: فرعون کی بیوی کی بچے کے بارے میں جو توقعات تھیں، ان کی وضاحت ﴿وَقَالَتِ... يَشْعُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ﴾ ''اور فرعون کی بیوی نے کہا'' فرعون کی بیوی یعنی ملکہ بولی۔

(2) ﴿قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۫ لَا تَقْتُلُوْهُ﴾ ''کہ میرے لیے اور تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تم اُسے قتل نہ کرو'' فرعون کی بیوی نے اس وقت کہا تھا جب اُس نے تابوت میں ایک حسین بچے کو دیکھا۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں سے تو بہت سے کامل (انسان) گزرے ہیں مگر عورتوں میں دو ہی کمال کو پہنچیں، ایک تو عمران کی بیٹی مریم علیہا السلام اور دوسری فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ علیہا السلام اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (بخاری: 3796)

(3) یعنی اس بچے کو زندہ رکھو تا کہ یہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ (4) ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ ''اُمید ہے کہ وہ ہمیں نفع دے یا ہم اُسے بیٹا ہی بنالیں'' اگر ہم اس کو بیٹا بنالیں تو اس کی ساری اہلیتیں بنی اسرائیل کے بجائے ہمارے کام آسکتی ہیں۔ لہٰذا اسے متبنیٰ بنا لینے میں ہمیں بہت سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ (تیسیر القرآن: 3/417)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) یہ بات اُنہوں نے اس لیے کہی تھی کہ فرعون اولاد سے محروم تھا۔

(6) ﴿وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور وہ سمجھتے نہیں تھے'' بچے کے بارے میں وہ شعور نہیں رکھتے تھے کہ اسی کے ساتھ وہ انجام بندھا ہوا ہے جس سے وہ ڈرتے رہے ہیں، جس کو مارنے کے لیے سینکڑوں بچے قتل کیے جاتے رہے ہیں۔

(7) اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقدر فرما دیا کہ وہ بچہ فرعون کی بیوی کو فائدہ دے جس نے یہ بات کہی تھی۔ جب وہ بچہ فرعون کی بیوی کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گیا اور اسے اس بچے سے شدید محبت ہوگئی اور وہ بچہ اس کے لئے حقیقی بیٹے کی حیثیت اختیار کر گیا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا تو اس نے جلدی سے ایمان لا کر اسلام قبول کر لیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے مابین ہونے والی مذکورہ گفتگو کی بابت اللہ نے فرمایا: ﴿وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ یعنی انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ لوح محفوظ میں کیا درج ہے۔ تقدیر نے انہیں کس عظیم الشان مقام پر فائز کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہے۔ اگر انہیں اس حقیقت کا علم ہوتا تو ان کا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ کچھ اور ہی ہوتا۔ (تفسیر سعدی: 1977/2)

﴿وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا

''اور موسیٰ کی ماں کا دل خالی ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ اُسے ظاہر کر دیتی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم نے بندھا دیا اس کے دل پر

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

تاکہ وہ مومنوں میں سے ہو جائے'' (10)

سوال: بچے کو بہا دینے کے بعد ماں کیسے بے قرار ہوگئی، اس کی وضاحت ﴿وَاَصْبَحَ ... الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا﴾ ''اور موسیٰ کی ماں کا دل خالی ہو گیا'' جب ام موسیٰ نے معصوم بچے کو دریا میں بہا دیا تو ان کا دل بے قرار ہو گیا اور جدائی کے غم اور صدمے سے ان کا دل اڑا جا رہا تھا۔

(2) ﴿اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ﴾ ''قریب تھا کہ وہ اُسے ظاہر کر دیتی'' یعنی قریب تھا کہ ام موسیٰ راز فاش کر دیتیں۔

(3) ﴿لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا﴾ ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم نے بندھا دیا اس کے دل پر'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ ام موسیٰ کی ڈھارس نہ بندھاتے اور انہیں صبر کی توفیق نہ دیتے، انہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو وہ گھبرا کر لوگوں کے سامنے راز فاش کر دیتیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) اللہ تعالیٰ نے ام موسیٰ کو صبر دیا، ان کو غم کرنے اور خوف زدہ ہونے سے روک دیا اور وعدہ دیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کے پاس واپس لوٹا لائیں گے۔

(5) ﴿لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''تا کہ وہ مومنوں میں سے ہو جائے'' مصیبت کے وقت مومن صبر کرتا ہے تو اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور بے صبری کرنے سے ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

﴿وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۚ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾

''اور اُس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ اُس کے پیچھے پیچھے جا پس وہ اُس کو ایک طرف سے دیکھتی رہی اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے'' (11)

سوال: ام موسیٰ نے بیٹی کو صندوق کی دیکھ بھال کا جو حکم دیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَتْ ... يَشْعُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ﴾ ''اور اُس نے سیدنا موسیٰ کی بہن سے کہا'' ام موسیٰ نے اپنی بیٹی کو کہا۔

(2) ﴿قُصِّيْهِ﴾ ''کہ اُس کے پیچھے پیچھے جا'' یعنی اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے چلتی رہنا اور اس پر نظر رکھنا لیکن کسی کو خبر نہ ہو۔

(3) ﴿فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''پس وہ اُس کو ایک طرف سے دیکھتی رہی اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے'' ماں کے حکم سے اُخت موسیٰ دور سے کنارے کنارے صندوق کو بہتا دیکھ کر آگے بڑھتی رہیں اور کسی کو پتہ نہ چلا کہ دریا میں بھائی ہے اور کنارے کنارے بہن نگاہ رکھے ہوئے ہے۔

(4) اخت موسیٰ نے دیکھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل کے باہر سے نکال لیے گئے اور اب فرعون کے محل میں ہیں۔

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ

''اور ہم نے پہلے ہی اُس پر دودھ پلانے والیوں کو حرام کر رکھا تھا تو لڑکی نے کہا کہ کیا میں ایسے گھر والوں پر تمہاری راہ نمائی کروں

يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ﴾

جو تمہارے لیے اس کی پرورش کریں اور وہ اُس کے لیے خیر خواہ ہوں'' (12)

سوال: دایوں کا دودھ نہ پینے پر اخت موسیٰ کے مشورے کی وضاحت ﴿وَحَرَّمْنَا ... نٰصِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ ''اور ہم نے پہلے ہی اُس پر دودھ پلانے والیوں کو حرام کر رکھا تھا''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے دایوں کے دودھ کو اپنے حکم سے حرام کر دیا تھا اس لیے شدید کوشش کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دودھ نہ پیا۔

(2)﴿فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ﴾ ''تو لڑکی نے کہا کہ کیا میں ایسے گھر والوں پر تمہاری راہ نمائی کروں جو تمہارے لیے اس کی پرورش کریں اور وہ اُس کے لیے خیر خواہ ہوں'' اُخت موسیٰ خاموشی سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے دیکھتے محل میں آن پہنچیں تھیں اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے موقع پیدا کر دیا اُنہوں نے آگے بڑھ کر کہا کہ کیا میں ایسی عورت کا پتہ بتاؤں جو اچھی طرح سے اس کی تربیت کرے اور خیر خواہ بھی ہو؟

(3) انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی بات مان لی اور اس نے اس عورت کے گھر کا پتہ بتا دیا جو دودھ پلا سکتی تھی۔

﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾

''تو ہم نے موسیٰ کو اُس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ اُس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غمگین نہ ہو اور تا کہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے'' (13)

سوال: اور ماں نے بچہ پالیا، کیسے، اس کی وضاحت ﴿فَرَدَدْنٰهُ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ﴾ ''تو ہم نے موسیٰ کو اُس کی ماں کی طرف لوٹا دیا'' اللہ رب العزت نے بچے کو ماں کی گود تک پہنچا دیا۔

(2)﴿كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ﴾ ''تا کہ اُس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غمگین نہ ہو'' یعنی ام موسیٰ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے اور غم سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بچہ ان کی گود تک پہنچا دیا۔ اب بچہ ان کے پاس پرورش بھی پائے گا اور دودھ پلائی کی بڑی اجرت بھی ملے گی۔

(3) اُخت موسیٰ کے مشورے پر اُمّ موسیٰ کو بلوایا گیا۔ اُمّ موسیٰ نے دودھ پلایا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام سکون میں آ گئے۔ اس موقعے پر فرعون نے اُمّ موسیٰ سے محل میں رہنے کے لیے کہا تو اُنہوں نے گھر چھوڑ کر آنے کے لیے مجبوری کا اظہار کیا تو یہ طے پایا کہ وہ بچے کو ساتھ گھر لے جائیں اور پرورش کریں۔ بچے کی دودھ پلائی کی اُجرت شاہی خزانے سے جائے گی۔

(4)﴿وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ ''اور تا کہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے'' اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو لوٹانے کا وعدہ کیا تھا جو اس نے پورا کر دیا۔ اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ وہ یقین کر لیں کہ رسول بنانے کا وعدہ بھی سچا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے'' اکثر لوگ کاموں کے انجام سے ان کی حقیقت کو نہیں جانتے۔

(6) پس جب وہ کسی سبب کو بے ترتیب دیکھتے ہیں تو اس حقیقت سے کم علمی کی وجہ سے، کہ جلیل القدر معاملات اور بلند مقاصد و مطالب کے حصول سے پہلے انسان کو آزمائشوں اور مشقتوں سے گزرنا پڑتا ہے، ان کا ایمان ڈول جاتا ہے۔ پس سیدنا موسیٰ علیہ السلام آل فرعون کے پاس شاہی ماحول میں تربیت پاتے رہے۔ وہ شاہی سواریاں استعمال کرتے اور شاہی لباس پہنتے تھے۔ ان کی والدہ اس پر مطمئن تھیں۔ یہ بات تسلیم کر لی گئی تھی کہ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی رضاعی ماں ہیں۔ لہٰذا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا (والدہ) کے ساتھ رہنے اور ان کے ساتھ مہربانی کرنے کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ذرا اللہ تبارک وتعالیٰ کے لطف وکرم پر غور کیجئے کہ اس نے کیسے اپنے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی بات چیت میں جھوٹ سے محفوظ رکھا اور معاملے کو ان کے لئے کتنا آسان کر دیا جس کی بنا پر ماں بیٹے کے درمیان ایک تعلق قائم ہو گیا جو لوگوں کی نظر میں رضاعت کا تعلق تھا جس کی بنا پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان کو ماں کہتے تھے۔ اس لئے اس تعلق کے حوالے سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور دیگر لوگوں کا اکثر کلام صداقت اور حق پر مبنی تھا۔ (تفسیر سعدی: 2/1978,1979)

﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا اور پورا توانا ہو گیا تو ہم نے اُسے حکمت اور علم عطا کیا اور اسی طرح ہم نیک لوگوں کو جزا دیتے ہیں'' (14)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی جوانی کے بارے میں رب العزت کے بیان کی وضاحت ﴿وَلَمَّا ... الْمُحْسِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى﴾ ''اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا اور پورا توانا ہو گیا'' جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی قوتیں مکمل ہو گئیں اور انہیں عقلی پختگی حاصل ہو گئی۔ یہ صفت انسان کو تقریباً چالیس سال کی عمر میں حاصل ہوتی ہے۔

(2)﴿اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا﴾ ''ہم نے اُسے حکمت عطا کی'' یعنی انہیں قول وعمل کی حکمت عطا فرمائی جس کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کا فہم حاصل ہوا۔ وہ حکمت کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے۔

(3)﴿وَّعِلْمًا﴾ ''اور علم عطا کیا'' انہیں دینِ اسلام کا علم عطا کیا جس پر بنی اسرائیل تھے۔ اور یہ ان کی نبوت اور رسالت سے پہلے تھا۔ (4) سیدنا مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ انہیں نبوت سے پہلے عقل، دین کی سمجھ اور عمل عطا کیا تھا۔ (جامع البیان: 20/44)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) آپ شاہی خاندان کے فرد بنے تو مصر میں متداول جدید علوم سے بہرہ ور ہوئے اور اصول جہاں بانی اور حکمرانی بھی ازخود اخذ کرتے رہے کیونکہ آپ میں خداداد ذہانت موجود تھی۔ اس مقام پر حکمت اور علم سے مراد نبوت نہیں کیونکہ نبوت تو آپ کو بہت مدت بعد عطا ہوئی تھی۔ (تیسیر القرآن:3/419)

(6) ﴿وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''اور اسی طرح ہم نیک لوگوں کو جزا دیتے ہیں'' جیسے اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرنے کی جزا دی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور بندوں میں سے ہر احسان کرنے والے کو جزا دیتے ہیں۔ اس کے حکم پر جو صبر کرتے ہیں، اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے روکے سے رکتے ہیں۔ (جامع البیان:20/44)

﴿وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ

''اور وہ شہر میں ایسے وقت داخل ہوا جب کہ اس کے رہنے والے غفلت میں تھے تو اس نے اس میں دو آدمیوں کو پایا کہ وہ

هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ

آپس میں لڑ رہے تھے، یہ اُس کی قوم میں سے اور یہ اُس کے دشمنوں میں سے تھا۔ تو جو اُس کی قوم میں سے تھا اُس نے موسیٰ سے

مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اُس شخص کے خلاف مدد طلب کی جو اُس کے دشمنوں میں سے تھا، تو موسیٰ نے اُس کو ایک گھونسا مارا پھر اُس کا کام تمام کر دیا۔

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ﴾

موسیٰ نے کہا: ''یہ شیطان کے کاموں میں سے ہے یقیناً وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے'' (15)

سوال 1: شہر میں غفلت کے وقت داخل ہونے پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جو منظر دیکھا، اس کی وضاحت ﴿وَدَخَلَ... عَدُوِّهٖ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ ''اور وہ شہر میں ایسے وقت داخل ہوا جب کہ اس کے رہنے والے غفلت میں تھے'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام شہریوں کی بے خبری کے وقت شہر میں جا پہنچے۔ یہ قیلولے کا وقت تھا جب دوپہر کے وقت لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ یا کوئی ایسا وقت تھا جب لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان گھر میں سکون کرتے ہیں۔

(2) ﴿فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ﴾ ''تو اس نے اس میں دو آدمیوں کو پایا کہ وہ آپس میں لڑ رہے تھے'' سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام نے دو آدمیوں کو دیکھا وہ ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔

(3)﴿هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ﴾ ''یہ اُس کی قوم میں سے اور یہ اُس کے دشمنوں میں سے تھا'' ایک شخص اُن کی قوم میں سے یعنی اسرائیلی تھا اور دوسرا قبطی قوم میں سے تھا جو اُن کی دشمن تھی۔

سوال 2: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے لڑائی میں کیا کردار ادا کیا، اس کی وضاحت ﴿فَاسْتَغَاثَهُ...عَلَيْهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ﴾ ''تو جو اُس کی قوم میں سے تھا اُس نے موسیٰ سے اُس شخص کے خلاف مدد طلب کی جو اُس کے دشمنوں میں سے تھا'' ایک اسرائیلی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی۔

(2) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا نسب اب مشہور ہو چکا تھا اور لوگوں کو علم تھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اس شخص کا مدد کے لیے خواستگار ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ دار السلطنت میں ایک نہایت اہم منصب پر فائز تھے جس سے لوگ خوف کھاتے تھے اور اس سے اپنی امیدیں بھی وابستہ رکھتے تھے۔ (تفسیر سعدی: 1989/2)

(3)﴿فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى﴾ ''تو موسیٰ نے اُس کو ایک گھونسا مارا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے موقع غنیمت جان کر قبطی کے ایک مُکا مار دیا۔

(4)﴿فَقَضٰى عَلَيْهِ﴾ ''پھر اُس کا کام تمام کر دیا'' اللہ تعالیٰ کی شان سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے گھونسے نے قبطی کا کام تمام کر دیا۔

(5) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا نہ تھا۔ نہ قتل کے لئے گھونسا مارا جاتا ہے اور نہ کوئی شخص محض گھونسے سے مرتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسے صرف تادیب اور گوشمالی کے لئے گھونسا مارا تھا مگر وہ اتنا کمزور اور بزدل نکلا کہ محض گھونسے سے دم توڑ گیا۔ (اشرف الحواشی: 463/1)

سوال 3: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کے قتل کو شیطانی کام قرار دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ...مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ﴾ ''موسیٰ نے کہا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قبطی کے قتل پر ندامت ہوئی تو انہوں نے کہا۔

(2)﴿هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾ ''یہ شیطان کے کاموں میں سے ہے'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ شیطان نے وسوسہ ڈال کر برائی کو مزین کیا اور مجھ سے یہ شیطانی کام ہو گیا۔

(3)(i) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس لیے اُسے شیطانی کام قرار دیا کہ قتل کرنا ایک سنگین جرم ہے۔ (ii) قبطی قوم اگرچہ بنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل پر بڑی زیادتیاں کر رہی تھی ایسی حالت میں بھی انہیں قبطی کے قتل پر شدید افسوس ہوا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور معافی طلب کی۔

(4) اگرچہ قبطی کا قتل مباح تھا مگر انبیاء علیہم السلام مباحات میں بھی اہم معاملات میں اس وقت تک اقدام نہیں کرتے جب تک خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت و اشارہ نہ ملے۔ اس موقع پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خصوصی اجازت کا انتظار کئے بغیر یہ اقدام فرمایا تھا اس لئے اپنی شان کے مطابق اس کو گناہ قرار دے کر استغفار کیا۔ (معارف القرآن)

(5) ﴿اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ﴾ ''یقیناً وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے'' شیطان انسان کا دشمن ہے جو اسے ہدایت کے راستے سے گمراہ کرنے والا ہے۔ اس کی گمراہی ظاہر ہے۔

(6) (i) سیدنا موسیٰ علیہ السلام شیطان کی انسان دشمنی کا شعور رکھتے تھے۔ (ii) شیطان کی انسان سے دشمنی ڈھکی چھپی نہیں واضح ہے۔ (iii) شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے جو طریقے اختیار کرتا ہے، جو کوششیں کرتا ہے وہ بھی چھپی ہوئی نہیں۔

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ

''موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، چنانچہ آپ مجھے بخش دیں۔'' تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو بخش دیا، یقیناً

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾

وہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (16)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وضاحت ﴿قَالَ رَبِّ... الرَّحِیْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ﴾ ''موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، چنانچہ آپ مجھے بخش دیں'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اتفاقی طور پر ہونے والے قتل کے لیے بھی معافی کو ناگزیر سمجھا اور رب سے معافی کی درخواست کی۔

(2) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے فوراً توبہ کی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میرے ہاتھ سے ایک ایسا شخص قتل ہو گیا تھا جس کو قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (شوکانی) (اشرف الحواشی: 463/1)

(3) ﴿فَغَفَرَ لَهٗ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو بخش دیا'' (i) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی غلطی کا فوراً احساس ہو گیا تھا۔

(ii) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فوراً استغفار کر لی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی معافی کو قبول کر لیا۔

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت کیا، فرمایا: ''ایک بندے نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہ کیا اور کہا کہ یا اللہ! میرا گناہ بخش دے، تو پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو بخشتا ہے اور گناہ پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ اس نے پھر گناہ کیا اور کہا، اے میرے مالک! میرا گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مؤاخذہ کرتا ہے، اس نے پھر گناہ کیا اور کہا، اے پالنے والے! میرا گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے۔ (اے میرے بندے!) اب تو جو چاہے عمل کر، میں نے تجھے بخش دیا۔'' (مسلم:6986)

(5) ﴿اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ''یقیناوہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ نے گناہ گار انسانوں کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے یہ شعور دلایا ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ غفور ہے، کیسے قتل جیسے گناہ کو بھی ڈھانپ لیتا ہے۔

(ii) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ دیکھو رب کی رحمت کیسے انسان کا ساتھ دیتی ہے جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے بچایا اور مدین پہنچا دیا۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ﴾

''موسیٰ نے کہا: ''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھ پر انعام کیا، تو میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا'' (17)

سوال: ﴿قَالَ ... لِّلْمُجْرِمِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''موسیٰ نے کہا'' (2) ﴿رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ﴾ ''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھ پر انعام کیا'' یعنی اے میرے رب! اس شخص کے قتل پر جو تو نے مجھے معاف کر کے مجھ پر انعام کیا ہے۔ (جامع البیان:20/48)

(3) یعنی اے میرے رب! تو نے میری توبہ قبول کی اور مجھے نعمتیں عطا فرمائیں۔

(4) ﴿فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ﴾ '' تو میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا'' یعنی آپ کے انعام اور احسان پر میرا وعدہ ہے کہ میں کسی مجرم کی مدد نہیں کروں گا۔

(5) اللہ تعالیٰ کے انعامات تقاضا کرتے ہیں کہ بندے برائیوں کو چھوڑ دیں اور نیک کام کریں۔

﴿فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ

''تو اس نے ڈرتے ہوئے شہر میں صبح کی، خطرہ بھانپتے ہوئے گیا تو اچانک وہی شخص اس سے فریاد کر رہا تھا جس نے کل اُس سے مدد مانگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾

تھی موسیٰ نے اُس سے کہا: ''یقیناتم ضرور کھلے گمراہ ہو''(18)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قتل کے نتیجہ کی تفتیش کیسے کی، اس کی وضاحت ﴿فَاَصْبَحَ ۔۔۔ مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ﴾ ''تو اس نے ڈرتے ہوئے شہر میں صبح کی خطرہ بھانپتے ہوئے گیا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کے قتل کے بعد شہر میں ڈرتے ڈرتے تفتیش کی کہ دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ فرعون کو اس قتل کا علم ہوا ہے یا نہیں؟ ان کے خوف کا سبب یہ تھا کہ اب یہ سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور ان کے سوا کوئی اسرائیلی کسی قبطی کے خلاف اقدام کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔

(2)﴿فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ﴾ ''تو اچانک وہی شخص اس سے فریاد کر رہا تھا جس نے کل اُس سے مدد مانگی تھی'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب حالات معلوم کرنے کے لئے ایک راستے سے گزرے تو وہ شخص جس نے کل قبطی کی شکایت کر کے مدد مانگی تھی ایک دوسرے قبطی سے لڑ رہا ہے۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس سے گزرے تو اس نے پھر مدد کے لئے پکارا۔

(3)﴿قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى﴾ ''موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی سے کہا۔

(4)﴿اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾ ''یقیناتم صریح گمراہ ہو'' یعنی تم بڑے شر پسند اور واضح طور پر برائی کرنے والے ہو یعنی تمہاری وجہ سے کل میں ایک جان کو قتل کر چکا ہوں۔

(5) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی سے کہا کہ تم صریح جھگڑالو اور بہکے ہوئے آدمی ہو کبھی کسی سے جھگڑا کرتے ہو، کبھی کسی سے اُلجھتے ہو۔ تمہارے جھگڑے ختم نہیں ہوتے۔

﴿فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ

''پھر جونہی موسیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ اس کو پکڑے جو اُن دونوں کا دشمن تھا، اُس نے کہا: ''اے موسیٰ! کیا تم آج مجھے اسی طرح قتل کرنے کا ارادہ

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۚ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ

رکھتے ہو جس طرح تم نے کل ایک شخص کو قتل کیا؟ تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ زمین میں جابر بن جاؤ اور نہیں تم ارادہ رکھتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ﴾

کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو جاؤ" (19)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو پکڑنا چاہا تو اسرائیلی نے کیا کہا، اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّآ ... الْمُصْلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا﴾ "پھر جونہی موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کو پکڑے جو اُن دونوں کا دشمن تھا" سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو پکڑنا چاہا لیکن اسرائیلی اپنی کمزوری اور نادانی سے سمجھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑنا چاہتے ہیں کیونکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پہلے اسے ڈانٹا تھا تو اس نے اپنا بچاؤ کرنے کے لئے زور سے کہہ دیا۔

(2) ﴿قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ﴾ "اُس نے کہا: "اے موسیٰ! کیا تم آج مجھے اسی طرح قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو جس طرح تم نے کل ایک شخص کو قتل کیا؟" کہ موسیٰ جیسے کل تم نے ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو؟

(3) ﴿اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ﴾ "تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ زمین میں جابر بن جاؤ" سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل پر زجر و توبیخ کرتے ہوئے اسرائیلی نے کہا کہ تم زمین میں سرکش بن کر رہنا چاہتے ہو کیونکہ سرکشوں اور جابروں کی سب سے بڑی علامت قتلِ ناحق ہے۔

(4) ﴿وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ﴾ "اور نہیں تم ارادہ رکھتے کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو جاؤ" یعنی اگر تم اصلاح چاہتے تو قتل کا ارادہ کیے بغیر میرے اور اس کے درمیان حائل ہو جاتے۔

(5) اس سے پہلے قتل کے واقعے کو یہ اسرائیلی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہی جانتے تھے۔ جب اس قبطی نے اسرائیلی کے منہ سے قتل کی واردات سن لی تو کہا فرعون کو خبر کروں کہ قاتل کا سراغ لگ گیا ہے۔ اس پر فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

﴿وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ

"اور ایک شخص شہر کے دور کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا، اُس نے کہا: "اے موسیٰ! یقیناً سردار تیرے بارے میں مشورہ کر رہے

لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ﴾

ہیں کہ تجھے قتل کر دیں، چنانچہ تو نکل جا، یقیناً میں تیرے لیے خیر خواہوں میں سے ہوں" (20)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مردِصالح نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جو مشورہ دیا، اس کی وضاحت ﴿وَجَآءَ ... النّٰصِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى﴾ ''اور ایک شخص شہر کے دور کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا'' شہر کے کنارے سے مراد جہاں فرعون کا محل بھی تھا، دارالحکومت بھی تھا، یہ شہر کے آخری کنارے پر واقع تھا۔

(2) سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے خیر خواہی کی وجہ سے ایک مردِ صالح دوڑتا ہوا آیا اس خوف سے کہ کہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خبر ملنے سے پہلے ہی نہ پکڑ لیں۔

(3) ﴿قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ﴾ ''اُس نے کہا: ''اے موسیٰ! یقینا سردار تیرے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں'' مردِ صالح نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہمدردانہ طور پر کہا کہ موسیٰ! سرداروں میں تیرے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں۔

(4) ﴿لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ﴾ ''کہ تجھے قتل کر دیں چنانچہ تو نکل جا'' مردِ صالح نے خوف کا اظہار کیا کہ وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور اس پر مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ شہر سے فرار ہو جائیں۔

(5) ﴿اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ﴾ ''یقینا میں تیرے لیے خیر خواہوں میں سے ہوں'' یعنی میں خیر خواہی سے خود کو خطرے میں ڈال کر آپ کو بچانے آیا ہوں۔

ع 2 8 5

﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

''تو وہ وہاں سے ڈرتا ہوا، سہمتا ہوا نکل پڑا، اُس نے کہا: ''اے میرے رب! آپ مجھے ظالم لوگوں سے نجات دیں'' (21)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف چل پڑے تاکہ ظالموں سے نجات پائیں، اس کی وضاحت ﴿فَخَرَجَ ... الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ﴾ پھر وہ وہاں سے ڈرتا ہوا سہمتا ہوا نکل پڑا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جب ظالمانہ فرعونی فیصلے کی خبر ملی تو وہ تن تنہا مصر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اس طرح انہوں نے خیر خواہ کے مشورے پر عمل کیا۔

(2) سیدنا موسیٰ علیہ السلام دیکھتے بھالتے ہوشیاری سے نکل کھڑے ہوئے اور رب سے دعا کی۔

(3) ﴿قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اُس نے کہا: ''اے میرے ربّ! مجھے ظالم لوگوں سے نجات دیں'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی! اے میرے رب مجھے ظالموں سے بچا، فرعون اور اس کے سرداروں کے شر سے بچا لے۔ مجھے اپنی پناہ میں لے لے اور مجھے ظالموں سے نجات دے دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾

''اور جب موسیٰ نے مدین کی طرف رُخ کیا، اُس نے کہا: ''اُمید ہے کہ میرا رب سیدھی راہ کی طرف میری راہ نمائی کرے گا'' (22)

سوال: ﴿وَلَمَّا ... سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ﴾ ''اور جب موسیٰ نے مدین کی طرف رُخ کیا'' جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس راستے پر چل پڑے جو مدین کی طرف جاتا تھا۔ جہاں فرعون کی بادشاہت نہیں تھی جو جنوبی فلسطین میں واقع تھا۔

(2) ﴿قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ ''اس نے کہا: ''اُمید ہے کہ میرا رب سیدھی راہ کی طرف میری راہ نمائی کرے گا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ میرا رب مجھے سیدھے راستے پر ڈال دے گا جو مختصر ہو اور جو آسانی سے مدین پہنچاتا ہو۔

(3) (i) اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی فرمائی۔ (ii) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دنیا بھی سنور گئی اور آخرت بھی۔ (iii) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خود بھی ہدایت پائی اور دوسروں کو بھی ہدایت کا راستہ دِکھانے لگ گئے۔

﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۙ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ

''اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچا تو اُس پر لوگوں کے ایک گروہ کو پایا جو پانی پلا رہے تھے اور اُن سے الگ

امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ

دو عورتوں کو پایا جو اپنے (جانوروں کو) روک رہی تھیں موسیٰ نے کہا: ''تم دونوں کا کیا معاملہ ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہم پانی

حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۭ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ﴾

نہیں پلاتیں یہاں تک کہ چرواہے پلا کر واپس لے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں'' (23)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنویں پر پہنچے، وہاں کی صورت حال کی وضاحت ﴿وَلَمَّا ... كَبِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ﴾ ''اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچا تو اُس پر لوگوں کے ایک گروہ کو پایا جو پانی پلا رہے تھے'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنویں پر پہنچ گئے جہاں چرواہے اپنی اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) مدین سے مراد وہ قبیلہ ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا یوں اہل مدین اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام میں نسبی تعلق تھا۔

(3) ﴿وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا﴾ ''اور اُن سے الگ دو عورتوں کو پایا'' انہوں نے لوگوں سے الگ تھلگ دیکھا۔

(4) ﴿امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ﴾ ''جو اپنے (جانوروں کو) روک رہی تھیں'' دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے تھیں۔

(5) کیونکہ وہ مردوں کے بخل اور عدم مروت کی بنا پر، ان سے مزاحم ہونے سے عاجز تھیں۔ (تفسیر سعدی: 2/1982)

(6) وہ دونوں سیدنا شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں۔ (7) ﴿قَالَ﴾ ''موسیٰ نے کہا۔''

(8) ﴿مَا خَطْبُكُمَا﴾ ''تم دونوں کا کیا معاملہ ہے؟'' تمہیں کیا پریشانی ہے۔

(9) ﴿قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ﴾ ''انہوں نے کہا: ''ہم پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ چرواہے اپنی بکریاں نکال لے جائیں'' انہوں نے کہا: بکریوں کو پانی پلانے کے لئے ہماری باری سب سے آخر میں آتی ہے۔

(10) ﴿وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ﴾ ''اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں'' جو مویشیوں کو پانی نہیں پلا سکتے۔ ہمارے گھرانے میں مرد نہیں ہیں اور نہ ہم میں قوت ہے کہ چرواہوں سے جلدی باری لینے کا کہہ سکیں۔

﴿فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ

''چنانچہ اُس نے اُن دونوں کے (جانوروں کو) پانی پلا دیا، پھر وہ پلٹ کر سائے کی طرف چلا گیا تو اُس نے کہا: ''اے میرے رب!

اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ﴾

جو بھلائی بھی آپ مجھ پر نازل کر دیں، یقیناً میں محتاج ہوں'' (24)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وضاحت ﴿فَسَقٰى لَهُمَا ... فَقِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسَقٰى لَهُمَا﴾ ''چنانچہ اُس نے اُن دونوں کے (جانوروں کو) پانی پلا دیا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رحم کرتے ہوئے، ترس کھا کر ان دونوں لڑکیوں کے جانوروں کو اجرت لئے بغیر پانی پلایا۔

(2) (i) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پانی پلانے کے واقعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ سلیم الفطرت تھے، مروّت والے تھے، عورتوں کو پہلے موقع دینا چاہتے تھے۔ (ii) سیدنا موسیٰ علیہ السلام اگرچہ طویل صحرائی سفر سے تھکے ہوئے تھے۔ مزید سفر کے لیے کوئی سامان بھی نہیں تھا، دشمن پیچھا کر رہا تھا لیکن پھر بھی اُنہوں نے اُصول کے مطابق کام کیا جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ تربیت یافتہ اور شریف النفس تھے۔ (3) ﴿ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ﴾ ''پھر وہ پلٹ کر سائے کی طرف چلا گیا'' طویل سفر کے بعد تھکاوٹ ہو گئی تھی، آرام کرنے کے لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سائے میں آ گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ ''تو اُس نے کہا: ''اے میرے ربّ! یقینا جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کردے، میں محتاج ہوں'' یعنی اے میرے رب! تو جو بھلائی بھی مجھے عطا کرے میں فقیر اور محتاج ہوں۔

(5) یعنی تو جو بھلائی میری طرف بھیجے اور میرے لئے مہیا کرے میں اس کا محتاج ہوں۔ یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اپنی زبان حال کے ذریعے سے دعا تھی اور زبان حال کے ذریعے سے دعا کرنا زبان قال کے ذریعے سے دعا کرنے سے زیادہ بلیغ ہے، وہ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے۔ (تفسیر سعدی:3/1982,1983)

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے بھاگے تو ان کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی سبزیاں اور درختوں کے پتے کھا کر راستہ طے کرتے رہے۔ جب مدین پہنچے اور بکریوں کو پانی پلا کر سایہ میں بیٹھے تو بھوک کے مارے ان کا پیٹ پیٹھ سے لگ رہا تھا اس حال میں انہوں نے یہ دعا کی۔ سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے علم وحکمت کے لئے دعا کی تھی اور خیر سے یہاں یہی مراد ہے۔ (ابن کثیر) (اشرف الحواشی:1/464)

(7) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی توجہ الی اللہ، ان کا انس، ان کا تعلق ان کی استعانت کی دعاؤں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی لمحے رب سے بے خبر نہیں رہے، اپنی ہر کیفیت، اپنے سارے حالات اپنے رب کے سامنے رکھ کر رب سے مدد طلب کرتے رہے۔

﴿فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ

''تو اُن دونوں میں سے ایک انتہائی شرم وحیا کے ساتھ چل کر اُس کے پاس آئی، اُس نے کہا: ''یقینا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں

اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۙ

تاکہ آپ نے ہمارے لیے جو پانی پلایا اُس کا آپ کو بدلہ دیں۔'' تو جب وہ اُس کے پاس آیا اور اُس سے سارا حال بیان کیا،

قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾

اُس نے کہا: ''ڈرو نہیں تم نے ظالم قوم سے نجات پائی ہے'' (25)

سوال 1: ﴿فَجَآءَتْهُ... لَنَا﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ﴾ ''پھر اُن دونوں میں سے ایک شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی اُس کے پاس آئی'' سیدنا شعیب علیہ السلام نے دونوں لڑکیوں کو جلدی گھر آتے دیکھا تو وجہ دریافت کی۔ انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں بتایا۔ سیدنا شعیب علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو طلب کرنے کے لئے ایک بیٹی کو بھیجا کہ جاؤ انہیں بلا لاؤ۔ وہ بچی بلانے کے لئے گئی تو شرما رہی تھی۔

(2) یہ حیا اس عورت کی اچھی فطرت اور خلق حسن پر دلالت کرتی ہے۔ حیا اخلاق فاضلہ میں شمار ہوتی ہے خاص طور پر عورتوں میں۔ یہ چیز اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان خواتین کے مویشیوں کو جو پانی پلایا تھا کسی نوکر یا غلام کی حیثیت سے نہیں پلایا تھا کہ جن سے عموماً شرمایا نہیں جاتا بلکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام تو عزت نفس رکھنے والے شخص تھے اس لئے اس عورت نے آپ کے جس حسن اخلاق کا مشاہدہ کیا وہ اس کی حیا کا موجب تھا۔ (تفسیر سعدی: 1983/2)

(3) قرآن حکیم میں لڑکی کی شرم وحیا کا ذکر کیا گیا ہے۔ عورت وہی ہے جس میں حیا ہو کیونکہ بے باکی شرعاً ناپسندیدہ ہے۔

(4) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری شخص کے پاس سے گزرے، وہ اپنے بھائی کو شرم وحیا کے بارے میں وعظ ونصیحت کر رہا تھا (کہ اتنی شرم نہ کیا کر) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، کیونکہ شرم تو ایمان میں سے ہے۔'' (بخاری: 154)

(5) سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگلے نبیوں کی جو باتیں لوگوں کو ملیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب تم شرم نہ کرو تو پھر جو چاہو کرو۔'' (بخاری: 6120)

(6) سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شرم وحیا سے ہمیشہ بھلائی ہی ملتی ہے۔'' (بخاری: 156)

(7) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جو گھر کے کونے میں پردے کے پیچھے بیٹھی رہتی ہے۔ (بخاری: 6032)

(8) ﴿قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا﴾ ''اُس نے کہا: ''یقیناً میرے والد آپ کو بلاتے ہیں کہ آپ نے ہمارے لیے جو پانی پلایا اُس کا آپ کو بدلہ دیں'' لڑکی نے کہا: میرے والد نے آپ کو مزدوری کے لئے طلب کیا ہے آپ پر کوئی احسان نہیں بلکہ ہم تو احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔

سوال 2: سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور لڑکیوں کے والد کی گفتگو کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ... الظّٰلِمِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ﴾ ''تو جب وہ اُس کے پاس آیا اور اُس سے سارا حال بیان کیا'' جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام شعیب علیہ السلام کے پاس گئے تو سارے واقعات سنائے کہ کس وجہ سے میں اپنے شہر کو چھوڑ کر نکلا ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿قَالَ لَا تَخَفْ﴾ ''اُس نے کہا: ''ڈرو نہیں'' سیدنا شعیب علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ خوف نہ کھاؤ۔

(3)﴿نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''تم نے ظالم قوم سے نجات پائی ہے'' اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظالموں سے نجات دے دی ہے۔ مطمئن رہو تم ان لوگوں کی حدود سے نکل آئے ہو۔

﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ

''اُن دونوں میں سے ایک نے کہا: ''اے میرے ابا جان! اسے اُجرت پر رکھ لیں۔ یقیناً بہترین آدمی جسے آپ اجرت

الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ﴾

پر رکھیں مضبوط، امانت دار ہی ہے'' (26)

سوال: سیدنا شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے قوت اور امانت کو بہترین ملازم کے اوصاف قرار دیئے، اس کی وضاحت ﴿قَالَتْ... الْاَمِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ﴾ ''اُن دونوں میں سے ایک نے کہا: ''اے میرے ابا جان! اُس کو ملازم رکھ لیں'' سیدنا شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی نے ان سے درخواست کی کہ اس شخص کو ملازم رکھ لیں۔ یہ وہی بیٹی تھی جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بلانے گئی تھی۔ (2) یعنی آپ انہیں بکریاں چرانے کے لئے رکھ لیں۔

(3)﴿اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ﴾ ''یقیناً بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں مضبوط، امانت دار ہے'' یعنی بہترین چرواہا، بہترین مزدور طاقت ور اور امانت دار ہوتا ہے۔

(4) بہترین ملازم وہ ہوتا ہے جس میں وہ کام کرنے کی قوت اور قدرت ہو جس کے لئے اسے ملازم رکھا گیا ہے اور اس میں خیانت نہ ہو اور وہ امین ہو۔ یہ دونوں صفات ہر اس شخص میں اہمیت دیئے جانے کے لائق ہیں جس کو کوئی منصب سونپا جائے یا اسے اجرت وغیرہ پر رکھا جائے۔ معاملات میں خلل اس وقت واقع ہوتا ہے جب دونوں اوصاف یا ان میں سے ایک وصف مفقود ہو۔ ان دونوں اوصاف کے اجتماع سے اس کام کی بدرجہ احسن تکمیل ہوتی ہے۔ اس عورت نے اپنے باپ کو مشورہ اس لئے دیا تھا کہ اس نے بکریوں کو پانی پلاتے وقت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور نشاط کا مشاہدہ کر لیا تھا جس سے اس نے آپ کی قوت کا اندازہ لگا لیا تھا اور اسی طرح اس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امانت اور دیانت کو بھی پرکھ لیا تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان عورتوں پر اس وقت اور اس حالت میں رحم کھایا تھا جب ان سے کسی فائدے کی امید نہ تھی آپ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی تھا۔ (تفسیر سعدی:1984,1983)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، روز قیامت تین آدمیوں کا میں مدمقابل ومخالف ہوں گا، ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر وعدہ خلافی کی، دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدور بنا کر اس سے پورا کام لیا لیکن اسے اس کی اجرت نہ دی۔'' (بخاری:2270) (6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا ہے اس نے بکریاں ضرور چرائی ہیں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اور آپ نے بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا۔'' (بخاری:2262)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاقتور مومن، کمزور مومن سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور بھلائی بہرحال دونوں میں موجود ہے۔ جو چیز تجھے نفع دے اس کی حرص کر اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اور عاجز نہ ہو۔'' (مسلم:6774)

﴿قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ

''اس نے کہا: ''یقیناً میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں اس شرط پر کہ تم

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ

آٹھ سال تک میری مزدوری کرو، پھر اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری طرف سے احسان ہے اور میں تم پر مشقت کا ارادہ

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

نہیں رکھتا، تم ان شاء اللہ جلد ہی مجھے نیک لوگوں میں سے پاؤ گے'' (27)

سوال 1: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو مزدوری پر رکھ لیا گیا، اس کی کیا شرائط طے پائی تھیں، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... عِنْدِكَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''اس نے کہا'' سیدنا شعیب علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔

(2) ﴿اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ﴾ ''یقیناً میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری مزدوری کرو'' یعنی آپ آٹھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سال تک بکریاں چرانے کا کام اجرت پر کرو گے تو میں آپ کی شادی اپنی دونوں بیٹیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کروں گا۔

(3) بوڑھے باپ کے لیے کسی مرد کو گھر میں بطور ملازم رکھنا مشکل تھا۔ نکاح ایک فطری رشتہ ہے جس کے بعد وہ مسائل پیدا نہیں ہوتے جو نوجوان لڑکے لڑکیوں کے اکٹھے رہنے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔

(4) کوئی بھی باپ اپنی بیٹی کے رشتے کی پیش کش کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی باپ صاف صاف اپنی بیٹیوں کا رشتہ پیش کرتے تھے جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کی پیش کش سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کی تو دونوں خاموش رہے پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔

(5) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جب سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا ابن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے بیوہ ہوئیں، ابن حذافہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں پیش کش کی اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کروں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چند دن میں نے انتظار کیا اس کے بعد وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دوں۔ (بخاری:5129)

(6) ﴿فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ﴾ ”پھر اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری طرف سے احسان ہے“ یعنی سیدنا شعیب علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر حسن سلوک کے طور پر دس سال پورے کر دو تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ زائد مدت آپ پر واجب نہیں ہے۔ آٹھ سال کافی ہیں۔

(7) سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حیرہ کے ایک یہودی نے سوال کیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال پورے کئے تھے یا دس سال؟ تو میں نے کہا: میں نہیں جانتا، البتہ میں عرب کے بہت بڑے عالم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤں گا اور ان سے پوچھوں گا، پھر میں ان کے پاس گیا اور ان سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ نے لمبی مدت پوری کی جو دونوں مدتوں میں بہتر تھی (یعنی دس سال) اور رسول اللہ ﷺ بھی جب کسی سے وعدہ کرتے تو پورا کرتے تھے۔ (بخاری:2684)

سوال 2: سیدنا شعیب علیہ السلام نے معاہدے کی مدت کے بارے میں تسلی کیسے دلائی، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ ... الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ﴾ ''اور میں تم پر مشقت کا ارادہ نہیں رکھتا'' سیدنا شعیب علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دلائی کہ میں زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا کہ دس سال کی مدت مقرر کردوں اور مشقت والے کاموں کے لئے آپ کو ملازمت پر رکھوں۔ آپ کو آسان کام کے لئے ملازمت دی جارہی ہے جس میں تکلیف نہیں ہے۔

(2)﴿سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''تم ان شاء اللہ جلد ہی مجھے نیک لوگوں میں سے پاؤ گے'' سیدنا شعیب علیہ السلام نے واضح فرمایا کہ آپ مجھے نیک اور حسن معاملہ کرنے والا پاؤ گے۔(3)اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ دوسروں سے معاملات کرتے ہوئے ان کے لئے آسانیاں پیدا کرنی چاہیے اور حسن اخلاق سے کام لینا چاہیے۔

﴿قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ

''موسیٰ نے کہا: ''یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہے، ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کردوں تو مجھ

ع 3 7 6

وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ﴾

پر کوئی زیادتی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس پر نگہبان ہے جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں'' (28)

سوال: سیدنا شعیب علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان جو معاہدہ طے پایا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ... وَكِيْلٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ﴾ ''موسیٰ نے کہا'' (2)﴿ذٰلِكَ﴾ ''یہ بات'' یہ معاہدہ۔

(3)﴿بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ﴾ ''میرے اور آپ کے درمیان طے ہے'' یعنی میرے اور آپ کے درمیان طے پا گیا۔ مجھے شرط منظور ہے کہ میں آٹھ سال کی مدت گزار لوں گا تو معاہدے کی شرط پوری ہوجائے گی اور میری ذمہ داری ختم ہوجائے گی۔

(4)﴿اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ﴾ ''ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کردوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہوگی'' یعنی آٹھ یا دس سال کی مدت میں سے جو بھی میں پوری کرلوں۔ یعنی آٹھ سال کو تو پورا کرنا واجب ہے مگر زائد کام کرنا چاہوں تو عطیے کے طور پر ہوگا اور میرے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔

(5)﴿وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ اس پر نگہبان ہے جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں'' یعنی معاہدے کی صحت پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتے ہیں یقیناً وہ نگہبانی کرنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے ہم نے کیا معاہدہ کیا اور یقیناً وہ حفاظت کرنے والا ہے۔ ہم نے اسی پر بھروسہ کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ

''پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ رات کو چل پڑا، اُس نے طور کی جانب ایک آگ دیکھی،

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا: ''ٹھہرو! یقیناً میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید کہ میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ﴾

خبر لے آؤں یا کوئی آگ کا انگارہ تا کہ تم سینک سکو'' (29)

سوال 1: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور طور کی آگ کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ... نَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ﴾ ''پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دس سال پورے کیے۔ (بخاری: 2684)

(2) ﴿وَسَارَ بِاَهْلِهٖ﴾ ''اور وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ رات کو چل پڑا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جب اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا تو انہوں نے ملاقات کا ارادہ کر لیا۔ ان کا خیال تھا کہ اتنے عرصے میں قبطی قتل کے واقعے کو فراموش کر چکے ہوں گے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو لے کر والدہ اور اپنے اہل خاندان سے ملنے کے لیے نکلے۔

(3) ﴿اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا﴾ ''اس نے طور کی جانب ایک آگ دیکھی'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دور پہاڑ پر آگ روشن دیکھی۔

سوال 2: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے خبر اور سردی سے بچاؤ کے لیے انگارے لانے کا جو ذکر کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... تَصْطَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا﴾ ''اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا: ٹھہرو! یقیناً میں نے ایک آگ دیکھی ہے'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ آپ یہیں ٹھہریں۔

(2) ﴿لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ﴾ ''شاید کہ میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لے آؤں'' میں آگ کے پاس جا کر راستے کے بارے میں کوئی خبر لے کر آتا ہوں۔

(3) ﴿اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ﴾ ''یا کوئی آگ کا انگارہ تا کہ تم سینک سکو'' یعنی میں آگ کا کوئی انگارہ اٹھا لاتا ہوں تا کہ تم سردی سے بچاؤ کے لیے انگارے سینک سکو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ

''چنانچہ جب وہ وہاں آیا تو وادی کے دائیں کنارے سے بابرکت ٹکڑے میں ایک درخت سے پکارا گیا:

اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ تعالیٰ، جہانوں کا رب ہوں'' (30)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر نبوت مل گئی، اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّآ ... رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَمَّآ اَتٰىهَا﴾ ''چنانچہ جب وہ وہاں آیا'' جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام طور کے پاس پہنچے۔

(2)﴿نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ﴾ ''تو وادی کے دائیں کنارے سے پکارا گیا'' پہاڑ کے دائیں طرف مغربی جانب سے وادی کے کنارے سے آواز دی گئی۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ ''اور آپ مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو حکم عطا کیا اور نہ ہی آپ حاضر ہونے والوں میں سے تھے۔'' (القصص:44)

(3)﴿فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ﴾ ''بابرکت ٹکڑے میں ایک درخت سے'' پہاڑ کے دامن میں سرسبز درخت سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

(4) سیدنا موسیٰ علیہ السلام حیران کھڑے تھے کیونکہ ہرے بھرے درخت سے آگ کا نکلنا حیرت انگیز ہے۔

(5) یہ شعلے اللہ تعالیٰ کی تجلّی کا نور تھا۔

(6)﴿اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ تعالیٰ، جہانوں کا رب ہوں'' پہاڑ کے دامن سے آواز دی گئی اے موسیٰ! میں رب العالمین ہوں یعنی جو تم سے مخاطب ہے وہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(7) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی الوہیت اور ربوبیت کی خبر دی جس کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ اپنی عبادت کا حکم دے۔ ﴿اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ ''یقیناً میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔'' (طٰہٰ:14) (تفسیر سعدی:2/1985)

(8) یعنی اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات کا رب ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اپنی ذات،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات، اقوال میں مخلوق سے کسی قسم کی کوئی مشابہت نہیں رکھتا۔ اس جیسا کوئی نہیں۔

﴿وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ﴾

"اور یہ کہ اپنی لاٹھی پھینک دو۔ تو جب موسیٰ نے اُسے دیکھا کہ حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے نہیں مڑا۔

﴿يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ﴾

اے موسیٰ! آگے آؤ اور خوف نہ کھاؤ، یقیناً تم امن والوں میں سے ہو" (31)

سوال: معجزے کا ظہور کیسے ہوا، اس کی وضاحت ﴿وَاَنْ اَلْقِ ... مِنَ الْاٰمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ﴾ "اور یہ کہ اپنی لاٹھی پھینک دو" رب العزت نے حکم دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! اپنا عصا ڈال دو یعنی تمہارے ہاتھ میں جو لکڑی ہے اسے زمین پر رکھ دو۔ سورۃ طٰہٰ میں فرمایا: ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (۱۷) قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (۱۸)﴾ "اور اے موسیٰ! یہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟" موسیٰ نے کہا: "یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور میں اس کے ساتھ اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لیے اور بھی کئی ضرورتیں ہیں۔" (طٰہٰ: 17، 18)

(2) ﴿فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ﴾ "تو جب موسیٰ نے اُسے دیکھا کہ حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے" جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو زمین پر ڈالا تو وہ فوراً ہی بڑا اژدہا سانپ بن گیا۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام! نے سانپ کو تیزی سے بل کھاتے دیکھا۔

(3) ﴿وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ﴾ "تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے نہیں مڑا" سیدنا موسیٰ علیہ السلام خوفناک منظر دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ایسی دہشت ناک کیفیت انسانوں پر طاری ہو جایا کرتی ہے۔

(4) ﴿يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ﴾ "اے موسیٰ! آگے آؤ اور خوف نہ کھاؤ، یقیناً تم امن والوں میں سے ہو" پھر رب العزت نے پکارا: اے موسیٰ علیہ السلام! کہاں بھاگ کر جا رہے ہو! سامنے آؤ تم امن اور سلامتی سے رہو گے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام دل مضبوط کر کے واپس تشریف لے گئے۔ یہ معجزہ تھا جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے سے قبل مشاہدہ کروایا گیا تاکہ کامل یقین اور جرأت کے ساتھ فرعون کے پاس جائیں۔

﴿اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ

"اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو، بغیر کسی عیب کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا اور خوف سے (بچنے کے لیے) اپنا بازو اپنے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

ملالو سو یہ تمہارے رب کی طرف سے دو دلیلیں ہیں فرعون اور اُس کے سرداروں کے لئے یقیناً وہ بڑے

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾

نافرمان لوگ ہیں'' (32)

سوال 1: بے عیب چمکتے ہاتھ کے معجزے کی وضاحت ﴿اُسْلُكْ ... سُوْٓءٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ﴾ ''اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور معجزے کا مشاہدہ کروایا۔ رب العزت نے حکم دیا کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو۔

(2) ﴿تَخْرُجْ﴾ ''نکلے گا'' یعنی ہاتھ سے نکلے گی۔ (3) ﴿بَيْضَآءَ﴾ ''سفید چمکتا ہوا'' سفید روشنی۔

(4) ﴿مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ﴾ ''بغیر کسی عیب کے'' یعنی بے عیب جس میں برص کے سفید داغ نہیں ہوں گے۔ یہ دوسرا معجزہ تھا جس کا مشاہدہ کروایا گیا تاکہ فرعون کے دربار میں یقین کے ساتھ دکھایا جا سکے۔

سوال 2: خوف دور کرنے کا جو طریقہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو سکھایا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَّاضْمُمْ ... الرَّهْبِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ﴾ ''اور خوف سے (بچنے کے لیے) اپنا بازو اپنے ساتھ ملالو'' رب العزت نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خوف اور ڈر سے بچنے کے لیے حکم دیا کہ اپنے بازوؤں کو بھینچ لیں۔

(2) یعنی جب کبھی لاٹھی کے سانپ بن جانے سے تمہارے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو اپنے بدن سے ملا لیا کرو تمہارا سب خوف جاتا رہے گا اور تم اپنے اندر قوت اور جرات محسوس کرنے لگو گے یا ایسا کرنے سے ہاتھ دوبارہ اپنی حالت میں نظر آئے گا۔ (قرطبی) (اشرف الحواشی: 465/1)

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہر ڈرنے والا جب اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیتا ہے تو اس کا ڈر زائل ہو جاتا ہے۔

(4) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اقتدا میں جو بھی گھبراہٹ کے موقع پر اپنے دل پر ہاتھ رکھے گا اس کا خوف دور ہو جائے گا اور وہ ہلکا ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

سوال 3: ﴿فَذٰنِكَ ... فٰسِقِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَذٰنِكَ﴾ ''سو یہ دو'' یعنی یہ دو معجزات عصا کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا گریبان سے بے عیب چمکتے ہوئے چاند کی طرح نکلنا۔

(2)﴿بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ﴾ ''تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں ہیں'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی قدرت اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر قطعی دلائل ہیں۔(3)﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ﴾ ''فرعون اور اُس کے سرداروں کے لیے'' ان دونوں کو لے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف جاؤ۔

(4)﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ ''یقیناوہ بڑے نافرمان لوگ ہیں'' یعنی وہ ایسے لوگ ہیں جو اطاعت نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی مخالفت کرتے ہیں۔

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ﴾

''موسیٰ نے کہا: ''اے میرے رب! یقیناً میں نے اُن میں سے ایک آدمی کو قتل کیا ہے چنانچہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے''(33)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے پاس جاتے ہوئے اپنے جس اندیشے کا اظہار کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... يَّقْتُلُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ﴾ ''موسیٰ نے کہا:'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔

(2)﴿رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا﴾ ''اے میرے رب! یقیناً میں نے اُن میں سے ایک آدمی کو قتل کیا ہے'' اے میرے رب! میرے سے غیر ارادی طور پر ایک قبطی کا قتل ہو گیا۔

(3)﴿فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ﴾ ''چنانچہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے'' مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے دیکھیں گے تو مار ڈالیں گے اور جس کام پر آپ نے مجھے بھیجنا ہے وہ ادھورا رہ جائے گا۔

(4) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رکاوٹوں کا ذکر کیا تا کہ اللہ تعالیٰ مشکلات کا حل بتا دیں اور آسانیاں پیدا کر دیں۔

﴿وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ

''میرا بھائی ہارون زبان میں مجھ سے زیادہ فصیح ہے، تو اُسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج دے کہ وہ میری تائید کرے ،

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ﴾

یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے''(34)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا ہارون علیہ السلام کو مددگار بنانے کی درخواست کا سبب کیا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَاَخِيْ ۔۔۔ يُّكَذِّبُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا﴾ ''میرا بھائی ہارون زبان میں مجھ سے زیادہ فصیح ہے'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے رب العزت سے درخواست کی کہ میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار بنادیجیے اور اس کا سبب یہ بتایا کہ وہ فصاحت و بلاغت میں مجھ سے بڑھ کر ہے۔ جیسا کہ سورۃ طٰہٰ میں فرمایا: ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ (۲۷) يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (۲۸) وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ (۲۹) هٰرُوْنَ اَخِي (۳۰) اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ (۳۱) وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ (۳۲)﴾ ''اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے۔ تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔ اور میرے لیے میرے خاندان سے ایک معاون مقرر کردے۔ ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری پشت کو مضبوط کردے۔ اور اس کو میرے کام میں شریک کردے۔'' (طٰہٰ:27-32)

(2) ﴿فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ﴾ ''تو اُسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج دے کہ وہ میری تائید کرے'' میرے بھائی کو میرے ساتھ رسول بنادیں وہ میری تصدیق کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ میں سچا رسول ہوں۔

(3) ﴿اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ﴾ ''یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے وضاحت کی کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔

﴿قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم جلد ہی تیرے بھائی کے ذریعے تیرا بازو مضبوط کریں گے۔ اور ہم تم دونوں کو غلبہ دیں گے، سو وہ تم دونوں تک نہ پہنچیں

بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ﴾

گے، ہماری نشانیوں کے ساتھ تم دونوں اور جو تم دونوں کی پیروی کریں گے، غالب ہونے والے ہیں'' (35)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قبولیت دعا کی جو بشارت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ۔۔۔ الْغٰلِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' رب العزت نے فرمایا۔

(2) ﴿سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ﴾ ''ہم جلد ہی تیرے بھائی کے ذریعے تیرا بازو مضبوط کریں گے'' ہم تمہارے بھائی سے تمہارے بازو مضبوط کردیں گے جس کے لیے تم نے نبوت کا سوال کیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یقیناً جو تم نے مانگا تجھے دے دیا گیا اے موسیٰ!'' (طٰہٰ:36)

(3)﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا﴾ ''اور ہم نے اسے اپنی رحمت سے اُس کا بھائی ہارون نبی بنا کر اُسے عطا کیا۔'' (مریم:53)

(4)﴿وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا﴾ ''اور ہم تم دونوں کو غلبہ دیں گے، سو وہ تم دونوں تک نہ پہنچیں گے'' رب العزت نے خوش خبری دی کہ ہم آپ کی دعوت کو غلبہ اور قوت دیں گے اور آپ کو اپنے دشمن کے مقابلے میں ہیبت عطا کریں گے۔

(5)﴿اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ﴾ ''تم دونوں اور جو تم دونوں کی پیروی کریں گے، غالب ہونے والے ہیں'' رب العزت نے وعدہ کیا کہ تم اور تمہارے پیروکار غالب ہوں گے۔ دونوں کو خوش خبری دی کہ دنیا اور آخرت میں غلبہ تمہارا ہوگا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے، اللہ تعالیٰ یقیناً بڑی قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔'' (المجادلہ:21)

(6)﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾ ''یقیناً ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔'' (غافر:51)

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا

''پھر جب موسیٰ اُن کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا: ''من گھڑت جادو کے سوا یہ کچھ بھی نہیں اور ہم نے یہ

بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾

باتیں اپنے پہلے باپ دادا میں نہیں سُنیں'' (36)

سوال: فرعون کے سامنے معجزوں کا جو مظاہرہ ہوا، اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ... الْاَوَّلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ﴾ ''پھر جب موسیٰ اُن کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آیا'' جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے معجزات اور پیغامات کے ساتھ فرعون کے پاس گئے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام نے توحید کے لیے لاجواب کرنے والے دلائل دیئے۔ جب وہ دلائل کو سمجھ گئے اور معجزات کو پہچان گئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ (2)﴿قَالُوْا﴾ ''انہوں نے کہا'' تو انہوں نے بغاوت، ضد اور ہٹ دھرمی سے کہا۔

(3)﴿مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى﴾ ''من گھڑت جادو کے سوا یہ کچھ بھی نہیں'' یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام جو معجزات لائے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ محض گھڑا ہوا جادو ہے محض چند کرتب ہیں جو اقتدار پر قبضہ جمانے کے لیے ہیں۔

(4)﴿وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''اور ہم نے یہ باتیں اپنے پہلے باپ دادا میں نہیں سُنیں۔'' جب انہوں نے اپنے سارے تیر چلا لیے تو کہنے لگے ہم نے پہلے باپ دادا سے تو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ذکر سنا ہی نہیں۔ ہم نے پہلے لوگوں میں سے کسی شخص کو اس دین پر کبھی دیکھا ہی نہیں۔

(5) فرعون اور اُس کے سرداروں کو یہ دعوت نئی لگی تھی کہ کائنات میں صرف ایک رب ہی عبادت کے لائق ہے۔

(6) مشرکین مکہ نے بھی نبی ﷺ کے بارے میں یہ کہا تھا۔ اس نے تمام معبودوں کو ختم کر کے ایک ہی معبود بنا دیا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

''اور موسیٰ نے کہا: ''میرا رب اُس کو زیادہ جانتا ہے جو اُس کی جناب سے ہدایت لے کر آیا ہے، اور اس شخص کو جس کے لیے گھر کا اچھا انجام ہوگا،

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

یقیناً ظالم کامیاب نہیں ہوتے'' (37)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے اعتراضات کا جو جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ ... الظّٰلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ﴾

''اور موسیٰ نے کہا: ''میرا رب اُس کو زیادہ جانتا ہے جو اُس کی جناب سے ہدایت لے کر آیا ہے، اور اس شخص کو جس کے لیے گھر کا اچھا انجام ہوگا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے اور آپ سے زیادہ ہدایت کا جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے تو بات تو اُسی کی صحیح ہوگی جو اللہ کے پاس سے ہدایت لے آتا ہے اور جس کے لیے آخرت کا اچھا انجام ہے۔

(2)(i) اچھے انجام سے مراد آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔ (ii) اچھے انجام سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور مغفرت کا مستحق قرار پانا ہے۔ (iii) توحید کا اقرار کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرنے والے، اچھے انجام کے مستحق ہوں گے۔ (3)﴿اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''یقیناً ظالم کامیاب نہیں ہوتے'' یعنی ظالموں کا انجام خسارہ، بربادی اور ہلاکت ہوتا ہے انہیں کبھی فلاح نصیب نہیں ہوتی۔

(4) اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے جو مومنوں کو نصیب ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾''اور بیشک ہم یا تم میں سے ایک ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں۔''(سبا:24)

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى

''اور فرعون نے کہا:''اے اہلِ دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے لیے کسی معبود کو نہیں جانتا۔ تو اے ہامان! میرے لیے مٹی پر آگ جلاؤ،

الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾

پھر میرے لیے ایک محل بنوا دو تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں، اور یقیناً میں ضرور اُسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں''(38)

سوال1: فرعون کے خدائی کے دعوے کی وضاحت﴿وَقَالَ ... غَيْرِيْ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ﴾''اور فرعون نے کہا:''فرعون نے کفر اور سرکشی سے جھوٹا دعویٰ کرتے ہوئے کہا۔

(2)﴿يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ﴾''اے اہلِ دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے لیے کسی معبود کو نہیں جانتا۔''فرعون نے کہا اے سردارو! اگر میرے سوا تمہارا کوئی معبود ہوتا تو مجھے ضرور معلوم ہوتا۔ رب العزت نے سورۃ النازعات میں فرمایا:﴿فَحَشَرَ فَنَادٰى (۲۳) فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (۲۴) فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى (۲۵) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى (۲۶)﴾''پھر اس نے جمع کیا، پس پکارا۔ پس اس نے کہا:''میں تمہارا سب سے بلند رب ہوں۔'' تو اللہ تعالیٰ نے اُسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔ بلاشبہ اس میں یقیناً ہر اُس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔''(النازعات:23-26)

(3)﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾''تو اُس نے اپنی قوم کو ہلکا کر دیا تو انہوں نے اُس کی اطاعت کی، یقیناً وہ نافرمان لوگ تھے۔''(الزخرف:54)

(4)﴿قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ﴾''فرعون نے کہا:''اگر تم نے میرے سوا کسی کو معبود بنایا تو میں ضرور تمہیں قید کیے ہوئے لوگوں میں شامل کر دوں گا۔''(الشعراء:29)

سوال2: فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معبود کی تحقیق کے لیے ہامان سے بلند عمارت بنانے کا جو حکم دیا، اس کی وضاحت﴿فَاَوْقِدْ لِيْ ... مِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ﴾''تو اے ہامان! میرے لیے مٹی پر آگ جلاؤ''(i)ہامان فرعون کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وزیر، اس کا مشیر اور معاملات کا انتظام کرنے والا تھا۔(ii) فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معبود یعنی اللہ تعالیٰ کا مذاق اڑانے کے لیے ہامان کو حکم دیا کہ بلند عمارت بناؤ تاکہ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معبود کو آسمانوں پر جا کر جھانک سکوں۔ معبود کی تحقیق کا یہ عجیب وغریب انداز تسلیم کرنے کے لیے نہیں، رد کرنے کے لیے تھا۔

(2)﴿وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ﴾ ''اور یقیناً میں ضرور اُسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں'' فرعون نے لوگوں کو تحقیق کا جھانسا دے کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا قرار دے دیا تھا۔

(3) اس نے کتنی بڑی جسارت کی۔ بلکہ یہ کہا ''میں تمہارا اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا۔'' کیونکہ وہ ان کے نزدیک ایک عالم فاضل شخص تھا وہ جو بھی کوئی بات کرتا تھا وہ ان کے نزدیک حق ہوتی تھی اور وہ جو بھی کوئی حکم دیتا تھا اس کی اطاعت کرتے تھے۔ (تفسیر سعدی: 2/1988، 1989)

﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ﴾

''وہ اور اُس کے لشکر زمین میں ناحق بڑے بن بیٹھے اور انہوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جائیں گے'' (39)

سوال: فرعون اور اس کے لشکروں پر جو فرد جرم عائد کی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَاسْتَكْبَرَ ... یُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾ ''وہ اور اُس کے لشکر زمین میں ناحق بڑے بن بیٹھے'' فرعون اور اس کے لشکروں نے سرزمین مصر میں ناحق تکبر کیا، ظلم اور فساد برپا کیا۔

(2) تکبر سے مراد حق کے بغیر اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے (i) فرعون اور اس کے لشکروں نے یہ سمجھا تھا کہ لوٹ کر رب کے پاس نہیں جانا۔ اس لیے اُنہوں نے تکبر کیا۔ (ii) فرعون اور اس کے لشکروں نے ہٹ دھرمی کی وجہ سے تکبر کیا۔

(3) انہوں نے رسولوں کی دعوت کو تکبر سے ٹھکرا دیا اور ناحق یہ سمجھتے رہے کہ وہ اور ان کا طریقہ زندگی اعلیٰ وافضل ہے۔

(4)﴿وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور انہوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جائیں گے'' ان کے استکبار کے پیچھے بعث اور آخرت کا انکار تھا، اگر انہیں یقین ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔

﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ﴾

''تو ہم نے اُسے اور اُس کے لشکروں کو پکڑ لیا، پھر اُن کو سمندر میں پھینک دیا سو آپ دیکھیں ظالموں کا کیسا انجام تھا'' (40)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: فرعونیوں پر عذاب کی آمد کا سبب ان کا ظلم تھا، اس کی وضاحت ﴿فَاَخَذْنٰهُ ... الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ﴾ ''تو ہم نے اُسے اور اُس کے لشکروں کو پکڑ لیا پھر اُن کو سمندر میں پھینک دیا'' اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکروں کو ان کے تکبر اور کفر کے سبب سمندر میں ڈبو دیا۔

(2) ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''سو آپ دیکھیں ظالموں کا کیسا انجام تھا'' رب العزت نے فرمایا ہے کہ آپ غور کریں کہ ظالموں کا کتنا برا انجام ہوا۔ یہ ان کے اعمال کا وبال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ بخاری و مسلم کے حوالے سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تک چاہتا ہے نافرمان لوگوں کو مہلت دیتا ہے پھر جب انہیں پکڑتا ہے تو بالکل برباد کر دیتا ہے۔ (احسن التفاسیر)

﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ﴾

''اور ہم نے اُنہیں ایسے راہ نما بنا دیا جو آگ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہیں کی جائے گی'' (41)

سوال: ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ ... يُنْصَرُوْنَ﴾ اس آیت کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ﴾ ''اور ہم نے اُنہیں ایسے راہ نما بنا دیا جو آگ کی طرف بلاتے تھے'' رب العزت نے فرمایا کہ فرعون اور اس کے سردار ایسے لیڈر ہیں جو آگ کی طرف قوم کی راہ نمائی کرتے ہیں۔

(2) ﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ﴾ ''اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہیں کی جائے گی'' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذاب سے بچانے کے لیے ان کی مدد نہیں کریں گے۔ وہ خود سے عذاب کو دور نہیں کر سکیں گے۔ جیسا کہ فرعون دنیا میں دوزخ کا راستہ دکھاتا ہے قیامت کے دن بھی دوزخ دکھائے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ﴾ ''قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا، چنانچہ اُنہیں وہ آگ پر پینے کے لیے لائے گا اور وہ بہت بُری پینے کی جگہ ہے جس پر پینے کے لیے آیا جائے۔'' (ہود:98)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کو ہدایت (نیکی) کی دعوت دی اس کے لیے اس کی آواز پر لبیک کہنے والے تمام لوگوں کا ثواب ہوگا اور یہ چیز ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں کرے گی اور (ایسے ہی) جس شخص نے برائی کی طرف دعوت دی، اسے ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس کے پیچھے لگیں گے اور اس سے ان کے گناہ کم نہیں ہوں گے۔'' (مسلم:6804)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ﴾

''اور ہم نے اس دنیا میں بھی اُن کے پیچھے لعنت لگا دی ہے اور قیامت کے دن وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے'' (42)

سوال: فرعونیوں کے انجام کی وضاحت ﴿وَاَتْبَعْنٰهُمْ ... مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً﴾ ''اور ہم نے اس دنیا میں بھی اُن کے پیچھے لعنت لگا دی ہے'' فرعون اور آل فرعون کے پیچھے دنیا میں بھی لعنت لگا دی یعنی کامل غرق ہونا اور کامل نقصان۔

(2) دنیا میں بھی جو ان کا ذکر کرتا ہے ان کو لعنت کردہ سمجھتا ہے۔

(3) ﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ﴾ ''اور قیامت کے دن وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے'' یعنی قیامت کے دن فرعون اور آل فرعون اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوں گے۔

(4) ﴿وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ﴾ ''اور اس دنیا میں اُن کے پیچھے لگا دی گئی لعنت اور قیامت کے دن بھی، بہت بُرا عطیہ ہے جو کسی کو دیا جائے۔'' (ہود:99)

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَاۗىِٕرَ لِلنَّاسِ

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے پہلی اُمتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے دلائل،

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾

ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں'' (43)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی'' اللہ رب العزت نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات کے بارے میں بتایا ہے کہ ظالموں کو ہلاک کرنے کے بعد انہیں کتاب دی۔

(2) ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى﴾ ''پہلی اُمتوں کو ہلاک کرنے کے بعد'' یعنی فرعون اور اس کی افواج کی ہلاکت اور اس سے پہلے کی وہ قومیں جو تباہ کی گئیں، قوم عاد، قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد تورات عطا کی گئی۔

(3) یہ آیت دلیل ہے کہ تورات نازل کرنے کے بعد کوئی قوم عذاب سے ہلاک نہیں کی گئی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے قول کی شہادت میں یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن کثیر: 116/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ﴾ ''لوگوں کے لیے دلائل'' اس سے مراد کتاب اللہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی جس میں لوگوں کے لیے بصیرت ہے، یعنی اس میں ایسے اصول بیان کئے گئے ہیں جن کے ذریعے سے وہ دیکھ سکتے ہیں کہ کیا چیز ان کو فائدہ دیتی ہے اور کیا چیز ان کو نقصان دیتی ہے۔ پس اس سے نافرمان پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوجاتی ہے اور مومن اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ تب یہ کتاب مومن کے حق میں رحمت اور اس کے لئے راہ راست کی طرف راہنمائی ہے۔ (تفسیر سعدی: 1990/2)

(5)﴿وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں'' تورات کو دلیل، ہدایت اور رحمت بنا کر اس لیے بھیجا گیا تھا تاکہ لوگ حق کو پہچان لیں، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کریں، اس سے نصیحت حاصل کریں، اس کے مطابق عمل کریں، پیغمبروں کی اطاعت کریں اور اس رحمت کے مستحق ہوجائیں۔

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾

''اور آپ مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو حکم عطا کیا اور نہ ہی آپ حاضر ہونے والوں میں سے تھے'' (44)

سوال: رحمت للعالمین ﷺ کی نبوت کی جو دلیل اس آیت میں دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا... الشّٰهِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ﴾ ''اور آپ مغربی جانب موجود نہ تھے'' رب العزت نے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے ہمارے رسول! آپ طور کی مغربی جانب موجود نہیں تھے۔

(2)﴿اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ﴾ ''جب ہم نے موسیٰ کو حکم عطا کیا'' جب ہم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی۔

(3)﴿وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ ''اور نہ ہی آپ حاضر ہونے والوں میں سے تھے'' آپ تو ان واقعات کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے بھی نہیں تھے۔ (4) اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا گیا، ان پر وحی نازل کی گئی اس وقت نہ آپ ﷺ موجود تھے نہ وہ منظر دیکھنے والوں میں تھے بلکہ یہ سب کچھ غیب کی خبروں میں سے ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔

(5) آپ ﷺ پچھلے واقعات کی جو خبریں دے رہے ہیں اور جس طرح سے دے رہے ہیں گویا کہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں جب کہ آپ ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی ہے۔

(6) سیدہ مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد بھی رب العزت نے آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل دی ہے۔ ﴿ذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ ''یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں ورنہ آپ ان کے پاس موجود نہیں تھے جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی سرپرستی کرے گا اور نہ ہی آپ اس وقت ان کے پاس تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔'' (آل عمران:44)

(7)﴿تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۭ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، اس سے پہلے نہ آپ انہیں جانتے تھے نہ ہی آپ کی قوم، چنانچہ آپ صبر کریں، بلاشبہ اچھا انجام متقیوں کے لیے ہے۔'' (ہود:49)

(8)﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ﴾ ''یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، ورنہ آپ ان کے پاس موجود نہ تھے جب یوسف کے بھائیوں نے اپنے کام کا پختہ ارادہ کیا اور جب وہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے۔'' (یوسف:102)

﴿وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ

''لیکن ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں، پھر اُن پر طویل زمانہ گزرا اور آپ اہلِ مدین میں رہنے والے بھی نہ تھے کہ

تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ﴾

اُنہیں ہماری آیات پڑھ کر سنا رہے ہوتے مگر ہم ہی (رسول بنا کر) بھیجنے والے ہیں'' (45)

سوال: ﴿وَلٰكِنَّآ ... مُرْسِلِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا﴾ ''لیکن ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں'' اس سے مراد نبی ﷺ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان کی اُمتیں ہیں۔

(2)﴿فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ﴾ ''پھر اُن پر طویل زمانہ گزرا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے لے کر دورِ نبوی ﷺ تک تقریباً دو ہزار سال کی مدت ہے اور اس عرصہ میں تقریباً چالیس نسلیں یکے بعد دیگرے پیدا ہوتی رہیں۔ مگر اس دوران ملک حجاز میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ دو ہزار سال کے بعد سب سے آخری نبی محمد ﷺ البتہ ان لوگوں (اہل حجاز) کی طرف مبعوث ہوئے۔ (تیسیر القرآن:434/3)

(3) اس لیے اس طویل عرصے میں اللہ تعالیٰ کی آیات کو بھلا دیا گیا اور اب ایسے وقت میں نبی ﷺ کو مبعوث کیا جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس علم کی شدید ضرورت تھی۔

(4)(i) لمبی مدت گزر جانے کی وجہ سے لوگ دین کو بھول گئے۔(ii) اس کی وجہ سے شریعت کے احکامات بدل گئے۔ (iii) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چھوڑ دیا۔(iv) لمبی مدت گزرنے کے نتیجے میں ایک نبی کو مبعوث کرنے کی ضرورت پیدا ہوگئی۔

(5)﴿وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا﴾ ''اور آپ اہلِ مدین میں رہنے والے بھی نہ تھے کہ اُنہیں ہماری آیات پڑھ کر سنا رہے ہوتے'' یعنی آپ ﷺ مدین میں بھی مقیم نہیں تھے۔آپ ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور مدین والوں کے بارے میں جو تعلیم دی ہے وہ بھی وحی کی بنا پر دی ہے۔

(6)﴿وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ﴾ ''مگر ہم ہی (رسول بنا کر) بھیجنے والے ہیں'' یعنی ہم نے ہی آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور وحی بھیج کر ساری باتیں بتائیں۔

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ

''اور آپ طور کے کنارے بھی نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو پکارا لیکن آپ کے رب کی جناب سے رحمت ہے تاکہ آپ ایسے

مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾

لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں'' (46)

سوال: ﴿وَمَا كُنْتَ ... يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا﴾ ''اور آپ طور کے کنارے بھی نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو پکارا'' رب العزت نے فرمایا کہ اے نبی! آپ ﷺ طور کی دائیں جانب بھی نہیں تھے جس جگہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔جب ہم نے آواز دی تھی آپ ﷺ کو اس کا کیسے پتہ چل سکتا تھا اگر ہم وحی نہ کرتے۔رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا: کہ تم ظالم قوم کے پاس جاؤ'' (الشعراء:10)

(2)﴿اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ ''جب اُس کے رب نے اُسے مقدس وادی طویٰ میں پکارا۔'' (النازعات:16)

(3)﴿وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا﴾ ''اور ہم نے پہاڑ کی دائیں جانب سے اُسے پکارا اور ہم نے سرگوشی کرتے ہوئے اسے قریب کیا۔'' (مریم:52)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)اس سے یہ ثابت کرنا مطلوب ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو واقعات پیش آئے آپ ان کے عینی شاہد نہیں تھے، آپ اللہ تعالیٰ کے رسول نہ ہوتے تو آپ کو ان کے واقعات کا کیسے علم ہوتا؟ اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کیا ہے آپ ﷺ سچے رسول ہیں۔

(5)﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں یقینا کوئی فرشتہ ہوں، نہیں میں پیروی کرتا مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے، آپ کہہ دیں کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہوتے ہیں؟ تو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے؟'' (الانعام:50)

(6)﴿وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ﴾ ''لیکن آپ کے رب کی جناب سے رحمت ہے'' رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا آپ ﷺ پر وحی نازل کی گئی، آپ ﷺ کو جو علم عطا کیا گیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی۔

(7)یہ امر متعین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو یہ حالات اور خبریں پہنچی ہیں۔

(8)﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ ''تا کہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا'' یعنی اے نبی! آپ ﷺ پر وحی اس لیے نازل کی ہے کہ آپ ﷺ اہل مکہ، قریش اور سارے عرب کو خبردار کریں جن کے پاس پہلے کوئی نبی نہیں آیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰسٓ (۱) وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ (۲) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۳) عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۴) تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (۵) لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ (۶)﴾ ''یٰس قسم ہے قرآن حکمت بھرے کی! بلاشبہ آپ یقینا رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر ہیں۔ یہ سب پر غالب، نہایت رحم والے کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے۔ تا کہ آپ اس قوم کو خبردار کر دیں جن کے باپ دادا کو خبردار نہ کیا گیا تھا تو وہ غافل ہیں۔'' (یٰسٓ:1-6)

(9)﴿لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں'' یعنی شاید کہ وہ خیر اور شر کے فرق میں غور کریں، خیر کو لائحہ عمل بنائیں اور شر کو ترک کر دیں۔ جب آپ ﷺ اس بلند مقام پر فائز ہیں تو ان پر فرض ہے وہ آپ ﷺ پر ایمان لانے اور اس نعمت کا شکر ادا کرنے میں جلدی کریں جس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے نہ اس کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے۔ اہل عرب کے لیے آپ ﷺ کا انذار و تنذیر اس امر کی نفی نہیں کرتا کہ آپ ﷺ کو دوسری قوموں کے لیے بھی مبعوث کیا گیا ہے۔ عربوں کے لیے انذار و تنذیر کی وجہ تھی کہ آپ ﷺ عرب تھے، آپ ﷺ پر نازل کیا گیا، قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عربی میں تھا اور آپ ﷺ کی دعوت کے اولین مخاطب عرب تھے۔ اس لیے اصولی طور پر آپ ﷺ کی دعوت عربوں کے لئے تھی اور تبعاً دیگر قوموں کے لئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ﴾ ''کیا لوگوں کے لیے ایک عجیب بات ہوگئی ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک آدمی کو وحی کی کہ آپ لوگوں کو ڈرا دو۔'' (یونس:2) اور فرمایا: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ ''آپ کہہ دیں: اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔'' (الاعراف:158) (تفسیر سعدی:2/1991,1992)

﴿وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ

''اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ اُن کے اعمال کی وجہ سے اُن پر کوئی مصیبت آجاتی تو وہ کہتے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف

اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جاتے'' (47)

سوال: رسولوں کو حجت قائم کرنے کے لیے بھیجا جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْلَآ ... الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ﴾ ''اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ اُن کے اعمال کی وجہ سے اُن پر کوئی مصیبت آجاتی'' یعنی اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو ان لوگوں کے پاس اس لیے بھیجا ہے تاکہ ان پر ہماری حجت قائم ہو جائے۔ اگر ان پر ان کے کفر یا شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے تو یہ نہ کہہ سکیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ (۱۵۶) اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ (۱۵۷)﴾ ''کہیں تم یہ کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے ہی کے دو گروہوں پر نازل کی گئی تھی اور ہم ان کے (کتابوں کے) پڑھنے پڑھانے سے یقیناً غافل تھے۔ یا تم کہو کہ اگر ہم پر بھی کتاب اُتاری جاتی تو ہم یقیناً ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے، تو بلاشبہ یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور ان سے کنارہ کشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کی؟ ہم انہیں جلد ہی بہت برے عذاب کی سزا دیں گے جو ہماری آیات سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اس کے بدلے جو وہ کنارہ کشی اختیار کرتے تھے۔'' (الانعام: 157,156)

(2) ﴿فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا﴾ ''تو وہ کہتے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟'' یعنی وہ یہ عذر نہ پیش کر سکیں کہ ان کے پاس تو کوئی نبی، کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ ''وہ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے لئے رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' (النساء:165)

(3) اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کو ختم کرنے کے لیے نبی ﷺ کو اُن کی طرف رسول بنا کر بھیجا کیونکہ طویل زمانہ گزرنے کی وجہ سے دعوت بھلائی جا چکی تھی۔

(4) ﴿فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جاتے'' اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کے لیے اس لیے رسول بھیجا کیونکہ اگر اللہ کا عذاب آتا تو یہ پکار اُٹھتے کہ کیوں نہ ہماری طرف رسول بھیجا گیا کہ ہم آپ کی آیات پر ایمان لاتے اور آپ کی تابعداری کرتے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰي فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاۗءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اے اہلِ کتاب! یقیناً رسولوں کے ایک وقفے کے بعد تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوشخبری دینے والا آیا اور نہ کوئی ڈرانے والا، تو یقیناً تمہارے پاس خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (المائدہ:19)

فَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ

''پھر جب اُن کے پاس ہماری جناب سے حق آ گیا تو انہوں نے کہا: اسے بھی کیوں نہ وہی کچھ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا تھا؟ اور کیا انہوں

يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۡ

نے اُس کا انکار نہیں کیا تھا جو اس سے پہلے موسیٰ کو دی گئی تھی؟ انہوں نے کہا: ''دونوں جادوگر ہیں، انہوں نے ایک دوسرے کی مدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ﴾

کی ہے،''اورانہوں نے کہا:''یقیناہم ہرایک کاانکارکرنے والے ہیں''(48)

سوال1:حق آنے کے بعدلوگوں نے جواعتراض کیا،اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ... مُوْسٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا﴾''پھرجب اُن کے پاس ہماری جناب سے حق آگیا''لوگوں نے کلام حق آنے کے بعد یہ اعتراض کیا کہ ہم پر وہ سب کچھ کیوں نہیں آیا جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام دیئے گئے؟

(2)﴿قَالُوْا﴾''اُنہوں نے کہا:''قرآن کوجھٹلانے والوں نے کہا۔

(3)﴿لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى﴾''اسے بھی کیوں نہ وہی کچھ دیا گیا جو موسیٰ کودیا گیا تھا؟''یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر تمام کتاب اکٹھی نازل کی گئی اور رہی وہ کتاب جو ٹکڑوں کی صورت میں نازل ہوئی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ان کے اس قول میں کون سی دلیل ہے؟ اور یہ کونسا شبہ ہے کہ اگر کتاب ٹکڑوں میں نازل ہوئی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے؟ بلکہ یہ تو اس قرآن کا کمال ہے اور جس ہستی پر یہ قرآن نازل کیا گیا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اعتنائے خاص ہے کہ اس نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اپنے رسول ﷺ کو ثابت قدمی اور استقامت عطا کرے اور مومنین کے ایمان میں اضافہ ہو۔(تفسیر سعدی:21992)

سوال2:کافرمعجزات کونہیں مانتے،اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... كٰفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ﴾''اور کیا اُنہوں نے اُس کا انکار نہیں کیا تھا جو اس سے پہلے موسیٰ کودی گئی تھی؟'' کیا انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی تورات مقدس کا انکار نہیں کیا تھا۔

(2)قرآن کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی کتاب پر قیاس کرنا ایسا قیاس ہے جسے یہ خود ہی توڑ رہے ہیں۔یہ قرآن کریم کو ایک ایسی کتاب پر کیونکر قیاس کرتے ہیں جس کا یہ انکار کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے؟(تفسیر سعدی:1992/2)

(3)﴿قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا﴾''انہوں نے کہا:''دونوں جادوگر ہیں، انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی ہے'' یعنی قرآن مجید اور تورات دونوں جادو ہیں۔ان کی جادوگری کی وجہ سے لوگ گمراہ ہوئے۔

(4)﴿وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ﴾''اورانہوں نے کہا:''یقیناہم ہرایک کاانکارکرنے والے ہیں''اس سے مراد قرآن ہے جو ہم نے آپ ﷺ کی طرف وحی کیا۔

(5)اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ یہ دونوں کتابوں اور دونوں رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ

''آپ کہہ دیں کہ پھر تم ہی اللہ تعالیٰ کی جناب سے کوئی کتاب لاؤ جو ہدایت میں ان دونوں ہی سے بہتر ہو، میں اس کی

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

پیروی کروں گا اگر تم واقعی سچے ہو''(49)

سوال: رب العزت نے قرآن اور تورات پر جادوگری کے الزام کا جو جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿قُلْ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ پھر تم ہی اللہ تعالیٰ کی جناب سے کوئی کتاب لاؤ'' یعنی اے ہمارے رسول ﷺ! آپ تورات اور قرآن کا انکار کرنے والوں سے کہہ دیں کہ آپ لوگ کوئی ایسی کتاب لے آئیں۔

(2)﴿هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ﴾ ''جو ہدایت میں ان دونوں ہی سے بہتر ہو'' جو تورات اور قرآن سے زیادہ ہدایت والی ہو جس سے حق ثابت ہو اور جس سے باطل کو رد کیا جا سکے۔

(3)﴿اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم واقعی سچے ہو'' یعنی اگر تم ایسی کتاب لے آتے ہو تو میں اس کی پیروی کروں گا۔

(4) اور وہ ایسی کتاب لانے پر قادر نہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ قرآن اور تورات جیسی کتاب تصنیف کر لائے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کیا ہے تب سے علم و ہدایت، بیان و تبیین اور مخلوق کے لیے رحمت کے اعتبار سے ان دو کتابوں جیسی کوئی اور کتاب وجود میں نہیں آئی۔ یہ داعی کا کمال انصاف ہے کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اس کا مقصد حق اور رشد و ہدایت ہے اور وہ ایسی کتاب لے کر آیا ہے جو حق پر مشتمل ہے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے موافق ہے، اس لیے ان دونوں کے سامنے سرنگوں ہونا ہم پر واجب ہے کیونکہ دونوں کتابیں حق و ہدایت پر مشتمل ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ حق اور ہدایت پر مشتمل ہو تو میں اس کی پیروی کروں گا۔ ورنہ میں ہدایت اور حق کو چھوڑ کر کسی ایسی کتاب کی اتباع نہیں کر سکتا جو ہدایت اور حق پر مشتمل نہ ہو۔ (تفسیر سعدی: 1993/2)

(5) حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں کا انکار حق کی طلب کی بنا پر نہیں تھا۔ محض خواہش نفس کی وجہ سے تھا۔

﴿فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ

''پھر اگر وہ آپ کی بات قبول نہ کریں تو آپ یقین کریں کہ وہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اُس سے زیادہ گمراہ کون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع 5 8 8

﴿اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر ہی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا" (50)

سوال 1: ﴿فَاِنْ لَّمْ ... اَهْوَآءَهُمْ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ﴾ "پھر اگر وہ آپ کی بات قبول نہ کریں" اس سے مراد ہے کہ اگر یہ قرآن اور تورات سے زیادہ ہدایت والی کتاب پیش کرنے کی بات نہ مان سکیں۔

(2) ﴿فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ﴾ "تو آپ یقین کریں کہ وہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں" آپ کو اچھے طریقے سے جان لینا چاہیے کہ انہوں نے حق اور ہدایت کو پہچان کر آپ ﷺ کا انکار نہیں کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کو اس وجہ سے نہیں چھوڑا کہ وہ کسی اور پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو محض خواہشات نفس کی اتباع کرتے ہیں۔

(3) اس آیت میں دلیل ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کے قول کے خلاف قول کو اختیار کرتا ہے یا آپ ﷺ کی سنت کے خلاف کسی طریقے پر چلتا ہے وہ ہدایت کے راستے پر نہیں خواہشات کے راستے پر چل رہا ہے۔

سوال 2: خواہش نفس کی پیروی کرنے والے ہی گمراہ ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ اَضَلُّ ... الظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ﴾ "اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے؟" اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے دلیل لیے بغیر محض اپنی رائے، اپنی خواہش کا پیروکار ہو۔

(2) انسان کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ انسان کتاب ہدایت کو چھوڑ کر نفس کی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ "پھر کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں ڈال دیا اور اُس کے کان اور اُس کے دل پر مُہر لگا دی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ تعالیٰ کے بعد اب کون اُسے ہدایت دے گا؟ تو کیا تم لوگ کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟" (الجاثیہ: 23)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) یہ شخص لوگوں میں گمراہ ترین شخص ہے کیونکہ اس کے سامنے ہدایت پیش کی گئی اور اسے صراط مستقیم دکھایا گیا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے اکرام وتکریم کے گھر تک پہنچاتا ہے، مگر اس نے اس راستے کی طرف التفات کیا نہ اس ہدایت کو قبول کیا۔ اس کے برعکس اس کی خواہش نفس نے اس کو اس راستے پر چلنے کی دعوت دی جو ہلاکت اور بدبختی کی گھاٹیوں کی طرف جاتا ہے اور وہ راہ ہدایت کو چھوڑ کر اس راستے پر گامزن ہو گیا جس کا وصف ہو کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور گمراہ ہو سکتا ہے؟ اس کا ظلم وتعدی اور حق کے ساتھ اس کی عدم محبت اس بات کا موجب ہیں کہ وہ اپنی گمراہی پر جما رہے اور اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے محروم کر دے۔ (تفسیر سعدی: 1994,1993/2)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ﴾ ''تو کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو اُس کی طرح ہے جس کے لیے اُس کا بُرا عمل خوش نما بنا دیا گیا؟ اور جنہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی؟'' (محمد: 14)

(6) سیدنا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَآءِ﴾ ''یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بری عادتوں اور برے عملوں اور بری خواہشوں سے۔'' (ترمذی: 3591)

(7) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ نے فرمایا: ''جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں وہ کام مردود ہے۔'' (بخاری: 2697)

(8) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں، حق سے منہ موڑتے ہیں جس کی وجہ حق کو قبول کرنے کی استعداد ختم ہو جاتی ہے۔ پھر انسان کفر اور شرک میں بھٹکتا رہتا ہے اور اُسے ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اُنہیں بات پہنچا دی ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں'' (51)

سوال: ﴿وَلَقَدْ ... يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اُنہیں بات پہنچا دی ہے'' یعنی ہم نے انہیں پوری تفصیل سے وضاحت کے ساتھ اپنی بات پہنچا دی ہے اور اپنی رحمت سے تھوڑا تھوڑا کر کے بات کو پہنچایا ہے کہ ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے پچھلے لوگوں کے ساتھ کیا کیا اور آئندہ آنے والوں کے ساتھ کیا کریں گے۔

(2)﴿لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں'' جب ان پر آیات الٰہی بتکرار نازل ہوں گی اور بوقت ضرورت ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلائل نازل ہوں گے۔ پس کتاب اللہ کا ٹکڑوں میں نازل ہونا ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا لطف وکرم ہے۔ تب وہ ایسی بات پر کیوں اعتراض کرتے ہیں جس میں ان کی بھلائی ہے؟ (تفسیر سعدی:2/1994)

(3)(i) پیغام پہنچانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ بُرے انجام سے نصیحت حاصل کریں۔ (ii) پیغام پہنچانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ایمان لے آئیں۔

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ﴾

''جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں'' (52)

سوال: اہل کتاب کے اولیاء اللہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَلَّذِيْنَ... يُؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ﴾ ''جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے'' اس سے مراد اہل تورات اور اہل انجیل ہیں ان کے علماء جو اولیاء اللہ ہیں۔

(2)﴿هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''وہ اس پر ایمان لاتے ہیں'' وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اسے پڑھتے ہیں جیسا کہ اسے پڑھنے کا حق ہے، وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے تو وہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔'' (البقرہ:121)

(3)(i) اس سے مراد وہ یہودی ہیں جو ایمان لے آئے مثلاً عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ (ii) اس سے مراد وہ عیسائی بھی ہیں جو حبشہ سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور قرآن مجید سن کر اسلام لے آئے تھے۔

(4)﴿وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ ''اور بے شک اہلِ کتاب میں سے ایسے بھی ہیں جو یقیناً ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں خریدتے، یہی لوگ ہیں جن کا اجران کے رب کے پاس ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔" (آل عمران:199)

(5)﴿قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا (۱۰۷) وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (۱۰۸)﴾ "آپ کہہ دیں تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، یقیناً اس سے پہلے جن لوگوں کو علم دیا گیا جب اُن پر یہ پڑھا جاتا ہے وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں۔ اور وہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا رب! یقیناً ہمارے رب کا وعدہ بلاشبہ ہمیشہ سے پورا کیا ہوا ہے۔" (بنی اسرائیل:107،108)

﴿وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ

"اور جب وہ اُنہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں، یقیناً ہمارے رب کی جناب سے وہ حق ہے

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ﴾

یقیناً ہم تو اس سے پہلے ہی فرماں بردار ہیں" (53)

سوال: جب قرآن مجید اہل کتاب کے اولیاء اللہ کو سنایا جاتا تو وہ کیا کہتے تھے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا ... مُسْلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ﴾ "اور جب وہ اُنہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں" یعنی جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ غور سے سنتے ہیں اور اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

(2)﴿اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ﴾ "یقیناً ہمارے رب کی جناب سے وہ حق ہے" کیونکہ یہ ان کتابوں کے موافق ہے جنہیں انبیاء ورسل علیہم السلام لے کر مبعوث ہوئے ہیں اور ان کتابوں میں جو کچھ مذکور ہے اس کے عین مطابق ہے، سچی خبروں اور حکمت پر مبنی اوامر ونواہی پر مشتمل ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی شہادت مفید اور ان کا قول نفع مند ہے۔ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں، علم وبصیرت کی بنیاد پر کہتے ہیں کیونکہ وہ اہل خبر اور اہل کتاب ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر لوگوں کا قرآن کو رد کرنا اور اس کی مخالفت کرنا ان کے لئے حجت ہونا تو کجا، وہ کسی شبہ پر بھی دلالت نہیں کرتا کیونکہ وہ لوگ جاہل یا حق کے بارے میں معاند متجاہل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا﴾ "کہہ دو کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ یقیناً جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب ان کے سامنے یہ پڑھا جاتا ہے، وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔" (بنی اسرائیل:107) (تفسیر سعدی:2/2000)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ﴾ ''یقیناً ہم تو اس سے پہلے ہی فرماں بردار ہیں'' یعنی وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں پہلے بھی اسلام لانے کی توفیق دی ہم اس پر قائم رہے اور اب ہم قرآن مجید پر ایمان لائے ہیں۔ یہ بات عیسائیوں اور یہودیوں میں سے ان لوگوں نے کہی جو قرآن کو سنتے ہی ایمان لے آئے کہ ہم تو پہلے سے مسلمان ہیں۔

(4) نبیوں کی دعوت کا یہ سلسلہ رہا ہے کہ ایک نبی کی دعوت سے پہلے والے نبی نے دعوت دی یوں اس نبی پر لوگ ایمان لے آئے بعد میں اگلے نبی کے آنے پر اُس پر بھی ایمان لے آئے اور یوں پہلے بھی مسلمان تھے اور نئے نبی پر ایمان لا کر بھی مسلمان ہوئے۔

(5) سارے انبیاء علیہم السلام کو ماننے والے مسلمان ہی تھے یہودی، عیسائی وغیرہ جیسے نام تو لوگوں نے خود رکھ لیے تھے۔

﴿اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

''یہ وہ لوگ ہیں کہ انہیں اُن کا اجر دو مرتبہ دیا جائے گا اُس کے بدلے جو انہوں نے صبر کیا، اور وہ بُرائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

اور ہم نے اُنہیں جو رزق دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں'' (54)

سوال: دوہرے اجر کے وعدے کی وضاحت ﴿اُولٰٓئِكَ ... يُنْفِقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں کہ انہیں ان کا اجر دو مرتبہ دیا جائے گا اُس کے بدلے جو انہوں نے صبر کیا'' یعنی جو لوگ دونوں کتابوں پر ایمان لائے تو انہیں دو دفعہ ایمان لانے کا دوہرا اجر ملے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنے عمل پر ثابت قدم رہے انہوں نے صبر کیا اور کوئی چیز انہیں ایمان سے ہٹا نہ سکی اس لیے ان کے لیے دوہرا اجر ہے۔

(2) صبر سے مراد ثابت قدمی ہے یعنی انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے بعد جو حالات بھی پیش آئے اس میں ثابت قدم رہے۔

(3) سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جنہیں دوگنا ثواب ملتا ہے اول وہ شخص جس کی کوئی لونڈی ہو، وہ اسے تعلیم دے اور تعلیم دینے میں اچھا طریقہ اختیار کرے، اسے ادب سکھائے اور اس میں اچھے طریقے سے کام لے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دوہرا اجر ملے گا، دوسرا وہ مومن جو اہل کتاب میں سے ہو کہ پہلے (اپنے نبی پر) ایمان لایا تھا، پھر نبی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ پر بھی ایمان لایا تو اسے بھی دوہرا اجر ملے گا، تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بھی ادائیگی کرتا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ بھی بھلائی کرتا ہے۔'' (بخاری:3011)

(4) ﴿وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ﴾ ''اور وہ بُرائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں'' (i) اس سے مراد بُرائی کا جواب بُرائی سے نہ دینا ہے۔ (ii) اس سے مراد بُرائی کا جواب نیکی سے دینا ہے یعنی معاف کر دینا اور درگزر کرنا۔

(5) یعنی ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ان کی عادت اور طریقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو کوئی قول و فعل کے ذریعے سے ان کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے تو یہ اچھی بات اور اچھے فعل کے ذریعے سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ انہیں اس خلق عظیم کی فضیلت کا اچھی طرح علم ہے اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اس خلق عظیم کی توفیق کسی خوش قسمت ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2/2000,2001)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (۳۴) وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (۳۵)﴾ ''اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتیں، برائی کو تم اُس سے ہٹا دو جو سب سے اچھا ہے تو اچانک وہ شخص تمہارے اور اُس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا گویا وہ دلی دوست ہے۔ اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اُن لوگوں کو جو صبر کریں اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اُس کو جو بڑے نصیب والا ہے۔'' (حم السجدہ:34,35)

(7) ﴿وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (۲۲) جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ (۲۳) سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (۲۴)﴾ ''اور جن لوگوں نے اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور جو بھلائی سے بُرائی کو ہٹاتے ہیں ان ہی کے لیے اس گھر کا اچھا انجام ہے۔ ابدی باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بھی جو ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے نیک ہوئے اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔ تم پر سلام ہو اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا، سو کتنا ہی اچھا ہے اس گھر کا انجام!'' (الرعد:22,24)

(8) ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ''اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں'' یعنی وہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاضل مالوں کا صدقہ کرتے ہیں۔

(9)(i)اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ وہ شخص کرسکتا ہے جو اپنی خواہشات پر قابو پالے۔(ii)وہ شخص انفاق کرسکتا ہے جو اعلیٰ اقدار کو اہمیت دے۔

(10)رب العزت نے فرمایا:﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (٨) إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا (٩) إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا (١٠) فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا (١١) وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا (١٢) مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا (١٣)﴾ ”اور وہ باوجود اس (کھانے) کی محبت کے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یقیناً ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تمہیں کھلاتے ہیں اور نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکریہ۔ بے شک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو سخت منہ چڑھانے والا، تیوری چڑھانے والا ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی مصیبت سے اُنہیں بچایا اور اُنہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی ہے۔ اور اس کی وجہ سے جو انہوں نے صبر کیا بدلے میں اُنہیں جنت اور ریشم دیا۔ وہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، نہ اُس میں وہ شدید دھوپ دیکھیں گے اور نہ ہی یخ سردی۔“ (الدھر:8-13)

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ

”اور جب وہ بے ہودہ بات سُنتے ہیں تو اس سے منہ موڑ جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ﴾

اعمال ہیں، تمہیں سلام ہو، ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے“ (55)

سوال: اللہ والے بری مجلسوں اور برے لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے، اس کی وضاحت ﴿وَإِذَا ... الْجَاهِلِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ ”اور جب وہ بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ موڑ جاتے ہیں“ یعنی اللہ والے نہ تو ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اور نہ ایسے لوگوں کے ساتھ ملتے جلتے ہیں جو بے ہودہ باتیں کرتے ہیں۔ ان کا طرز عمل ایسے مواقع پر یہ ہوتا ہے کہ وہ شرافت سے گزر جاتے ہیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَالَّذِينَ لَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ ''اور جو لوگ جھوٹ میں شامل نہیں ہوتے اور جب کسی بے ہودہ کام پر سے گزرتے ہیں تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔'' (الفرقان:72) رحمن کے بندے لغو کاموں اور بے ہودہ باتوں سے بچتے ہیں۔(2)﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور وہ کہتے ہیں'' وہ اللہ والے کہتے ہیں۔

(3)﴿لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ﴾ ''کہ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں'' یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا۔ کوئی کسی دوسرے کے اعمال کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

(4)﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ﴾ ''تمہیں سلام ہو'' یعنی جب کوئی ان سے جہالت سے پیش آئے تو وہ بھلائی اور سلامتی کی دعا کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ ''اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے بات کریں تو کہہ دیتے ہیں سلام ہو۔'' (الفرقان:63)

(5)﴿لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ﴾ ''ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے'' یعنی ہم جاہلوں کی طرح جواب نہیں دیں گے۔

(6) ہجرت حبشہ کے بعد جب حبشہ کے لوگ اسلام اور اس دعوت سے متعارف ہوئے تو وہاں سے بیس آدمی، جو عیسائی تھے اس غرض کے لئے مدینہ آئے کہ تحقیق کر لیں کہ پیغمبر اسلام کیسا شخص ہے؟ اور جب یہ لوگ آپ ﷺ سے ملے اور گفتگو شروع ہوئی تو آپ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا تو وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بڑے پرزور طریقہ پر آپ ﷺ کی تصدیق اور تائید کی۔ اور جب یہ لوگ واپس حبشہ جا رہے تھے تو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے آوازیں کسیں کہ ایسے احمقوں کے قافلے کو آج تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا جو ایک شخص کی تصدیق کے لئے آئے تھے۔ اور اب اس کے غلام بن کر اور اپنا دین چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا: ہماری طرف سے تم پر سلام ہو ہم تمہاری جہالت کا جواب جہالت سے نہیں دینا چاہتے۔ ہم میں اور تم میں جو جس حال پر ہے وہی کچھ اس کا حصہ ہے۔ ہم نے اپنے آپ کا بھلا چاہنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اسی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ (البدایہ والنہایہ:82/3)

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ

''یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾

ہدایت پانے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے'' (56)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّكَ ... بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ ''یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے'' ہدایت دینا کسی نبی کا کام نہیں۔ نبی کا کام پیغام پہنچا دینا ہے۔ پیغام پہنچانے کے بعد آگے اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے نہ دے۔ جسے وہ ہدایت نہیں دیتا اس میں بھی اس کی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ﴾ ''ان کو ہدایت دینا آپ کا ذمہ نہیں۔'' (البقرہ:272)

(3) ﴿وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور آپ خواہ کتنی ہی حرص رکھیں، اکثر لوگ ہرگز مومن نہیں ہوتے۔'' (یوسف:103)

(4) (سیدنا مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''چچا! آپ صرف کلمہ ﴿لا اله الا الله﴾ پڑھ دیجئے تاکہ اس کلمے کے ذریعے اللہ کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کروں۔ اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟ نبی ﷺ بار بار ان سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف یہی ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) آخر ابوطالب کی زبان سے جو آخری کلمہ نکلا کہ وہ عبدالمطلب کے مذہب پر ہی قائم ہیں انہوں نے ﴿لا اله الا الله﴾ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں آپ کے لیے طلب مغفرت کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''نبی اور ایمان والوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں'' اور خاص ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی نبی ﷺ سے کہا گیا کہ ''جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے لیے وہ ہدایت چاہتا ہے۔'' (بخاری:4772)

(5) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ﷺ نے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہنچایا کیونکہ وہ تو آپ ﷺ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ ﷺ کی وجہ سے (لوگوں پر) غضبناک ہو جاتا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! وہ دوزخ کے اوپر کے حصے میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی ان کے لیے دعا نہ کرتا) تو وہ دوزخ کے سب سے نچلے حصے میں ہوتے۔'' (مسلم:510)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے چچا ابوطالب کا تذکرہ ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے ابوطالب کو فائدہ پہنچے کہ دوزخ کے اوپر والے حصے میں لایا جائے کہ جہاں آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس کی شدت سے اس کا دماغ کھولتا رہے گا۔'' (مسلم:513)

(7) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ والوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا اور اسے آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جن سے اس کا دماغ (اُبل) کھول رہا ہوگا۔'' (مسلم:515)

(8) ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دیتے ہیں جسے ہدایت عطا کرنا چاہتے ہیں۔ (ii) اللہ تعالیٰ کسی کی چاہت کی وجہ سے ہدایت کا فیصلہ نہیں کرتے۔

(iii) اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دیتے ہیں جو ہدایت کے راستے پر چلنا چاہتا ہے۔

(9) رہا اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''اور یقیناً آپ سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں'' (الشوریٰ:52) میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدایت کا اثبات، تو یہ ہدایت بیان وارشاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ صراط مستقیم کو واضح کرتے ہیں، لوگوں کو اس پر چلنے کی ترغیب دیتے ہیں اور لوگوں کو اس پر گامزن کرنے کی بھرپور جدوجہد کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ آیا آپ ﷺ دلوں میں ایمان پیدا کرنے پر قادر ہیں اور فعل کی توفیق عطا کر سکتے ہیں؟ تو حاشا وکلا! ایسا ہرگز نہیں۔ لہٰذا اگر آپ ﷺ اس پر قادر ہوتے تو آپ ﷺ اس شخص کو ضرور ہدایت سے سرفراز فرماتے جس نے آپ ﷺ پر احسان فرمایا تھا، جس نے آپ ﷺ کو اپنی قوم سے بچایا اور آپ ﷺ کی مدد کی۔ یعنی آپ ﷺ کا چچا ابوطالب مگر آپ ﷺ نے ابوطالب کو دین کی دعوت دی اور کامل خیر خواہی کے ساتھ اس پر احسان کیا اور یہ اس احسان سے بہت زیادہ ہے جو آپ ﷺ کے چچا نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ (تفسیر سعدی:2/2001,2002) (10) ﴿وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ ''اور وہ ہدایت پانے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ چونکہ دلوں کا حال جانتا ہے اس لیے وہی اس کا علم رکھتا ہے کہ کس کے اندر قبول حق کی استعداد ہے اور کس کے اندر نہیں وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔

﴿وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ

''اور انہوں نے کہا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنی زمین ہی سے ہم اُچک لیے جائیں گے اور کیا ہم نے انہیں ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ

پُرامن حرم میں جگہ نہیں دی؟ جس کی طرف ہماری جناب سے رزق کے طور پر ہر قسم کے پھل کھینچ کر لائے جاتے ہیں لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں" (57)

سوال 1: "مسلمان ہوں تو اچک لیے جائیں گے" کافروں کے اس عذر کی وضاحت ﴿وَقَالُوْٓا ... اَرْضِنَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ﴾ "اور اُنہوں نے کہا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں" اہل مکہ نے خوف کا اظہار کیا کہ اگر ہم اسلام قبول کر لیں گے تو ہمیں یہاں رہنے نہیں دیا جائے گا۔ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہو جائیں گے۔

(2) ﴿نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا﴾ "تو اپنی زمین ہی سے ہم اُچک لیے جائیں گے" یعنی ہمیں قتل کر کے، قیدی بنا کر اور ہمارا مال ومتاع لوٹ کر زمین سے اچک لیا جائے گا کیونکہ لوگ آپ ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں لہذا اگر ہم نے آپ ﷺ کی اتباع کی تو ہمیں تمام لوگوں کی دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہم لوگوں کی دشمنی مول نہیں لے سکتے۔ ان کا یہ کلام اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کے سوءِ ظن پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو فتح ونصرت سے نوازے گا، نہ اپنے کلمہ کو بلند کرے گا، بلکہ اس کے برعکس وہ لوگوں کو اپنے دین کے حاملین پر غالب کرے گا جو انہیں بدترین عذاب میں مبتلا کریں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ باطل حق پر غالب آجائے گا۔ (تفسیر سعدی: 2/2002,2003)

سوال 2: رب العزت نے اہل مکہ کے عذر کا جو جواب دیا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ "اور کیا ہم نے اُنہیں ایک پُرامن حرم میں جگہ نہیں دی؟" رب العزت نے اہل مکہ کے عذر کا جواب دیا ہے کہ یہ بتاؤ کہ کیا ہم نے حرم کو پرامن نہیں بنایا۔ تمہیں امن وامان والے شہر میں جگہ نہیں دی۔

(2) یعنی یہ کیسے ممکن ہے کہ جواب تمہیں کفر اور شرک کی حالت میں امن سے رکھے وہ اسلام قبول کرنے کے بعد امن و امان سے نہ رکھے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿يُجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا﴾ ''جس کی طرف ہماری جناب سے رزق کے طور پر ہر قسم کے پھل کھینچ کر لائے جاتے ہیں'' یعنی وہ علاقہ جہاں پھل پیدا نہیں ہوتے ہر قسم کے پھل، کھانے اور دیگر ساز و سامان کیسے کھنچا چلا آتا ہے۔ اس کثیر رزق پر انہیں اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے اور نبی ﷺ کی اتباع کرنی چاہیے۔

(4)﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں'' (i) اکثر لوگ یہ نہیں جانتے کہ امن کیسے ملے گا اور خوف کہاں سے ملتا ہے۔ (ii) اکثر لوگ یہ نہیں جانتے کہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ

''اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں جو اپنی معیشت پر اِتراتی تھیں تو وہ ان کے گھر ہیں

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ﴾

جو ان کے بعد کم ہی آباد ہوئے ہیں اور ہم ہی وارث ہونے والے ہیں'' (58)

سوال: سرکشی میں مبتلا قوموں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَكَمْ ... الْوٰرِثِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا﴾ ''اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں جو اپنی معیشت پر اِتراتی تھیں'' رب العزت نے اہل مکہ کو تنبیہ کی ہے کہ ہم نے کتنی ہی بستیاں ہلاک کر دیں جو اپنی معیشت پر اتراتی تھیں۔ ان قوموں نے سرکشی اختیار کی اور اللہ کا شکر ادا نہیں کیا تو رب العزت نے انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا۔

(2) بستیوں کی ہلاکت کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ کے انعامات پر اترانا، ان کا شکر ادا نہ کرنا اور حق کو نظر انداز کرنا ہے۔

(3)﴿فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''تو وہ ان کے گھر ہیں جو ان کے بعد کم ہی آباد ہوئے ہیں'' یعنی جب عذاب آیا تو ایسی تباہی آئی کہ پھر وہ بستیاں کبھی آباد نہ ہوئیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:

﴿فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ﴾

''چنانچہ کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھیں، چنانچہ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے ہی کنویں بیکار چھوڑے ہوئے اور چونا گچ محل۔'' (الحج:45)

(4)﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو پُرامن اور مطمئن تھی، اُس کا رزق وافر مقدار میں اُس کے پاس ہر جگہ سے آ رہا تھا پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا اس کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔" (النحل:112)

(5)﴿وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ "اور ہم ہی وارث ہونے والے ہیں" یعنی اللہ تعالیٰ ہی بندوں کا وارث ہے یعنی وہ بستیاں اب اجاڑ کھنڈر ہیں جن میں کوئی رہنے والا نہیں۔

(6)(i) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ عاد، ثمود، سبا، مدین وغیرہ کی تباہ حال بستیاں ہیں ان کے کھنڈروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو اپنے تکبر کے بعد یہ تھوڑا عرصہ ہی اپنے علاقوں میں بسے ہیں۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے مزید توجہ دلائی کہ دیکھو ہم ہی وارث ہوئے ہیں ان میں سے کوئی نہ رہا جو ان کا وارث بنتا۔

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ

"اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں یہاں تک کہ اُن کے مرکز میں رسول بھیج دے جو انہیں ہماری آیات پڑھ کر

وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ﴾

سنائے، اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں مگر جب اُن کے رہنے والے ظالم ہوں" (59)

سوال: ﴿وَمَا كَانَ ... ظٰلِمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ﴾ "اور آپ کا رب نہیں" یعنی اے رسول ﷺ آپ کا رب ایسا نہیں ہے کہ:

(2)﴿مُهْلِكَ الْقُرٰى﴾ "بستیوں کو ہلاک کرنے والا" وہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کردے۔

(3)﴿حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا﴾ "یہاں تک کہ اُن کے مرکز میں رسول بھیج دے" یعنی جب تک کہ رسول بھیج کر انہیں خبردار اور بیدار نہیں کر دیتا۔ جیسا کہ ام القریٰ مکہ میں آخری رسول بھیجا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ "تاکہ آپ مکہ اور اس کے اردگرد والوں کو خبردار کردیں اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت بھی وہی کرتے ہیں۔" (الانعام:92)

(4) نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ "آپ کہہ دیں: اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، وہ ذات جس کے لیے بادشاہت ہے تمام آسمانوں اور زمین کی، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہی مارتا ہے، سوتم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر جو اُمّی نبی ہے ایمان لے آؤ جو اللہ تعالیٰ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اُس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔'' (الاعراف:158)

(5) ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا﴾ ''جو انہیں ہماری آیات پڑھ کر سنائے'' یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ کسی قوم کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کی طرف رسول بھیج کر انہیں اپنا پیغام نہ پہنچا دے اور رسول، اللہ تعالیٰ کی آیات کو پڑھ کر سناتا ہے۔

(6) ﴿وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ﴾ ''اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں مگر جب اُن کے رہنے والے ظالم ہوں'' اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بستیوں کے رہنے والوں کے ظلم کی وجہ سے انہیں تباہ کرتا ہے۔

(7) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔'' راوی نے بیان کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی ''اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔'' (بخاری:4686)

﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ

''اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے سو دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہترین ہے

وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ ع 6 10 9

اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، تو کیا نہیں تم سمجھتے؟'' (60)

سوال: دنیا ناپائیدار اور فانی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ ... تَعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ ''اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے'' رب العزت نے خطاب کیا ہے ان سب لوگوں سے جو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ مال و متاع، لذتیں جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا ہے۔

(2) ﴿فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا﴾ ''سو دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے'' یعنی مخلوق کو جو کچھ بھی عطا کیا گیا ہے وہ صرف دنیا کی متاع اور زینت ہے۔ بندہ تھوڑے وقت کے لیے ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۶)﴾ ''جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صبر کیا یقیناً انہیں ہم ضرور زیادہ اچھا بدلہ دیں گے اس کا جو وہ عمل کرتے تھے۔" (النحل:96)

(3) ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ "اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہترین ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے" یعنی جو نعمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ ہمیشہ رہنے والی بھی ہیں اور اپنے اوصاف کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔

(4) ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ "تو کیا نہیں تم سمجھتے؟" کیا تم لوگوں میں عقل نہیں جس کے ذریعے سے تم دونوں امور کے مابین موازنہ کر سکو کہ کون سی زندگی ترجیح دیئے جانے کی مستحق ہے اور کون سی زندگی اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لئے بھاگ دوڑ کی جائے۔ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ بندہ اپنی عقل کے مطابق آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے اور اگر کوئی آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے تو اس کا باعث اس کی کم عقلی ہے۔ (تفسیر سعدی:2/2004,2005)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝﴾ "بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔" (الاعلیٰ:16-17)

(6) ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ﴾ "اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے۔" (آل عمران:198)

(7) سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ، بنی فہر کے بھائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگلی اس (دریا) میں ڈال دے۔ (یحییٰ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا) اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کیا لگتا ہے۔" (مسلم:7197)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیکو کار بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور کسی کان نے نہ سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی گمان وخیال پیدا ہوا۔" اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت اور آگاہی تو الگ رہی (ان کا کسی کو گمان وخیال بھی پیدا نہیں ہوا) پھر نبی ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ "سو کسی نفس مومن کو معلوم نہیں جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا (جنت میں) ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے، یہ بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔" (بخاری:4780)

﴿اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

"تو کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے، پس وہ اس کو ملنے ہی والا ہے، اس شخص کی مانند ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ

ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ﴾

دیا ہے؟ پھر وہ قیامت کے دن حاضر کیے جانے والوں میں سے ہوگا" (61)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے، اس کی وضاحت ﴿اَفَمَنْ ... مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ﴾ ''تو کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے، پس وہ اُس کو ملنے ہی والا ہے'' کیا وہ مومن جو ایمان لایا، جو اطاعت کر کے اپنے آپ کو وعدہ حسن یعنی جنت کا مستحق بنا لیتا ہے۔ پھر اس وعدے کو اللہ کے اذن سے پانے والا ہے۔

(2) ﴿كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''اس شخص کی مانند ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ دیا ہے؟'' کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو جانوروں کی طرح کھاتا پیتا اور نکاح کرتا ہے۔

(3) ﴿ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ﴾ ''پھر وہ قیامت کے دن حاضر کیے جانے والوں میں سے ہوگا'' جو اللہ تعالیٰ کو، اس کے وعدوں اور ڈراووں کو جھٹلاتا ہے وہ دنیا کے تھوڑے سے عیش کے بعد قیامت کے دن عذاب میں حاضر ہونے والا ہے جس سے وہ کبھی نکلنے والا نہیں۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (۵۵) قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ (۵۶) وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (۵۷) اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ (۵۸) اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (۵۹)﴾ ''پس وہ جھانکے گا تو اُسے جہنم کے درمیان دیکھے گا۔ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! قریب تھا کہ تم واقعی مجھے تباہ کر دیتے۔ اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی ان حاضر شدہ لوگوں میں ہوتا۔ تو کیا ہم مرنے والے نہیں ہیں؟ مگر پہلی بار کی ہماری موت اور ہم کبھی عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں؟'' (الصّٰفّٰت:55-59)

(4) ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ ''اور بلا شبہ یقیناً جنوں کو معلوم ہے کہ یقیناً وہ ضرور حاضر کیے جانے والے ہیں۔'' (الصّٰفّٰت:158)

(5) اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے انسانوں کا نمونہ اس لیے پیش کیا ہے تاکہ لوگ اپنے لیے راستے کا انتخاب کر سکیں۔ ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اچھا وعدہ دے رکھا ہوا اور وہ اُسے پانے والا ہے اور دوسرا وہ جسے دنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ دے رکھا ہو پھر وہ قیامت کے دن عذاب میں حاضر ہونے والا بھی ہوگا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ اب تم دیکھ لو تمہیں کون سا راستہ اختیار کرنا ہے؟

(6) قتادہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ اکثر اوقات کون سی دعا مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کثرت سے جو دعا مانگا کرتے تھے وہ یہ تھی: ﴿اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عذاب سے بچا۔'' (مسلم:6840)(7) عقل مند شخص کو اسی چیز کو ترجیح دینی چاہیے جو ترجیح دینے کے قابل ہو۔

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ﴾

''اور جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں پکار کر کہے گا: ''میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تم گمان رکھتے تھے؟'' (62)

سوال: قیامت کے دن مشرکوں کی شدید پوچھ گچھ ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... تَزْعُمُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

(1) ﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ﴾ ''اور جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں پکار کر کہے گا:'' قیامت کے دن رب العزت مشرکوں سے سوال کرے گا۔

(2) ﴿فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ﴾ ''میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تم گمان رکھتے تھے؟'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کی تم عبادت کرتے تھے؟ کہاں ہے ان کی طاقت جس سے وہ تمہیں نفع یا نقصان دیتے رہے؟ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ﴾ ''اور بلاشبہ تم ہمارے پاس یقیناً اکیلے آ گئے ہو جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو بھی ہم نے تمہیں دیا تھا تم اپنی پشتوں کے پیچھے چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تمہارا گمان تھا کہ یقیناً وہ تمہارا کام بنانے میں حصہ دار ہیں بلاشبہ تمہارا رشتہ یقیناً ٹوٹ گیا اور تم سے وہ سب گم ہو گئے جن کو تم گمان کیا کرتے تھے۔'' (الانعام:94)

(3) یہ مشرکوں کی ذلت کے لیے سوال کیا جائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے نام کی تم نیازیں دیتے تھے؟ کیا وہ تمہاری مدد کرنے کے قابل ہیں؟ کیا وہ تمہیں میرے عذاب سے بچا سکتے ہیں؟ کہاں ہیں وہ شریک جن کے بارے میں تم گمان رکھتے تھے۔

﴿قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا

''جن پر بات ثابت ہو چکی وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا تھا، ہم نے انہیں ویسے ہی بہکایا جیسے

غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ﴾

ہم خود بہکے ہوئے تھے، ہم آپ کے سامنے برأت کا اظہار کرتے ہیں، یہ ہماری عبادت قطعاً نہیں کرتے تھے'' (63)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: قیامت کے دن گمراہ سردار کیا جواب دیں گے، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... يَعْبُدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ﴾ ''جن پر بات ثابت ہو چکی وہ کہیں گے:'' اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ عذاب الٰہی کے مستحق قرار پا چکے۔ (2) سردار اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے کا اقرار کر لیں گے اور کہیں گے۔

(3) ﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ﴾ ''اے ہمارے رب! یہ وہ لوگ ہیں'' یعنی اے ہمارے رب! یہی وہ پیروی کرنے والے ہیں۔

(4) ﴿الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا﴾ ''جنہیں ہم نے گمراہ کیا تھا'' جن کو ہم نے گمراہ کیا۔

(5) ﴿اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا﴾ ''ہم نے انہیں ویسے ہی بہکایا جیسے ہم خود بہکے ہوئے تھے'' یعنی جس طرح ہم گمراہ تھے اسی طرح ہم نے انہیں بھی گمراہ کیا۔ ہم میں سے ہر ایک پر عذاب واجب ہو گیا۔

(6) ﴿تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ﴾ ''ہم آپ کے سامنے برأت کا اظہار کرتے ہیں'' ہم ان سے، ان کے عمل سے، ان کی عبادت سے دست بردار اور بیزار ہیں۔

(7) ﴿مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ﴾ ''یہ ہماری عبادت قطعاً نہیں کرتے تھے'' یعنی یہ ہماری عبادت نہیں شیطان کی عبادت کرتے تھے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنائے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں۔ ہرگز نہیں! جلدی ہی وہ ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے خلاف مدمقابل ہو جائیں گے۔'' (مریم: 82,81)

(8) ﴿اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾﴾ ''جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی ان لوگوں سے بالکل بے تعلق ہو جائیں گے جنہوں نے پیروی کی وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات بالکل ٹوٹ جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے پیروی کی تھی وہ کہیں گے: ''کاش ہمارے لیے ایک بار دوبارہ جانا ہو تو ہم بھی ان سے بالکل بے تعلق ہو جائیں جیسا کہ وہ ہم سے بالکل بے تعلق ہو گئے۔'' اس طرح انہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ان پر حسرتیں بنا کر دکھائے گا اور وہ جہنم کی آگ سے کسی صورت نکلنے والے نہیں۔'' (البقرہ: 167,166)

﴿وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ﴾

''اور کہا جائے گا: ''اپنے شریکوں کو بلاؤ'' سو وہ انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں کوئی جواب نہ دیں گے اور وہ عذاب دیکھ لیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ﴾

کاش کہ واقعتاً وہ ہدایت پا جاتے!''(64)

سوال: ﴿وَقِيْلَ ادْعُوْا ... يَهْتَدُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ﴾ ''اور کہا جائے گا: ''اپنے شریکوں کو بلاؤ'' اس سے مراد ہے کہ ان سے مدد کی درخواست کرو جیسے دُنیا میں کرتے تھے۔

(2) یعنی جن سے تمہیں امید تھی وہ تمہیں نفع پہنچائیں گے اور جن کے متعلق تمہارا گمان تھا کہ وہ تمہاری مصیبتوں کو دور کر دیں گے انہیں پکارو جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنائے ہیں تا کہ ان کے لیے باعث عزت ہوں۔'' (مریم:81)

(3) ﴿فَدَعَوْهُمْ﴾ ''سو وہ انہیں پکاریں گے'' تا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں۔

(4) ﴿فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ﴾ ''تو وہ اُنہیں کوئی جواب نہ دیں گے'' مگر ادھر سے جواب نہیں آئے گا۔

(5) ﴿وَرَاَوُا الْعَذَابَ﴾ ''اور وہ عذاب دیکھ لیں گے۔'' وہ اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کو جھٹلایا کرتے تھے۔

(6) ﴿لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ﴾ ''کاش کہ واقعتاً وہ ہدایت پا جاتے!'' وہ عذاب دیکھنے کے بعد تمنا کریں گے کاش وہ ہدایت پا لیتے۔ دنیا میں انہیں جنت کے راستہ کی طرف راہ نمائی مل جاتی۔

(7) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ کل عذاب کو دیکھ لینے کے بعد یہ تمنا ہوگی کہ کاش ہدایت پا جاتے اب موقع ہے ہدایت کا راستہ کھلا ہے، فائدہ اُٹھالیں۔

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

''اور جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) اُنہیں پکارے گا پس فرمائے گا: ''تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟'' (65)

سوال: رسالت کے بارے میں جو سوال کیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ﴾ ''اور جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) اُنہیں پکارے گا پس فرمائے گا:'' یعنی جس دن اللہ تعالیٰ ان سے پکار کر پوچھے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟'' تم نے پیغمبروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ انہیں کیا جواب دیا تھا؟ کیا ان کی تصدیق کر کے ان کی پیروی کی تھی یا ان کو جھٹلا کر ان کی مخالفت کی تھی؟ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ ''جس دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا: ''تمہیں کیا جواب ملا تھا؟'' وہ کہیں گے: ''ہمیں کچھ علم نہیں، بلاشبہ بہت زیادہ غیب جاننے والے آپ ہی ہیں۔'' (المائدہ:109)

(3)﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۹۲) عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۹۳)﴾ ''سو قسم ہے آپ کے رب کی! یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے اس کے متعلق جو عمل وہ کرتے تھے۔'' (الحجر:92-93)

(4)﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ ''اے جن وانس کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میری آیات سناتے ہوں اور تمہیں تمہارے اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟'' وہ کہیں گے: ''ہم اپنے آپ پر خود گواہی دیتے ہیں۔'' اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں رکھا اور وہ اپنے آپ پر خلاف گواہی دیں گے کہ یقیناً وہی کافر تھے۔'' (الانعام:130)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب میت دفنا دی جاتی ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو ''منکر'' اور دوسرے کو ''نکیر'' کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں میت سے پوچھتے ہیں، تم اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے تھے؟'' (ترمذی:1071)

﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَاۗءُ يَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ﴾

''تو اُس دن تمام خبریں اُن پر اندھی ہو جائیں گی سو وہ ایک دوسرے سے بھی نہیں پوچھیں گے'' (66)

سوال 1:﴿فَعَمِيَتْ ... يَتَسَاۗءَلُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَاۗءُ يَوْمَىِٕذٍ﴾ ''تو اُس دن تمام خبریں اُن پر اندھی ہو جائیں گی'' خبر سے یہاں مراد دلائل ہیں۔ باطل عقیدے کی خبر یا دلیل دنیا کی زندگی میں بھی درحقیقت کسی کے پاس نہیں ہے۔ دنیا میں بھی صرف کہانیاں، من گھڑت قصے اور مفروضہ کرامات ہیں۔ آخرت میں جب اُن کی حقیقت کھل جائے گی تو یہ پتہ چلے گا کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔

(2)﴿فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ ''سو وہ ایک دوسرے سے بھی نہیں پوچھیں گے۔'' وہ ایک دوسرے سے بھی سوال نہیں کر سکیں گے، نہ نسب کے بارے میں، نہ قرابت کے بارے۔ وہ سب کچھ دنیا میں تھا۔

سوال 2: قیامت والے دن نبیوں کے بارے میں سوال ہوگا تو لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟

جواب: قیامت والے دن نبیوں کے بارے میں سوال ہوگا تو: (i) لوگوں کو کوئی جواب نہیں سوجھے گا۔ (ii) ان پر تمام خبریں اندھی ہو جائیں گی۔ (iii) اپنے باطل عقیدے کے لیے وہ کوئی دلیل پیش نہیں کر سکیں گے۔ (iv) قیامت کے دن انسان کو افسوس ہوگا کہ کتنی چھوٹی چیز کی خاطر بڑی چیز کھو دی۔

﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ﴾

''پس رہا وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا تو امید ہے وہ کامیاب لوگوں میں سے ہوگا'' (67)

سوال: قیامت کے دن کون نجات پائے گا، اس کی وضاحت ﴿فَاَمَّا ... الْمُفْلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ ''پس رہا وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا'' قیامت کے دن وہ نجات پائے گا جو دنیا میں توبہ کر کے ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے۔

(2)﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ﴾ ''پس رہا وہ جس نے توبہ کی'' یعنی مشرکوں میں سے جس نے توبہ کی اور حق کی طرف رجوع کیا اور الوہیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا اور عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا۔

(3)﴿وَاٰمَنَ﴾ ''اور ایمان لایا'' اور نبی ﷺ کی تصدیق کی۔

(4)﴿وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ ''اور نیک عمل کیا'' اور اس کے مطابق عمل کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حکم دیا۔ (جامع البیان: 100/20)

(5)﴿فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ﴾ ''تو امید ہے وہ کامیاب لوگوں میں سے ہوگا'' یعنی جن میں یہ خصوصیات جمع ہو جائیں وہ خوف سے نجات اور فلاح پا جائیں گے۔

(6) سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو کہا: البتہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جس کا توشہ اور توشہ دان ایک اونٹ پر ہو، پھر وہ چلے اور ایک ایسے میدان میں پہنچے جہاں کھانا اور پانی نہ ہو اور دوپہر کا وقت ہو جائے وہ اترے اور ایک درخت کے تلے سو جائے، اس کی آنکھ لگ جائے اور اونٹ چل دے جب جاگے اور ایک اونچائی پر چڑھے تو اونٹ نہ پائے، پھر دوسری اونچائی پر چڑھے کچھ نہ دیکھے، پھر تیسری اونچائی پر چڑھے کچھ نہ دیکھے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر لوٹ کر اپنی اسی جگہ میں آئے جہاں سویا تھا اور وہ بیٹھا ہوا تنے میں اس کا اونٹ چلتا ہوا آئے یہاں تک کہ اپنی نکیل اس کے ہاتھ میں دے دے، البتہ اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جب وہ اپنا اونٹ اسی طرح پاتا ہے۔(مسلم:6958)

﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

''اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے وہ چاہتا ہے منتخب کرتا ہے اور اُنہیں کوئی اختیار نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ پاک

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

ہے اور بہت بلند ہے اُس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں''(68)

سوال1: اللہ تعالیٰ تخلیق اور اختیار میں منفرد ہے، اس کی وضاحت ﴿وَرَبُّكَ ... يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ﴾''اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے'' اے محمد ﷺ! آپ کا رب اپنی مخلوق میں سے جو اور جس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اسے جیسا چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے۔(ایسر التفاسیر:1117,1116)

(2)﴿وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ﴾''اور جسے وہ چاہتا ہے منتخب کرتا ہے اور اُنہیں کوئی اختیار نہیں ہے''(i) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے کوئی اپنی جانب سے تجویز نہیں دے سکتا نہ اس میں کوئی کمی بیشی کر سکتا ہے۔(ii) اللہ تعالیٰ ہی مختلف مخلوقات کو مختلف فرائض کے لیے تیار کرتا ہے۔کسی کو کسی مخلوق کی حرکت، کسی فعل کے بارے میں کوئی اختیار نہیں سارے فیصلے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ خلق اور اختیار میں تنہا ہے۔اس سے کوئی جھگڑ نہیں سکتا۔اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا۔اس کی مشیت پر عدم اور وجود کا دارومدار ہے۔خیر وشر اس کے ہاتھ میں ہے۔وہ جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں میں سے کسی کو کچھ بھی اختیار نہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے خود اپنے معاملے میں اختیار ہو۔''(الاحزاب:36)

(5)(i) اللہ تعالیٰ کو مختار کل سمجھ لینے والا کبھی پریشان نہیں ہو سکتا، نہ ہاتھ سے نکل جانے والی چیزوں کے بارے میں، نہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پیش آنے والے حادثات کے بارے میں۔(ii) اللہ تعالیٰ کے مختار کل ہونے کو سمجھ لینے والا کبھی تکبر اور اتراہٹ میں مبتلا نہیں ہوسکتا کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے بارے میں جان لیتا ہے کہ جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں کسی کا کوئی کمال نہیں۔

(6)﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بہت بلند ہے اُس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مشرکوں کے شرک اور باطل پرستوں کے باطل سے پاک قرار دیا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کے مختار کل ہونے کی بات کس موقع پر کی گئی ہے؟

جواب: اہل مکہ نے کہا تھا کہ اگر ہم ہدایت کو قبول کرلیں تو اپنی زمین سے اُچک لیے جائیں اس کے لیے حساب کتاب کا منظر پیش کیا گیا۔ اب یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ ان کے پاس تو امن اور خوف میں سے انتخاب کا اختیار بھی نہیں یعنی یہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہی کام کرتا ہے۔

﴿وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾

''اور آپ کا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں'' (69)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی اسرار و رموز سے خبردار ہے، اس کی وضاحت ﴿وَرَبُّكَ ... يُعْلِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ﴾ ''اور آپ کا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپاتے ہیں'' یعنی تیرا رب جانتا ہے جو کچھ وہ رسول کی عداوت، شرک یا حق کی مخالفت میں سے کچھ بھی چھپاتے ہیں۔ (فتح القدیر: 229/4)

(2)﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اُن کو جانتے ہیں جن کا وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم رگِ جان سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں۔'' (ق:16)

(3)﴿رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ﴾ ''اے ہمارے رب! یقیناً آپ جانتے ہیں جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہ زمین میں پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں۔'' (ابراہیم:38)

(4)﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''وہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سینوں والی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔'' (التغابن:4)

(5)(i) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت اور گمراہی کا فیصلہ کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کون ہدایت چاہتا ہے اور کون گمراہی۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ جاننے والا اختیار رکھتا ہے وہ جزا و سزا دے گا۔

﴿وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ

''اور وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ، اُسی کے لیے تمام تعریف ہے دنیا میں اور آخرت میں اور اُسی کی حکومت

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

ہے اور اُسی کی جانب تم لوٹائے جاؤ گے'' (70)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، اس کی وضاحت ﴿وَهُوَ اللّٰهُ ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''اور وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جسے چاہے چن لے۔ وہ سارے اختیارات کا مالک ہے۔ خلق اور اختیار اسی کا ہے۔

(2) ﴿لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ﴾ ''اُسی کے لیے تمام تعریف ہے دنیا میں اور آخرت میں'' اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں عدل اور حکمت ہے جس کی وجہ سے اسی کے لیے دنیا اور آخرت میں حمد ہے۔ مومن جنت میں جانے کے بعد کہیں گے: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ ''اور وہ کہیں گے: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں سے جہاں چاہیں گے جگہ بنالیں'' سو کیا ہی بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے!'' (الزمر:74)

(3) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ، وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ ، وَلِقَآؤُكَ حَقٌّ ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ ، وَالنَّارُ حَقٌّ ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ، اَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ﴾ ''اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو آسمان اور زمین اور اس میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لیے مناسب ہے۔ آسمان اور زمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیرے ہی لیے ہے اور تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی، تیرا فرمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء علیہم السلام سچے ہیں، محمد ﷺ سچے ہیں اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے میرے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیرے ہی عطا کئے ہوئے دلائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں اور تجھی کو حکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما، خواہ وہ ظاہر ہوئی ہوں یا پوشیدہ۔ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے۔ یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (بخاری:1120)

(4) ﴿وَلَهُ الْحُكْمُ﴾ ''اور اُسی کی حکومت ہے'' یعنی دنیا اور آخرت میں حکومت اسی کی ہے۔ کوئی اس کا حکم نہیں ٹال سکتا وہی سب کے درمیان فیصلے کرتا ہے۔

(5) ﴿وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ ''اور اُسی کی جانب تم لوٹائے جاؤ گے'' قیامت کے دن تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ وہ ہر ایک کو اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اس کا کوئی عمل کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

(6) اللہ رب العزت نے انسان کو شعور دلایا ہے کہ انسان نے لوٹ کر اس کے پاس جانا ہے وہ پوری طرح اللہ کے قبضے میں ہے۔

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

''آپ فرمائیں کہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے

يَأْتِيكُمْ بِضِيَآءٍ ۖ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ﴾

جو تمہیں روشنی لا دے؟ تو کیا تم سنتے نہیں ہو؟'' (71)

سوال: رات دن اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ ... تَسْمَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انسانوں پر احسان کرتے ہوئے ان کے لیے رات دن بنائے ہیں تا کہ وہ دن میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کریں اور رات میں سکون کر کے تھکاوٹ دور کریں۔کیا اس کی مخلوق میں سے کوئی ایسا ہے جو رات اور دن بنانے پر قدرت رکھتا ہو؟

(2)﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ﴾''آپ فرمائیں کہ کیا تم نے دیکھا''رب العزت نے اپنے نبی ﷺ سے کہا ہے کہ آپ ان سے کہیں کہ وہ غور کریں۔

(3)﴿اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾''اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے''یعنی غور کریں اگر قیامت تک ان کے لیے رات ہوتی تو نقصانات کے علاوہ وہ اس سے اکتا جاتے پھر یہ بتاؤ۔

(4)﴿مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ﴾''تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے؟ تو کیا تم سنتے نہیں ہو؟''اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون ہے جو دن کی روشنی لے آئے جس میں تم دیکھتے بھالتے اور اپنے کام کاج کرتے ہو۔

(5)﴿اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ﴾''تو کیا تم سنتے نہیں ہو؟''یعنی جو بات تمہیں کہی جاتی ہے تم سنتے نہیں ہو۔

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ

''آپ فرمائیں کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے دن ہی کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون

اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾

معبود ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں تم سکون حاصل کرو؟ تو کیا تم نہیں دیکھتے؟''(72)

سوال: رات اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے،اس کی وضاحت ﴿قُلْ...تُبْصِرُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ﴾''آپ فرمائیں کیا تم نے دیکھا''آپ ان سے کہہ دیں غور کریں۔

(2)﴿اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾''اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے دن ہی کر دے''اگر قیامت تک اللہ تعالیٰ تم پر دن طاری کر دے تو کام کاج کر کے لوگ تھک جاتے،زندگی وبال ہو جاتی،تھکن کیسے دور ہوتی؟ نقصانات الگ ہوتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں تم سکون حاصل کرو؟'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سی ہستی ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں تم آرام کرلو۔

(4)﴿اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ ''تو کیا تم نہیں دیکھتے؟'' تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے اور یقین کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی معبود حقیقی ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کے نظام کے عادی انسان کے شعور کو بیدار کیا ہے کہ یہ بتاؤ اگر یہ دن ہمیشہ کے لیے دن ہو جائے، آرام کے لیے کبھی رات نہ آئے تو یہ بتاؤ وہ کون سا معبود ہے جو تمہیں سکون کے لیے رات لا دے گا؟ کیا کسی کی اتنی قدرت ہے کہ وہ اتنے بڑے واقعے کو ظہور میں لا سکے؟ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

(6) اللہ تعالیٰ نے رات کے ہمیشہ رہنے کا ذکر کیا تو فرمایا: ﴿اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ﴾ اور ہمیشہ دن کے رہنے کا ذکر کیا تو فرمایا: ﴿اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ یہ اس لئے کہ دیکھنے کا کام روشنی سے تعلق رکھتا ہے اور تاریکی میں انسان دیکھ تو نہیں سکتا سن ضرور سکتا ہے۔ (تیسیر القرآن:442/3)

﴿وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

''اور اُس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے ہیں تاکہ تم اُس میں سکون حاصل کرو اور تاکہ تم اُس کے فضل میں سے تلاش

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

کرو اور تاکہ تم شکر کرو'' (73)

سوال: رات اور دن کا نظام اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ ... تَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ ''اور اُس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے ہیں۔'' (i) دن اور رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے ہمارے لیے نعمت بن گئے ہیں۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے رات کو تاریک بنایا تاکہ سب لوگ آرام کریں اور کوئی کسی کی نیند اور آرام میں خلل نہ ڈالے۔ (iii) اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دن کو روشن بنایا تاکہ انسان اپنی تجارت اور کام کر سکے۔ اگر دن کی یہ روشنی نہ ہوتی تو انسان مشکلات میں مبتلا ہو جاتا۔

(2)﴿لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ﴾ ''تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو'' تاکہ تم رات میں آرام کرو۔

(3)﴿وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''اور تاکہ تم اُس کے فضل میں سے تلاش کرو'' تاکہ دن میں کاروبار کرو، سفر کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور تا کہ تم شکر کرو'' تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کی عبادت کر کے شکر ادا کرو۔

(5) اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں اس لیے عطا کی ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ (i) اپنی محبت اور خوف کے جذبات کو ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کر دے۔ (ii) اپنی صلاحیتوں، قوتوں اور مال کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق استعمال کرے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا﴾ ''اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا ہر اُس شخص کے لیے جو چاہے کہ نصیحت حاصل کرے یا شکر گزار بننا چاہے۔'' (الفرقان:62) (6)﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾ ''وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا، اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے واقعتاً نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔'' (یونس:67)

(7) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو وصیت کی اور فرمایا: ''جب بستر پر جانے لگو تو یہ دعا پڑھا کرو﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ﴾ ''اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا معاملہ تجھے سونپا اور اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کیا اور تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رغبت ہے تیرے خوف کی وجہ سے، تجھ سے تیرے سوا کوئی جائے پناہ نہیں، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جنہیں تو نے بھیجا'' پھر اگر وہ مرا تو فطرت (اسلام) پر مرے گا۔'' (بخاری:6313)

(8) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے:﴿اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا﴾ ''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔'' اور جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو کہتے﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ﴾ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا اس کے بعد کہ ہمیں موت (مراد نیند ہے) دے دی تھی اور تیری ہی طرف جانا ہے۔'' (بخاری:6314)

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾

''اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکارے گا، پس وہ کہے گا: ''میرے شریک کہاں ہیں جن کا تم گمان رکھتے تھے؟'' (74)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: قیامت کے دن مشرکوں کی باز پرس ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... تَزْعُمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾ ''اور جس دن اللہ تعالیٰ اُنہیں پکارے گا، پس وہ کہے گا: ''میرے شریک کہاں ہیں جن کا تم گمان رکھتے تھے؟'' اے ہمارے رسول ﷺ! یاد کرو اس دن کو جب رب العزت پکاریں گے اور ان سے پوچھیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے رہے، جو غیر اللہ کو عبادت کا مستحق سمجھتے رہے، جو یہ سمجھتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا دوسرے بھی نفع و نقصان کی طاقت رکھتے ہیں۔

(2) ﴿اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ﴾ ''میرے شریک کہاں ہیں جن کا تم گمان رکھتے تھے؟'' اللہ تعالیٰ آواز دے کر پوچھیں گے یہ بتاؤ کہ دنیا میں جن کو تم نے میرا شریک ٹھہرا رکھا تھا وہ سب کہاں گئے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کسی قسم کے شریکوں کی پیروی نہیں کر رہے، وہ گمان کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتے اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔'' (یونس:66)

(3) ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (۲۲) ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (۲۳) اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (۲۴)﴾ ''اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم ان لوگوں سے پوچھیں گے جنہوں نے شرک کیا کہ تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تم گمان کیا کرتے تھے؟ پھر ان کا اس کے سوا کوئی عذر نہ ہوگا کہ وہ کہیں گے کہ قسم ہے اللہ ہمارے رب کی! ہم مشرک نہ تھے۔ آپ دیکھیں کیسے وہ جھوٹ بولیں گے اور وہ سب ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ بنایا کرتے تھے۔'' (الانعام:22-24)

(4) ﴿ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (۷۴) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ (۷۴)﴾ ''پھر اُن سے کہا جائے گا: ''وہ کہاں ہیں جنہیں تم شریک کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا؟'' وہ کہیں گے: ''وہ ہم سے کھو گئے ہیں، بلکہ اس سے پہلے ہم کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے۔'' اللہ تعالیٰ کافروں کو ایسے ہی گمراہ کرتا ہے۔'' (المومن:74,73)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے شرک کے رد کے لیے کیسے انسانی شعور کو بیدار کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پکارے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم گمان رکھتے تھے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرکاء کی چونکہ کوئی حقیقت نہیں اس لیے انسان کو بڑی شرمندگی کے منظر میں رکھ کر جھنجھوڑا گیا ہے کہ کل کے جواب کے لیے سوچ تو سہی کیا بنے گی؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ آج ناحق شرک چھوڑ دیں؟

﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ

"اور ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھینچ لائیں گے پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل لاؤ تو وہ جان لیں گے کہ یقیناً حق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے

ع 7 15 10

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾

اور وہ بھی اُن سے گم ہو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے" (75)

سوال: قیامت کے دن گواہیوں کے بعد ان سے جھوٹے معبود گم ہو جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَنَزَعْنَا ... يَفْتَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا﴾ "اور ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھینچ لائیں گے" جب قیامت کے دن مشرک اور ان کے معبود اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کرے گا جو دنیا میں ان کے شرک پر گواہی دے گا۔ (2) گواہ سے مراد پیغمبر ہے۔

(3) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا، نبی ﷺ کو میں پڑھ کے سناؤں؟ وہ تو آپ ﷺ پر ہی نازل ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو سورۃ نساء سنانی شروع کی، جب میں ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھہر جاؤ۔" میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری: 4582)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ "اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین اُمّت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔" (البقرہ: 143)

(5) ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿٤١﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿٤٢﴾﴾ "پھر کیا حال ہوگا جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔ جس دن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی تمنا کریں گے کہ کاش! ان پر زمین برابر کر دی جائے اور اللہ تعالیٰ سے وہ کوئی بات بھی چھپا نہ سکیں گے۔'' (النساء:42,41)

(6) ﴿فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ﴾ ''پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل لاؤ'' یعنی اپنے شرک پر دلیل لاؤ کہ ہم نے تمہیں اس کا حکم دیا تھا یا میرے رسولوں نے دیا تھا یا میری کتابوں میں حکم تھا۔ کیا تمہارے معبودوں میں سے کوئی ایسا ہے جو الوہیت کا مستحق ہو۔

(7) ﴿فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ﴾ ''تو وہ جان لیں گے کہ یقیناً حق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق اور سچائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(8) ﴿وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ ''اور وہ بھی اُن سے گم ہو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے'' اس دن ان سے وہ سب کچھ گم ہو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔

(9) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ مسکرائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ میں کیوں مسکرایا ہوں؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بندے کی اس گفتگو کی وجہ سے مسکرایا ہوں، جو وہ اپنے مالک سے کرے گا۔ بندہ کہے گا اے میرے مالک! کیا تو مجھے ظلم سے پناہ نہیں دے چکا؟ (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ میں ظلم نہیں کروں گا)۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جواب دے گا کیوں نہیں! تو پھر بندہ کہے گا کہ آج میں اپنے اوپر سوائے اپنی ذات کے کسی اور کی گواہی کو جائز نہیں رکھتا۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا! تیری ہی گواہی تیری ذات پر آج کے دن کفایت کرتی ہے اور کراماً کاتبین کی گواہی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر بندہ کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضا (ہاتھ پاؤں وغیرہ) کو حکم ہو گا کہ بولو۔ تو وہ اس کے سارے اعمال بول کر بتا دیں گے۔ پھر بندے کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی تو بندہ اپنے اعضا سے کہے گا کہ تمہارے لیے ہلاکت اور دوری ہو میں تو تمہارے ہی لیے جھگڑ رہا تھا (یعنی میرا مقصد تمہیں دوزخ سے بچانا تھا، لیکن جب تم نے خود ہی اقرار کر لیا، تو اب دوزخ میں جاؤ)۔'' (مسلم:7439)

﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ

''یقیناً قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا پس اس نے ان کے خلاف سرکشی کی اور ہم نے اُس کو اتنے خزانے دیئے تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ

کہ یقیناً اُن کی چابیاں بلاشبہ ایک طاقتور جماعت پر بھاری ہوئی تھیں، جب اُس کی قوم نے اُسے کہا ''اِتراؤ مت!

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا'' (76)

سوال 1: قارون کے خزانوں نے اسے سرکش بنا دیا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ قَارُوْنَ ... اُولِی الْقُوَّةِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) مکہ تجارتی منڈی بھی بنا ہوا تھا لہٰذا اس میں کئی کروڑ پتی سیٹھ موجود تھے۔ اور جہاں ماحول ہی سارا مادہ پرستانہ ہو اور کسی شخص کی بزرگی اور عزت کو محض دولت کے پیمانوں سے ماپا جاتا ہو وہاں ایسے سیٹھ لوگوں کو جس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ بالکل ایسی ہی صورت حال قارون کی تھی جو ان سے بڑا سیٹھ تھا۔ اسی مناسبت سے اللہ نے یہاں قارون کی مثال بیان فرمائی ہے۔ (تیسیر القرآن: 449,448/3)

(2) ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى﴾ ''یقیناً قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا'' قارون قوم موسیٰ کا ایک شخص تھا مگر اپنی قوم کو چھوڑ کر فرعون کا وفادار بن گیا تھا۔ فرعون نے اس کو اپنا مقرب بنا لیا تھا اُس نے اتنا مال کمایا کہ وہ مصر کا سب سے رئیس شخص بن گیا۔ دولت سے اُس کے اندر غرور اور تکبر آ گیا تھا، یہودی کتابوں میں اس کا نام قورح Korah آیا ہے۔

(3) ﴿فَبَغٰى عَلَيْهِمْ﴾ ''پس اس نے ان کے خلاف سرکشی کی'' قارون کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔

(4) ﴿وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ﴾ ''اور ہم نے اُس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ یقیناً اُن کی چابیاں بلاشبہ ایک طاقتور جماعت پر بھاری ہوئی تھیں'' اللہ تبارک وتعالیٰ قارون کے احوال اور اس کے کرتوتوں اور ان کی پاداش میں اس کے ساتھ جو کیا گیا، اس کے ساتھ خیر خواہی اور جو اسے نصیحت کی گئی تھی ان سب کے بارے میں خبر دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2012/2)

سوال 2: اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا، اس کی وضاحت ﴿اِذْ ... الْفَرِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ﴾ ''جب اُس کی قوم نے اُسے کہا'' جب قارون کی قوم نے خیر خواہی سے اسے سرکشی سے ڈرایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿لَا تَفْرَحْ﴾ ''اِتراؤ مت!'' بنی اسرائیل کے کچھ بزرگوں نے اسے ازراہ نصیحت کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال ودولت سے نوازا ہے تو اپنے آپ کو ضبط اور کنٹرول میں رکھو، بات بات پر اترانا کوئی اچھی بات نہیں ہوتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔(3)یعنی دنیا پر نہ اتراؤ، مال پر فخر نہ کرو تم آخرت سے غافل ہو جاؤ گے۔

(4)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا'' یعنی دنیا کی شان وشوکت پر فخر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

﴿وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ

''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اُس سے آخرت کا گھر تلاش کرو اور دنیا میں سے اپنا حصہ مت بھلاؤ اور احسان کرو جیسا کہ

اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾

اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد تلاش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا''(77)

سوال1: اللہ تعالیٰ کے کثیر مال کو نیک کاموں پر خرچ کرنے نصیحت کی وضاحت ﴿وَابْتَغِ...الْاٰخِرَةَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَابْتَغِ﴾ ''اور تلاش کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ سے وہ کچھ طلب کرو جو اس کے پاس ہے۔

(2)﴿فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ﴾ ''جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اُس سے'' جو دوسروں کو نہیں دیا۔

(3)﴿الدَّارَ الْاٰخِرَةَ﴾ ''آخرت کا گھر'' یعنی مال کو ان جگہوں پر خرچ کرو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اس سے آخرت سنورے گی۔(4) اللہ تعالیٰ کے مال کو نیک کاموں پر لگاؤ اور اللہ کے راستے میں دے کر اس کا قرب حاصل کرو۔

سوال2: دنیا کا حصہ نہیں بھولنا، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ ''اور دنیا میں سے اپنا حصہ مت بھلاؤ'' یعنی دنیا کا حصہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے جائز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حسب ضرورت کھانے، پینے، پہننے، گھر بنانے، شادی کرنے، بیوی بچوں پر اخراجات کرنے سے نہیں روکا۔

(2)یعنی سارا مال صدقہ نہ کرو بلکہ جیسے اپنی آخرت کے لیے خرچ کرنا ہے اسی طرح دنیا میں بھی فائدہ اٹھاؤ جس سے نہ آخرت کے معاملات کو نقصان ہو نہ دنیا کا حصہ چھوٹے۔

(3)(i)اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں دنیا کے مباح کاموں پر خرچ کرنا ہے وہاں ضرور خرچ کرو مگر اعتدال کے ساتھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ii)اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کا حق ہے ایسے ہی اپنے نفس کا، بیوی بچوں، رشتے داروں کا حق ہے اس لیے ہر حق والے کو اس کا حق دے دو۔

(4)تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے، تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے تو ہر حق دار کو اس کا حق دے دو۔(تفسیر منیر:529/10)

سوال3:احسان کرو اور فساد نہ کرو، اس کی وضاحت ﴿وَاَحْسِنْ ... يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ ''اور احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے'' (i)اللہ تعالیٰ کے احسان کرنے سے مراد مال عطا کرنا ہے۔(ii)لوگوں پر احسان کرنے سے مراد ان پر مال خرچ کرنا ہے۔(2)یعنی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے احسان کرو۔(جامع البیان)

(3)جس طرح تم پر اللہ تعالیٰ کا احسان اور کرم ہے اسی طرح اس کی مخلوق سے بھی حسن سلوک کرو۔

(4)یہاں احسان سے مراد ہے ''خلوص سے اللہ کی عبادت کرنا'' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے احسان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو'' بعض نے یہاں ''احسن'' کے معنی ''بندوں کے ساتھ احسان کرنا'' لیے ہیں بہر حال احسان کی تاویل میں مختلف اقوال ہیں سب کا جامع مفہوم یہ ہے کہ ''اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اطاعت الٰہی میں صرف کرنا۔'' (قرطبی،شوکانی)(اشرف الحواشی:472/1)

(5)﴿وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''اور زمین میں فساد تلاش نہ کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ کے احسان کو بھول کر، اس کی نافرمانیاں کر کے، تکبر کر کے زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

(6)(i)زمین میں مخلوق خدا کے ساتھ بدسلوکی کر کے فساد پھیلتا ہے۔(ii)زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے سے فساد پھیلتا ہے۔

(7)ایک شخص کے پاس بہت دولت ہے۔اس کی ضرورتوں سے بہت روپیہ بچ رہتا ہے۔دوسرے انسان محتاج ہیں ان کی حالت کی اصلاح کی ضرورت ہے مگر وہ شخص اپنے خزانے مقفل رکھتا ہے اور خدا کے بندوں کے لیے خدا کی بخشی ہوئی دولت میں سے کچھ نکالنا نہیں چاہتا (تو یہ فساد ہے)(تفسیر ترجمان القرآن:146/3)

(8)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ شر پسندوں کو، فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔فساد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سخت سزا دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) قوم موسیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اس طرح اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کا شعور دلا کر اسے فساد سے روکنے کی کوشش کی۔

﴿قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ

"اُس نے کہا: "بلاشبہ یہ مجھے ایک علم کی بنا پر ہی دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے۔" اور کیا وہ نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُس سے پہلے یقیناً

مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ

کتنی قوموں کو ہلاک کر چکا ہے جو اُس سے زیادہ قوت اور اُس سے زیادہ جمعیت رکھتی تھیں اور مجرموں

عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾

سے اُن کے گناہ پوچھے نہیں جاتے" (78)

سوال 1: قوم کی نصیحت سن کر قارون نے کیا جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... عِنْدِيْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ "اُس نے کہا": قارون نے اپنی قوم کی نصیحت کو ٹھکراتے ہوئے کہا۔

(2) ﴿اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ﴾ "بلاشبہ یہ مجھے ایک علم کی بنا پر ہی دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے"

(i) قارون نے قوم کی نصیحتوں کے جواب میں وہی کہا جو عام طور پر دولت مند کہا کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا تعلق ہے؟ (ii) قارون نے اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شعور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (iii) قارون نے اسلام کی معاشی پالیسی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(3) ﴿فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ﴾ "پھر جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے صرف علم کی بناء پر ہی دی گئی ہے۔" (الزمر:49)

(4) ﴿وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ﴾ "اور یقیناً اگر ہم مصیبت کے بعد اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھائیں تو یقیناً وہ ضرور کہے گا کہ یہ میرا حق ہے۔" (فصلت:50)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی عطا اس کی دلیل نہیں ہے کہ جس کو دیا گیا اس کے حالات اچھے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... الْمُجْرِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا﴾ ''اور کیا وہ نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُس سے پہلے یقیناً کتنی قوموں کو ہلاک کر چکا ہے جو اُس سے زیادہ قوت اور اُس سے زیادہ جمعیت رکھتی تھیں'' (i) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ اگر تمہارے پاس مال ہے تو تم سے پہلی قومیں بھی اس وجہ سے ہلاک کی گئیں جو تم سے مال، قوت اور گرفت میں زیادہ تھیں۔(ii) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ مال اور قوت فضیلت کا باعث نہیں اس لیے اس بناء پر تکبر کرنے اور اترانے کا کوئی جواز نہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش اس کی دلیل نہیں ہے کہ جس کو عطا کیا گیا اس کے حالات اچھے ہیں۔ جو بھی ایسے افعال کا ارتکاب کرے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی سنت اور اصول نہیں بدلتے۔

(3) کیا پہلی قوموں میں قوم عاد، قوم ثمود اور قوم نوح نہیں گزر چکیں جو زیادہ مال اور اولاد رکھتے تھے۔(ایسر التفاسیر:1120)

(4)﴿وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''اور مجرموں سے اُن کے گناہ پوچھے نہیں جاتے'' بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیتا ہے اور ان کی بداعمالیوں پر ان کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ پس اگر وہ اپنے بارے میں حسن احوال کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان احوال کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں تو ان کا یہ دعویٰ قابل قبول نہیں اور یہ دعویٰ ان سے عذاب کو دور نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ ان کے کرتوت چھپے ہوئے نہیں ہیں اس لئے ان کا انکار بے محل ہے۔(تفسیر سعدی:2013/2)

(5) اگر قوت واقتدار اور مالداری کسی کے پسندیدہ ہونے کی دلیل ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان پہلی قوموں کو کیوں تباہ کرتا جو اس سے زیادہ طاقتور اور مالدار تھیں۔(قرطبی)

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ﴾ ''مجرموں کو ان کی علامت ہی سے پہچان لیا جائے گا، پھر انہیں ان کی پیشانی کے بالوں اور قدموں سے پکڑا جائے گا۔'' (الرحمٰن:41)

(7)﴿يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا﴾ ''جس دن صور میں پھونکا جائے گا اور اس دن ہم اس حال میں مجرموں کو جمع کریں گے کہ وہ نیلی آنکھوں والے ہوں گے۔'' (طٰہٰ:102)

(8) مجرموں سے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے سوال نہیں ہوتا۔

﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ

''پس وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت میں نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کا ارادہ رکھتے تھے انہوں نے کہا: ''اے کاش!

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾

ہمارے لیے بھی اسی جیسا سب کچھ ہوتا جو قارون کو دیا گیا بلاشبہ وہ تو یقینا بڑی قسمت والا ہے" (79)

سوال: قارون ٹھاٹھ کے ساتھ نکلا تو دنیا چاہنے والوں نے اس کو دیکھ کر کیسے حسرت کا اظہار کیا، اس کی وضاحت ﴿فَخَرَجَ ... عَظِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ﴾ "پس وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت میں نکلا" قارون اپنی شان و شوکت اور ٹھاٹھ باٹھ سے قوم کے سامنے آیا لوگوں میں دھوم مچ گئی کہ قارون کی سواری سج دھج سے آ رہی ہے اس کا نکلنا مرعوب کن تھا۔

(2) ﴿قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ "جو لوگ دنیا کی زندگی کا ارادہ رکھتے تھے انہوں نے کہا" جن کا ارادہ دنیا کی زندگی کی شان و شوکت کا تھا جن کو صرف دنیا میں رغبت تھی انہوں نے کہا

(3) ﴿يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ﴾ "اے کاش! ہمارے لیے بھی اسی جیسا سب کچھ ہوتا جو قارون کو دیا گیا" دنیا کے متوالے قارون کی شان پر ریجھ گئے اور تمنا کرنے لگے کہ قارون کی طرح ہمیں بھی مال اور دنیا کا ساز و سامان ملتا، ہم بھی سونے چاندی اور ہیرے جواہرات میں کھیلتے۔

(4) ﴿اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ "بلاشبہ وہ تو یقینا بڑی قسمت والا ہے" یعنی قارون تو بڑے نصیب والا ہے۔ قارون کا نصیب دنیا ہی تھی جس نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔

(5) اگر ان کی رغبتوں کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی اور زندگی نہیں تو وہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ وہ تو بڑے نصیبے والا ہے کیونکہ وہ دنیا کی بہترین نعمتوں سے بہرہ ور ہے جن کے ذریعے سے وہ اپنی زندگی کے مطالب و مقاصد کے حصول پر قادر تھا۔ یہ عظیم حصہ لوگوں کے ارادوں کے مطابق تھا۔ یہ ان لوگوں کے ارادے اور ان کے مقاصد و مطالب ہیں جو نہایت گھٹیا ہمتوں کے مالک ہیں، جن کے ارادے اعلیٰ مقاصد و مطالب کی طرف ترقی کرنے سے قاصر ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2/2013، 2014)

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ﴾

"اور جن لوگوں کو علم دیا گیا انہوں نے کہا: "افسوس تم پر! اللہ تعالیٰ کا اجر اس کے لیے بہت بہتر ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ﴾

کرے اور وہ چیز نہیں دی جاتی مگر صبر کرنے والوں کو" (80)

سوال 1: اہل علم نے لوگوں کی تمنائیں سن کر کیا کہا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ ... الصّٰبِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ "اور جن لوگوں کو علم دیا گیا انہوں نے کہا:" اہل علم سے مراد دین کا علم رکھنے والے افراد ہیں۔ (2) یعنی جن لوگوں نے دنیا کی بے ثباتی کو پہچان لیا تھا۔

(3) علم سے مراد علم شریعت ہے۔ (تیسیر القرآن: 452,451/3)

(4) ﴿وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ "افسوس تم پر! اللہ تعالیٰ کا اجر اُس کے لیے بہت بہتر ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے" علم والوں نے ان کی تمنائیں سن کر خیر خواہی سے انہیں سمجھایا اور کہا افسوس ہے تم پر کہ تمہیں خوش نصیبی کی تمیز نہیں ہے۔ آخرت کا ثواب یعنی جنت کی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی طرح رجوع کرنا اور اس کی محبت کی لذت تمہاری تمناؤں سے بہت بہتر ہیں۔

(5) ﴿لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ "جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے" فرائض کی ادائیگی، نوافل کی ادائیگی، حرام کا چھوڑ دینا۔ (ایسر التفاسیر: 1121)

(6) ﴿وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ﴾ "اور وہ چیز نہیں دی جاتی مگر صبر کرنے والوں کو" اس کی توفیق صرف صابروں کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی پابندی کرتے ہیں، جو نافرمانیاں چھوڑ دیتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر پر صبر کرتے ہیں جو اپنے رب کو یاد رکھتے ہیں جو دنیا میں مشغول نہیں ہوتے، جن کے راستے میں لذتیں حائل نہیں ہوتیں جو دنیا کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے ثواب کو ترجیح دیتے ہیں۔

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے صالح اور نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے گمان وخیال میں وہ آئی ہیں۔" سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾ "چنانچہ کوئی شخص نہیں جانتا اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا چھپا کر رکھا گیا۔" (السجدہ: 17) (بخاری: 4779)

(8) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پھر تمہیں خوشخبری ہو اور جس سے تمہیں خوشی ہوگی اس کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق محتاجی سے ڈر نہیں لگتا، مجھے تو اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی، پھر پہلوں کی طرح اس کے لیے تم آپس میں رشک کرو گے اور جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے تمہیں بھی یہ چیز ہلاک کر کے رہے گی۔'' (بخاری:4015)

سوال 2: قارون کے واقعے سے علم کی حقیقت کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: (1) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حق کا علم سب سے قیمتی چیز ہے لیکن اس علم کے لیے ظاہری چیزوں سے متاثر ہوئے بغیر سوچنا پڑتا ہے اور وہ چیزیں جو وقتی طور پر پرکشش لگتی ہے اُن کو نظر انداز کر کے رائے قائم کرنی پڑتی ہے۔ اس وجہ سے یہ علم صبر کرنے والوں کو نصیب ہوتا ہے۔

(2) اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مشکل ترین صبر کے امتحان میں پورا اُترنے کے بعد انسان کو علم اور حکمت نصیب ہوتے ہیں۔

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫

''چنانچہ ہم نے اُس کو اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر اُس کے لیے کوئی گروہ ایسا نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اُس

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾

کی مدد کرتا اور نہ وہ خود ہی اپنا بچاؤ کرنے والوں میں سے تھا'' (81)

سوال: قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا، اس کے خوفناک انجام کی وضاحت ﴿فَخَسَفْنَا ... الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ ''چنانچہ ہم نے اُس کو اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا'' قارون کی سرکشی جب اپنے عروج پر پہنچ گئی تو اسے اور اس کے گھر والوں اور اس کے مال کو، اس کے تکبر اور غرور کی وجہ سے زمین میں دھنسا دیا گیا۔

(2) ﴿فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''پھر اُس کے لیے کوئی گروہ ایسا نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اُس کی مدد کرتا'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی گروہ اس کی حمایت میں نہیں اٹھا نہ خزانے اس کے کام آئے نہ نوکر چاکر، کوئی عذاب کو دور نہ کر سکا۔

(3) ﴿وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾ ''اور نہ وہ خود ہی اپنا بچاؤ کرنے والوں میں سے تھا'' وہ خود بھی اپنا بدلہ نہیں لے سکا۔

(4) قارون کے زمین میں دھنسانے سے اللہ تعالیٰ نے یہ سبق دیا کہ جو لوگ رب کی محبت کو چھوڑ کر مال کی محبت میں مبتلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔

(5)سزا اس کے عمل کی جنس میں سے تھی۔جس طرح وہ اپنے آپ کو اللہ کے بندوں سے بلند سمجھتا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اسے،اس کے گھر اور مال و دولت سمیت،جس نے فریب میں مبتلا کر رکھا تھا،انتہائی پستیوں میں اتار دیا۔(تفسیر سعدی:2/2014,2015)

(6)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ایک شخص اپنا تہہ بند لٹکائے (فخر سے) جا رہا تھا (اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ تکبر پسند نہیں آیا،چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔''(بخاری:5790)

﴿وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

''اور جن لوگوں نے کل اس کے مرتبے کی تمنا کی تھی وہ ایسے ہو گئے کہ کہنے لگے افسوس!یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ

لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے،اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا تو ہمیں بھی ضرور دھنسا دیتا،

وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

افسوس!یقیناً کافر کامیاب نہیں ہوں گے''(82)

ع 11

سوال:قارون کا خوف ناک انجام دیکھ کر لوگ کیسے ڈر گئے،اس کی وضاحت ﴿وَاَصْبَحَ ... الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ﴾''اور جن لوگوں نے کل اس کے مرتبے کی تمنا تھی وہ ایسے ہو گئے''جن لوگوں نے قارون کے ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر حسرت محسوس کی تھی جو دنیا کی زندگی کے خواہش مند تھے،انہوں نے تمنا کی اور اللہ تعالیٰ سے اس عزت و عظمت کے لیے دعائیں کیں۔

(2)﴿يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ﴾''کہنے لگے افسوس!یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے''وہ عذاب سے ڈرتے ہوئے کہنے لگے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے یعنی مال اللہ تعالیٰ کی رضا کی نشانی نہیں ہے۔رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔عزت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے۔

(3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے مابین تمہارے رزق کو تقسیم کیا ہے، اسی طرح تمہارے درمیان تمہارا اخلاق بھی تقسیم کر دیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے، اسے بھی دنیا عطا کرتا ہے اور جسے پسند نہیں کرتا اسے بھی دے دیتا ہے اور ایمان صرف اسے عطا کرتا ہے، جس کو پسند فرماتا ہے۔'' (صحیحہ:2714)

(4) ﴿لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا﴾ ''اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا تو ہمیں بھی ضرور دھنسا دیتا'' اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور احسان نہیں ہوتا تو ہم بھی زمیں دوز کر دیے جاتے۔

(5) ﴿وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''افسوس! یقینا کافر کامیاب نہیں ہوں گے'' یعنی دنیا و آخرت میں کافر کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ قارون نے فلاح نہیں پائی۔ نہ دنیا ملی نہ آخرت اس سے بڑا کیا خسارا ہے۔

(6) (i) اُنہوں نے کہا مال و دولت اس چیز کی دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مال والوں سے خوش ہے۔ (ii) اُنہوں نے کہا کہ رزق کی تنگی یا وسعت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے۔ (iii) مال کی تنگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور مال کی فراوانی اللہ تعالیٰ کی رضا کی دلیل نہیں ہے۔ (iv) مال فضیلت کا معیار نہیں ہے۔ (v) اگر اللہ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہم بھی دھنسا دیئے جاتے۔ (vi) ناشکروں کو کبھی کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ

''یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو زمین میں نہ بڑا بننے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ ہی فساد کا۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾

اور انجام کار متقیوں ہی کا ہے'' (83)

سوال: آخرت کی نعمتیں اللہ والوں کے لیے ہیں، اس کی وضاحت ﴿تِلْكَ ... لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ﴾ ''یہ آخرت کا گھر'' آخرت اور اس کی لازوال نعمتیں۔

(2) ﴿نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا﴾ ''ہم نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو زمین میں نہ بڑا بننے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ ہی فساد کا'' ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے، جو مخلوق کو حقیر نہیں سمجھتے، وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اپنی بڑائی قائم کرنے کی کوشش نہیں کرتے، وہ نہ تکبر کرتے ہیں نہ فساد۔

(3) آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے ہے۔ (i) جن کے دل اپنی بڑائی کے احساس سے خالی ہوں۔ (ii) جو فخر نہیں کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ اپنی ذات پر، نہ مال پر، نہ شخصیت پر۔(iii) جو فساد نہیں چاہتے۔(iv) جو یہ خیال بھی نہیں کرتے کہ زمین میں بڑائی اپنی ذاتی سربلندی کے لیے حاصل کریں۔

(4) ﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور انجامِ کار متقیوں ہی کا ہے'' بہترین انجام تقوی والوں کے لیے ہے جن کے ارادے اللہ تعالیٰ کی رضا، آخرت کا گھر، اللہ کے بندوں سے تواضع سے پیش آنا۔ وہ اطاعت اور عمل صالح میں مصروف رہتے ہیں۔ اہل تقویٰ کا انجام ہی اچھا ہے دائمی کامیابی تقوی والوں کے لیے ہے۔

(5) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اس کے ساتھی کے جوتی کے تسمے سے اچھا ہو تو وہ بھی اس آیت میں داخل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ فخر و غرور کرے، اگر صرف بطور زیبائش کے چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری تو یہ خوشی رہتی ہے کہ میری چادر اچھی ہو اور میری جوتی بھی اچھی ہو تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں یہ تو خوبصورتی ہے اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔'' (مسلم:265)

(6) سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبدالرحمن! تو خود حکومت (کے کسی منصب) کا سوال نہ کرنا، اس لیے کہ اگر تجھے یہ منصب سوال کرنے سے ملے گا تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے، (اور اللہ کی مدد شامل حال نہیں ہوگی) اور اگر یہ منصب تجھے بغیر سوال کیے مل گیا، تو اس پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تیری مدد ہوگی۔'' (بخاری:7146)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم یقیناً حکومت اور امارت کی حرص کرو گے (لیکن یاد رکھو!) یہ قیامت کے دن (تمہارے لیے) باعث ندامت ہوگی۔'' (بخاری:7148)

(8) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اپنے ہمسائے (اور اپنے بھائی) کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (مسلم:171)

(9) ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک شخص سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا چاروں طرف نظر دوڑائی تو گھر میں کوئی سامان دکھائی نہ دیا۔ تو اس نے تعجب سے پوچھا، یا ابوذر رضی اللہ عنہ! آپ کا سامان کہاں ہے؟ فرمایا: ''ہمارا ایک دوسری جگہ گھر ہے۔ اچھا سامان ہم وہاں بھیج دیتے ہیں۔ وہ شخص آپ کی مراد سمجھ گیا اور کہنے لگا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! جب تک آپ اس گھر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں یہاں رہنے کے لیے بھی تو کچھ سامان آپ کے پاس ہونا چاہیے۔تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گھر کا اصل مالک ہمیں یہاں رہنے نہیں دے گا۔ایک مرتبہ شام کے گورنر نے تین سو دینار آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ یہ رقم آپ اپنی کسی ضرورت میں استعمال کرلیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی بے نیازی سے دینار واپس کر دیئے۔اور فرمایا: کیا اسے اپنے علاقہ میں مجھ سے زیادہ کوئی مفلوک الحال نظر نہیں آیا۔(حیات صحابہ کرام کے درخشاں پہلو:152/1)

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا

''جو کوئی نیکی لے کر آیا تو اُس کے لیے اُس سے بہتر ہے اور جو شخص بُرائی لے کر آیا تو جن لوگوں نے بھی بُرائیاں کیں

السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

اُنہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر وہی جو وہ عمل کرتے تھے''(84)

سوال1: نیکیوں کی جزا اور برائیوں کی سزا کی وضاحت ﴿مَنْ جَآءَ...يَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا﴾ ''جو کوئی نیکی لے کر آئے گا تو اُس کے لیے اُس سے بہتر ہے'' جو شخص نیکی لے کر آئے گا اسے دس گنا ثواب ملے گا نیکی کی جزا جلیل القدر ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ ''اس کے لیے اس جیسا دس گنا ہو گا۔'' (الانعام:160) اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے کئی گنا بڑھا دیتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا:﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے کئی گنا بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (البقرۃ:261)

(3)﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور جو شخص بُرائی لے کر آئے گا تو جن لوگوں نے بُرے اعمال کیے اُن کو بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر وہی جو وہ عمل کرتے رہے ہیں'' السَّيِّئَةِ سے مراد وہ برائی ہے جس سے رب العزت نے روک رکھا ہے۔

(4) برائی کا بدلہ ایک ہی برائی ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''جو نیکی لائے گا اس کے لیے اس جیسا دس گنا ہوگا اور جو بُرائی لائے گا تو وہ اس کے برابر ہی بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (الانعام:160)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوئی تو اس کو دوگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔'' (النساء:40)

(6) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرے تو (اے فرشتو!) تم اسے مت لکھو، جب تک کہ وہ اسے کر نہ لے، پھر اگر کر لے تو ایک برائی لکھ لو اور اگر میرے خوف سے اس کو چھوڑ دے (یعنی اس برائی کو نہ کرے) تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ لو اور جب وہ کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کرے اور اس کو کرے نہیں تو اس کو اس کے لیے ایک نیکی لکھ لو اور پھر اگر اس کو کرے تو اس کو دس گنا سے سات سو گنا تک لکھو۔'' (بخاری:7501)

﴿اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ

''یقیناً جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو ایک اچھے انجام تک ضرور واپس لانے والا ہے آپ کہہ دیں کہ میرا رب ہی

اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

زیادہ جاننے والا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون واضح گمراہی میں ہے؟'' (85)

سوال 1: لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا جو حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... مَعَادٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ﴾ ''یقیناً جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے'' اس سے مراد ہے (i) قرآن مجید کی تلاوت کا فرض ہونا۔ (ii) قرآن مجید کی تعلیم دینے کا فرض ہونا۔ (iii) قرآن مجید کے ذریعے تزکیہ کرنے کے عمل کا فرض ہونا۔ یعنی جو لوگ ایمان لے آئیں ان کی تربیت کرنا فرض ہے۔

(iv) قرآن مجید کی دعوت و تبلیغ کا فرض ہونا۔

(2) یعنی جس ہستی نے آپ پر قرآن نازل کیا، اس میں احکام فرض کیے، اس میں حلال اور حرام کو واضح کیا، آپ کو اسے تمام لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا، نیز آپ کو حکم دیا کہ آپ تمام مکلفین کو ان احکام پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔

(3)﴿لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ﴾ ''اچھے انجام تک ضرور واپس لانے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کی حکمت کے لائق نہیں کہ صرف اسی دنیا کی زندگی ہوتی اور بندوں کو جزا و سزا نہ دی جاتی۔ ضروری ہے کہ وہ آپ کو (معاد) ''انجام کار'' کی طرف لوٹائے جہاں نیکوکاروں کو ان کی نیکی کی جزا دی جائے اور بدکاروں کو ان کے گناہوں کی سزا۔ آپ نے ان کے سامنے ہدایت کو کھول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھول کر بیان کر دیا اور ہدایت کے راستے کو واضح کر دیا ہے اب اگر وہ آپ کی پیروی کریں تو یہ ان کی خوش نصیبی اور سعادت مندی ہے اور اگر وہ آپ کی مخالفت پر ڈٹ جائیں، اس ہدایت میں جرح وقدح کریں جسے آپ لے کر آئے ہیں اور اپنے باطل موقف کو حق پر ترجیح دیں تو بحث کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور غیب وموجود کا علم رکھنے والی اس ہستی کی طرف سے ان کے اعمال کی جزا کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا جو حق کا احقاق اور باطل کا ابطال کرتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2018/2)

(4) معاد سے مراد جنت بھی ہو سکتی ہے، موت بھی ہو سکتی ہے، دوبارہ کی زندگی بھی ہو سکتی ہے کہ دوبارہ پیدا ہوں اور جنت میں داخل ہوں۔ صحیح بخاری میں ہے اس سے مراد مکہ ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد مکہ ہے جو آپ ﷺ کی جائے پیدائش تھی۔ ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مکہ سے نکلے ابھی جحفہ میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے دل میں مکہ کا شوق پیدا ہوا تب یہ آیت اتری اور آپ ﷺ سے وعدہ ہوا کہ آپ ﷺ مکے واپس پہنچائے جائیں گے۔ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہو حالانکہ پوری سورت مکی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اس سے بیت المقدس ہے۔ شاید اس کہنے والے کی غرض اس سے قیامت بھی ہے اس لئے کہ بیت المقدس ہی محشر کی زمین ہے۔ ان تمام اقوال میں جمع کی صورت یہ ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کبھی تو آپ ﷺ کے مکے کی طرف لوٹنے سے اس کی تفسیر کی ہے جو فتح مکہ سے پوری ہوئی اور یہ نبی ﷺ کی عمر پورا ہونے کی ایک زبردست علامت تھی جیسے کہ آپ ﷺ نے سورہ اذا جاء کی تفسیر میں فرمایا جس کی عمر رضی اللہ عنہ نے بھی موافقت کی۔ اور فرمایا تھا کہ تو جو جانتا ہے وہی میں بھی جانتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ انہی سے اس آیت کی تفسیر میں جہاں مکہ مروی ہے وہاں نبی ﷺ کا انتقال مروی ہے اور کبھی قیامت سے تفسیر کی کیونکہ موت کے بعد قیامت ہے اور کبھی جنت سے تفسیر کی جو آپ ﷺ کا ٹھکانہ ہے۔ (ابن کثیر: 134/4)

(5) نبی ﷺ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا کہ انہیں قرآن سناتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے پوچھے گا کہ رسالت کا پیغام پہنچایا تھا یا نہیں؟ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''پھر یقیناً ہم اُن لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور یقیناً ہم رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے۔'' (الاعراف: 6) (مختصر ابن کثیر: 1486)

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ ﷺ کو جنت میں لے جا کر آپ ﷺ سے قرآن کے بارے میں پوچھیں گے۔ (مختصر ابن کثیر: 1486)

سوال 2: مشرکین کے رسول اللہ ﷺ کو گمراہ سمجھنے کا کیا جواب دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... مُّبِيْنٍ﴾ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میرا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون واضح گمراہی میں ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو جواب دینے کے لیے حکم دیا کہ آپ کہہ دیجئے میرا رب خوب جانتا ہے کہ گمراہ کون ہے؟ جو ہدایت لے کر آیا ہے یا وہ جس نے ہدایت قبول کرنے سے انکار کر کے گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔

﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

''اور آپ یہ اُمید نہ رکھتے تھے کہ آپ پر کتاب اتاری جائے گی مگر آپ کے رب کی جانب سے رحمت ہے،

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾

چنانچہ آپ کافروں کے لیے مددگار نہ بنیں'' (86)

سوال: منصب نبوت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ﴾ ''اور آپ یہ اُمید نہ رکھتے تھے کہ آپ پر کتاب اتاری جائے گی'' اللہ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ کو عظیم نعمت یاد دلائی ہے کہ وحی نازل ہونے سے پہلے آپ ﷺ کا گمان بھی نہ تھا کہ آپ پر آسمان سے وحی نازل ہوگی نہ آپ ﷺ اس کے لیے تیار تھے۔

(2) اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی کو بھی نبوت ملنے سے پہلے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اسے نبوت عطا ہوگی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہونے کا واقعہ قرآن میں متعدد بار آیا ہے کہ کس طرح وہ ایک اندھیری اور ٹھنڈی رات کو راہ بھولے ہوئے آگ کی تلاش میں نکلے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کر نبوت سے سرفراز کر دیا بالکل یہی صورت حال آپ ﷺ سے بھی غار حرا میں پیش آئی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ واپس (گھر) تشریف لائے تو (وحی کے جلال کی وجہ سے) آپ ﷺ کے شانہ مبارک اور گردن کے درمیان کا گوشت کانپ رہا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لا کر فرمایا: ''مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔'' آپ ﷺ پر کپڑا اوڑھا دیا گیا، یہاں تک کہ گھبراہٹ ختم ہوگئی تو فرمایا: ''مجھے کیا ہو گیا ہے۔'' اور ساری کیفیت بیان کی اور فرمایا: ''مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔'' سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ ہرگز نہیں، آپ ﷺ خوش رہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، یتیموں، مسکینوں اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، اور ناداروں کو دینے کی خاطر کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور پریشان لوگوں کی پریشانی میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسعد عبدالعزیٰ کے پاس لے گئیں۔ ورقہ دور جاہلیت میں (اسلام سے قبل) نصرانی ہو گئے تھے۔ وہ عربی لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عربی زبان میں جتنا اللہ کو منظور ہوتا لکھتے تھے۔ یہ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا اے چچا! (ان کی بزرگی کی وجہ سے اس طرح خطاب کیا اصل میں وہ چچازاد بھائی تھے) اپنے بھتیجے کی بات سنیے۔ ورقہ نے آپ ﷺ کو خطاب کر کے کہا: اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے آگاہ کیا۔ ورقہ کہنے لگا یہ تو وہ ناموس ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں اس وقت تک جوان ہوتا اور اس وقت تک زندہ رہتا جب تیری قوم تجھے نکالے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے کہا۔ ہاں! جو بھی آپ ﷺ جیسا (نبی بن کر) دنیا میں آیا لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا۔'' (صحیح مسلم:403)

(3) ﴿اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ﴾ ''مگر آپ کے رب کی جانب سے رحمت ہے'' یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم رحمت تھی کہ اس نے آپ کو قرآن سے سرفراز کیا آپ ﷺ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے۔

(4) کتاب کا نزول اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی طرف سے وحی کا آنا، رسالت کے مقام پر فائز ہونا محنت اور کوشش سے حاصل ہونے والی چیز نہیں اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب و حکمت کو نازل کیا اور آپ کو وہ سکھایا جو آپ جانتے نہیں تھے اور آپ پر ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔'' (النساء:113)

(6) ﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ ''چنانچہ آپ کافروں کے لیے مددگار نہ بنیں'' یعنی آپ کافروں کی مدد نہ کریں۔ انہیں چھوڑ دیں، ان کے خلاف رہیں۔

(7) اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کا شکر ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کافروں کی مدد نہ کی جائے نہ اُن کی ہمنوائی کی جائے۔

﴿وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ

''اور وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے نہ روک دیں اس کے بعد کہ وہ آپ کی طرف نازل کر دی گئی ہیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

اور آپ مشرکوں میں سے نہ بنیں'' (87)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو دعوت و تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کے لیے کیا نصیحت کی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَلَا ... الْمُشْرِكِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ﴾ ''اور وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے نہ روک دیں اس کے بعد کہ وہ آپ کی طرف نازل کر دی گئی ہیں'' آپ ﷺ مشرکوں کی مخالفت کی پروا نہ کریں وہ لوگوں کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں۔

(2) آپ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچائیے۔ آپ کافروں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔

(3) ﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ﴾ ''اور آپ اپنے رب کی طرف بلائیں'' اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلائیں۔

(4) ﴿وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''اور آپ مشرکوں میں سے نہ بنیں'' یعنی مشرکوں کے ساتھ شامل نہ ہوں ان سے الگ رہیں۔

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ

''اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس کے چہرے

ع 9 6 12 الثلاثة

لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

کے، فیصلہ اُسی کا ہے اور تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے'' (88)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَدْعُ ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں'' اپنی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں، کسی اور کی عبادت نہ کریں، کسی سے دعائیں نہ مانگیں، کسی کے نام کی قربانی نہ کریں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی اور عبادت نہ کی جائے یعنی کسی سے دُعائیں نہ مانگی جائیں، کسی کے نام پر نذریں نیازیں نہ چڑھائی جائیں، کسی کے نام کی قربانیاں نہ کی جائیں۔

(2) قرآن مجید میں اس لیے پکارنے کی بات کی گئی کیونکہ غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے، اُن سے فریادیں کی جاتی ہیں، اُن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے دُعائیں اور التجائیں کی جاتی ہیں، اُن کو مافوق الاسباب طریقے سے پکارا جاتا ہے۔

(3)﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ”اس کے سوا کوئی معبود نہیں“ یعنی اللہ تعالیٰ کی کامل اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہستی کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں جس کو الٰہ بنایا جائے، اس سے محبت کی جائے اور اس کی عبادت کی جائے۔ (تفسیر سعدی:2/2019)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾ ”وہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں چنانچہ اُسی کو اپنا وکیل بناؤ“ (المزمل:9)

(5)﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ ”ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس کے چہرے کے“ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے چاہے کوئی چیز آسمان میں ہو یا زمین میں، انسان کی ذات ہو یا مال، اولاد ہو یا اقتدار، زندگی ہو یا سامان زندگی کچھ بھی باقی رہنے والا نہیں۔﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ”ہر شخص نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔“ (آل عمران:185)

(6)﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (۲۶) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (۲۷)﴾ ”جو زمین پر ہے ہر ایک چیز فانی ہے۔ اور آپ کے رب ہی کا چہرہ باقی رہ جائے گا جو بڑی شان والا اور عزت والا ہے۔“ (الرحمٰن:27,26)

(7) جب اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے تو ہلاک کردہ ہستیوں کی عبادت کیسے کی جائے۔

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے سچی بات جو کہ کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید شاعر نے کہی ”ہاں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے“ اور امیہ بن ابی الصلت (جاہلیت کا ایک شاعر) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔“ (بخاری:3841)

(9)﴿لَهُ الْحُكْمُ﴾ ”فیصلہ اُسی کا ہے“ اصل فرماں روائی یعنی فیصلے اُسی کے ہیں جو وہ چاہے وہ ہوتا ہے ہر کام اُس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ جو وہ نہ چاہے وہ ہو نہیں سکتا۔

(10)﴿وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ”اور تم لوگ اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے“ (i) اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جانے کا سبب نیکوں کو اُن کی نیکی کی جزا دینا اور بُروں کو اُن کی بُرائی کی سزا دینا ہے (ii) اللہ تعالیٰ کی طرف ہر کوئی اپنے انجام کو پہنچنے کے لیے لوٹایا جائے گا۔

اٰيَاتُهَا 69	29 - سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ - 85	رُكُوْعَاتُهَا 7

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ مکی سورت ہے۔اس میں 7 رکوع اور 69 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 29 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 85 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿الٓمّٓ﴾

"الم"(1)

سوال 1: ﴿الٓمّٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿الٓمّٓ﴾ حروف مقطعات ہیں جس کے معانی اور مراد کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آغاز میں حروف تہجی لا کر کیا ثابت کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے انسان ایسے ہی حروف سے اس جیسا کلام بنا لینے سے قاصر ہیں۔

﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾

"کیا لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اس پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے ہیں اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا؟"(2)

سوال 1: مومن کو ایمان کے بقدر آزمایا جاتا ہے،اس کی وضاحت ﴿اَحَسِبَ...يُفْتَنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) مومن کی آزمائش ضرور ہوتی ہے۔ہر مومن کو ایمان کے بقدر آزمایا جاتا ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا: "سب سے کڑی آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوتی ہیں پھر نیک لوگوں کی پھر ان سے کم درجے والوں کی آزمائش ان کے ایمان کے مطابق ہوتی ہے۔اگر وہ دین میں پختہ ہے تو آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔"(ترمذی:2398)

آزمائش میں مبتلا لوگوں کے بہت سے درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں دین پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔(آمین)

(2) ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا﴾ "کیا لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اس پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے ہیں" اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا شعور بیدار کرنے کے لیے پوچھا ہے کہ تمہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محض اس بات پر چھوڑ دیا جائے کہ ہم ایمان لائے، تم نے ایمان کو کیا سمجھا ہے؟ کیا ایمان زبان سے ادا کیے جانے والے چند الفاظ کا نام ہے۔

(3)﴿وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾ ''اور اُنہیں آزمایا نہیں جائے گا؟'' کیا ایمان کے دعوے کو آزمایا نہیں جائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے یہ شعور دلایا ہے کہ ایمان تو امانت ہے جس کے کچھ تقاضے ہیں جس کی وجہ سے ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

(4) اس آیت میں لوگوں کو ہر طرح کے انجام سے متنبہ کیا جا رہا ہے کہ یہی مصائب و مشکلات ہی ان کے ایمان کی کسوٹی ہیں اور انہی سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ فلاں شخص کس حد تک اپنے ایمان کے دعویٰ میں پختہ ہے۔

(5)(i) آزمائش سے کھوٹے اور کھرے کی پہچان ہو جاتی ہے۔(ii) آزمائش سے جھوٹے اور سچے کی پہچان ہو جاتی ہے۔
(iii) آزمائش سے مومن اور منافق کی پہچان ہو جاتی ہے۔(iv) آزمائش سے خالص لوگ سامنے آتے ہیں۔
(v) آزمائش سے دعوت دینے والوں کے دل صاف شفاف ہو جاتے ہیں۔(vi) آزمائش اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

(6)﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ ''یا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر اُن لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے، اُن کو تنگ دستی اور تکلیف پہنچی اور وہ بری طرح ہلائے گئے یہاں تک کہ رسول بھی اور وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ایمان لائے کہہ اُٹھے اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہوگی؟ سن لو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہی ہے۔'' (البقرۃ:214)

(7)﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''یا تم نے گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک اُن کو نہیں جانا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور تا کہ وہ جان لے صبر کرنے والوں کو۔'' (آل عمران:142)

(8)﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ﴾ ''اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمہارے احوال کو جانچ لیں۔'' (محمد:31)

(9)﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ وہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے۔'' (آل عمران:179)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10) ﴿وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''اور تاکہ اللہ تعالیٰ اسے آزمالے جو تمہارے سینوں میں ہے اور تاکہ وہ اسے خالص کر دے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سینوں والی باتیں خوب جاننے والا ہے۔'' (آل عمران:154)

(11) سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی آپ ﷺ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیک دیئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمارے لیے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے؟ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ (ہم کافروں کی ایذا دہی سے تنگ آ چکے ہیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''(ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا، پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے، پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے، لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے، پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقامِ صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پرامن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا یا صرف بھیڑیے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔'' (بخاری:3612)

سوال 2: آزمائش میں پورا اترنے والا کیسے خالص مومن بن جاتا ہے؟

جواب: (i) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت ایمان لاتا ہے جب لوگ انکار کرتے ہیں۔ (ii) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت مانتا ہے جب نہ مان کر کچھ بگڑنے والا نہ ہو۔ (iii) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت یقین کر لیتا ہے جب لوگ شک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ (iv) آزمائش میں پورا اترنے والا اُس وقت اپنے آپ کو حوالے کرتا ہے جب بچانے کا وقت ہو۔ (v) آزمائش میں پورا اُترنے والا اُس وقت سر جھکا دیتا ہے جب سرکشی کا موقع ہو۔ (vi) آزمائش میں پورا اُترنے والا اُس وقت خرچ کرتا ہے جب مٹھی بند کرنے کی ضرورت ہو۔ (vii) آزمائش میں پورا اُترنے والا اُس وقت ثابت قدم ہو جاتا ہے جب فرار کے مواقع ہوں۔ (viii) آزمائش میں پورا اُترنے والا سب کچھ لٹا کر ساتھ دیتا ہے اور یوں وہ خالص مومن بن جاتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ

''اور یقیناً ہم نے اُن لوگوں کو بھی آزمایا جو اُن سے پہلے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور جان لے گا جنہوں نے سچ کہا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾

یقیناوہ جھوٹوں کو بھی ضرور جان لے گا‘‘(3)

سوال: سچوں کی بھی آزمائش ہوگی اور جھوٹوں کی بھی، اس کی وضاحت﴿وَلَقَدْ...الْكٰذِبِيْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ’’اور یقینا ہم نے اُن لوگوں کو بھی آزمایا جواُن سے پہلے تھے‘‘ یعنی پہلی امتوں کی بھی آزمائش ان کے دشمنوں سے ہوتی رہی ہے۔ جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا تو فرعون اور اس کے سرداروں کے ذریعے آزمائش ہوئی۔

(2) یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظلم سہہ رہے تھے اور انہوں نے نبی ﷺ سے دُعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ تشدد اور مصیبتیں ایمان والوں پر آتی رہی ہیں تم سے پہلے بعض ایمان والوں کا یہ حال کیا گیا کہ انہیں ایک گڑھا کھود کر اس میں کھڑا کیا گیا پھر ان کے سروں پر آرا چلایا گیا جس سے اُن کے جسم کے دو ٹکڑے ہوئے۔ اسی طرح لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت پر ہڈیوں تک پھیری گئیں لیکن یہ تکلیفیں انہیں دین حق سے پھیرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں۔‘‘(بخاری:3612)

(3)﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾ ’’چنانچہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور جان لے گا جنہوں نے سچ کہا اور یقینا وہ جھوٹوں کو بھی ضرور جان لے گا‘‘ اللہ تعالیٰ آزمائش کے ذریعے سے جھوٹوں اور سچوں کو الگ کرنا چاہتے ہیں۔ (4) اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ ایمان کو آزمالیں۔ جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اسے ایسے معاملات پیش آتے ہیں جو اس کے ایمان کے لیے آزمائش بن جاتے ہیں۔ اس طرح سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہو جاتا ہے۔

(5) جب آزمائش آتی ہے جو خوش حالی میں بھی آتی ہے اور تنگ دستی میں بھی، دشمنوں اور مخالفوں کے ذریعے بھی مومن کو آزمایا جاتا ہے۔ جتنی بڑی آزمائش ہوتی ہے اتنے ہی زیادہ شبہات بڑھ جاتے ہیں۔ آزمائش اگر شبہات میں ڈالے تو یہ عقیدے کے مخالف اور معارض ہیں اور شہوات کے فتنے کی طرف لوٹیں تو یہ ارادے کے مخالف اور معارض ہیں۔

(6) شبہات میں جس کا ایمان متزلزل نہیں ہوتا وہ اس حق کے ذریعے شبہات کو دور کر دیتا ہے جو قرآن وسنت کے عمل کی صورت میں اس کے پاس ہے اور شہوات جو گناہ اور نافرمانیوں میں مبتلا کرنے والی ہیں جب مومن اپنے ایمان کے تقاضوں پر عمل کرتا ہے اور اپنی شہوات کے خلاف جدو جہد کرتا ہے تو یہ اس کے ایمان کی سچائی اور صحت پر دلالت کرتی ہے۔

(7) شبہات کے وقت جس کے دل میں شک جگہ بنا لیتا ہے اور جس کو شہوات واجبات کی ادائیگی سے روک دیتی ہیں یا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کی طرف موڑ دیتی ہیں تو یہ ایمان کی سچائی دھندلا جانے کی دلیل ہیں۔

(8) آزمائشیں بھٹی کی مانند ہیں جو خالص چیز سے گندگی اور میل کچیل کو باہر نکال دیتی ہیں۔

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾

"یا اُن لوگوں نے جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان کیا ہے کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے؟ بہت بُرا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں"(4)

سوال: برائیاں کرنے والے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بھاگ سکتے، اس کی وضاحت ﴿اَمْ ... يَحْكُمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا﴾ "یا اُن لوگوں نے جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان کیا ہے کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے؟" یعنی جن لوگوں نے شرک اور نافرمانی کے کام کیے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بھاگ سکتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ نے انہیں شعور دلایا ہے کہ کیا ہم سے بھاگ کر کہیں جا سکتے ہو؟ کیا ہماری گرفت سے باہر ہو جاؤ گے؟

(3) بنیادی طور پر شیطان انسان کی ذہن سازی کرتا ہے کہ کسی کو پتہ نہیں چلے گا اور یہ کہ اس کے اعمال کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا ایسے لوگوں کے ذہنوں پر برے افعال اور جرائم غالب آ جاتے ہیں۔

(4) رب العزت نے اس ذہن سازی کو توڑا ہے کہ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں یعنی ان کے اعمال کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا اس لیے ان کے لیے گناہوں پر عمل کرنا آسان ہو گیا۔

(5) رب العزت نے دوسری چوٹ لگائی ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں چلے گا یا یہ کہ وہ تمہارے بارے میں غافل ہو جائے گا یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بھاگ نکلیں گے اس لیے ان کے لیے گناہوں کا ارتکاب آسان ہو گیا ہے۔

(6) ﴿سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ "بہت بُرا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں" یعنی ان کا یہ فیصلہ بہت برا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو قادر نہیں سمجھتے کس میں اتنی قدرت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے؟

(7) ان کا یہ فیصلہ بہت ہی برا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مہلت کی حکمت کو نہیں سمجھتے۔ وہ رب کی حکمت کا انکار کرتے ہیں۔ ان میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔ مان لو کمزور ہو، عاجز ہو، بھاگ نہیں سکو گے۔

﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ

"جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ﴾

سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (5)

سوال: اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھنے والے کی امید برآئے گی، اس کی وضاحت ﴿مَنۡ ... الۡعَلِيۡمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰهِ﴾ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے'' جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتے ہیں۔

(2) وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے: (i) جو دنیا سے اُس کے مال و متاع سے محبت کے ماحول میں اپنے رب سے محبت رکھے۔ (ii) جو خواہشات سے زیادہ اُصولوں کو ترجیح دے۔ (iii) جو دُنیا کے مفاد سے زیادہ آخرت کے مفاد کو ترجیح دے۔ (iv) جو اجر و ثواب کی اُمید پر نیک اعمال کرے۔ (v) جو اللہ تعالیٰ سے اُمیدیں باندھے کہ ضرور اس کے نیک اعمال پر اجر عطا کرے گا۔ (vi) جو قیامت کے آنے اور حساب کتاب پر یقین رکھتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے۔

(3) ﴿فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ﴾ ''تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے قیامت کے آنے کا یقین انہیں دلایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر یقین رکھتے ہیں، جو اعمال کی جزا سزا پر یقین رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یقین دلایا ہے کہ قیامت برپا ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حساب کتاب ضرور ہوگا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا﴾ ''چنانچہ جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے تو لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو شریک نہ کرے۔'' (الکھف: 110)

(4) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے عرض کیا: مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔'' (بخاری:6507) (5) وہ دن آئے گا جب اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(6) ﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ''اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ کے سمیع ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دُعاؤں کو سننے والا ہے اور اُن کی تمام باتوں کو سننے والا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ انسان کے کھلے اور چھپے سب اعمال کو جاننے والا ہے۔

(7) اے اپنے رب کے ساتھ محبت کرنے والے! اس کے قرب اور اس کی ملاقات کا اشتیاق رکھنے والے! اور اس کی رضا کے حصول کی خاطر بھاگ دوڑ کرنے والے! اپنے محبوب کی ملاقات کے وقت قریب آنے پر خوش ہو جا کیونکہ وہ وقت آنے والا ہے اور ہر آنے والا وقت قریب ہوتا ہے۔ اپنے محبوب کی ملاقات کے لیے زادِ راہ لے کر، امید کو اپنا ساتھی بنا کر اور محبوب کے وصل کی آرزو کرتے ہوئے اس کی طرف رواں دواں ہو جا۔ مگر ہر شخص کو، اس کے دعویٰ کرنے پر عطا نہیں کر دیا جاتا اور نہ اس کی ہر تمنا پوری کر دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آوازوں کو سننے والا اور نیتوں کو جاننے والا ہے اس لئے جو کوئی اپنے دعوے اور تمناؤں میں سچا ہے اللہ تعالیٰ اس کی امیدوں کو پورا کر دیتا ہے اور جو کوئی اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اس کا دعویٰ اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی محبت کا اہل ہے اور کون اس کا اہل نہیں۔ (تفسیر سعدی:2021/2)

﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''اور جو کوئی جہاد کرے تو وہ اپنے ہی لیے جہاد کرتا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے یقیناً بہت بے پروا ہے'' (6)

سوال: جو نیک اعمال کے لیے اعلیٰ ترین کوشش کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ --- الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ﴾ ''اور جو کوئی جہاد کرے تو وہ اپنے ہی لیے جہاد کرتا ہے'' یہاں جہاد سے مراد نیک اعمال کرنے کی وہ اعلیٰ ترین کوشش ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ ان نیک اعمال میں کفار کے ساتھ جہاد کرنا بھی شامل ہے۔

(2) جو نیک اعمال کے لیے اعلیٰ ترین کوشش کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کی طرف لوٹتا ہے، یعنی وہ اپنے لیے کوشش کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں نفس سستی کرتا ہے اور شیطان اسے نیکی کے راستے سے روکتا ہے جس کے لیے اعلیٰ ترین کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ کے نواہی سے رکنے کے لیے انسان کو اعلیٰ ترین کوشش کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ شیطان اس کے لیے برائی کے راستوں کو مزین کرتا ہے اور برائی سے بچنے کے لیے سخت کوشش اور مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(5) سیدنا حسن فرماتے ہیں: جہاد تلوار چلانے کا نام ہی نہیں انسان نیکیوں کی کوشش میں لگا ہے یہ بھی ایک طرح کا جہاد ہے۔ (ابن کثیر:136/4)

(6) جہاد بمعنی کسی انسان کی مقدور بھر کوشش جو اسلام کے نفاذ اور اس کی سربلندی کے لیے کی جائے۔ پھر اس جہاد کی اقسام بھی متعدد ہیں اور محاذ بھی متعدد ہیں۔ اقسام سے مراد مثلاً زبان سے جہاد ایک دوسرے کو سمجھانا اور تلقین کرنا یا تقریروں کے ذریعہ تبلیغ کرنا اور قلم سے جہاد یعنی اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور اسلام پر وارد ہونے والے اعتراضات اور حملوں کا جواب لکھنا اور پھر اس کے بعد اجتماعی جہاد یا جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللہ ہے اور جہاد کا سب سے پہلا محاذ انسان کا اپنا نفس ہے۔ پھر اس کے بعد عزیز و اقارب پھر اس کے بعد پورا معاشرہ ہے اور آخری محاذ قتال فی سبیل اللہ یعنی ان کافروں سے جنگ کرنا ہے جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے ہوں یا اسلام کو نیست و نابود کرنے پر تلے بیٹھے ہوں۔ جہاد اگر نفس سے کیا جائے تو جہاد کرنے والے کی اپنی اخلاقی اور روحانی اصلاح ہو گی اگر اجتماعی جہاد اپنے معاشرے سے کیا جائے گا تو پورا معاشرہ بے حیائیوں سے اور ظلم و جور سے پاک ہو گا اور اگر جہاد بالسیف کیا جائے گا تو اس سے مسلمانوں کو سیاسی فائدے حاصل ہوں گے۔ جس قسم کا بھی جہاد کیا جائے گا، بالآخر اس کا فائدہ جہاد کرنے والے کو ہی پہنچے گا۔ (تیسیر القرآن:458/3)

(7) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جو کوشش کرے گا اپنے ہی لیے کرے گا یعنی اُس کا فائدہ اُسی کو نصیب ہو گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ ''جس نے نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے۔'' (فصلت:46)

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ﴾ ''اگر تم نے بھلائی کی، تو تم نے اپنے آپ کے لیے بھلائی کی۔'' (بنی اسرائیل:7)

(9) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے یقیناً بہت بے پرواہ ہے'' (i) اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے نیک اعمال کی ضرورت نہیں ہے۔ (ii) اگر سارے متقی بن جائیں تو اس کی بادشاہت میں اضافہ نہیں ہو گا۔ (iii) اگر سارے نافرمان ہو جائیں تو اس کی بادشاہت میں کمی نہیں آئے گی۔ (iv) اللہ تعالیٰ اپنے فضل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے ایمان والوں کو نیک اعمال کی جزا دے گا اور ایک نیکی کا اجر کئی گنا عطا کرے گا۔

(10) اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال اور ان کی عبادات سے بے نیاز ہے۔

(11) یعنی جہاد کرنے والا اگر جہاد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر جہاد کرتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کو اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور اللہ کی بے نیازی کا تو یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! اگر تم تمام جن وانس سارے کے سارے اس شخص کی طرح بن جاؤ جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہے تو اس سے میری بادشاہی میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہیں ہوگا اور اے میرے بندو! اگر تم تمام جن وانس سارے کے سارے اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو تم میں سے سب سے زیادہ میرا نافرمان اور بدکار ہے تو اس سے میری بادشاہی میں ذرہ بھر بھی کمی واقع نہ ہوگی۔ (قرطبی: 246/7)

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیکیاں کی ہیں، یقیناً ہم ضرور اُن کی برائیاں اُن سے دور کر دیں گے اور یقیناً انہیں ضرور

اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

بہترین جزا دیں گے جو وہ عمل کیا کرتے تھے'' (7)

سوال: ایمان والوں کو نیک اعمال کے بہترین صلے کی جو بشارت دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... يَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیکیاں کی ہیں'' یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور آزمائش کے موقع پر اپنے ایمان کو درست رکھا اور مشرکوں کی ایذاؤں پر اپنے دین سے نہیں پھرے۔ (جامع البیان: 131/20)

(2) ﴿لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ﴾ ''یقیناً ہم ضرور اُن کی برائیاں اُن سے دور کر دیں گے'' اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والوں کو بہترین صلے کی بشارت دیتے ہیں کہ نیک اعمال کا صلہ ملے گا اور گناہ مٹا دیے جائیں گے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

(3) ﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور یقیناً انہیں ضرور بہترین جزا دیں گے جو وہ عمل کیا کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی بہترین جزا دیتے ہیں۔ وہ نیکی قبول فرماتا ہے اور دس گنا ثواب دیتا ہے اور دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ برائی کو معاف کر دیتا ہے یا برائی کی اتنی ہی سزا دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوئی تو اس کو دوگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔'' (النساء:40)

(4) اس سے مراد اعمال خیر ہیں، مثلاً واجبات و مستحبات وغیرہ اور یہ بندے کے بہترین اعمال ہیں کیونکہ بندہ مباح کام بھی کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2/2022)

(5) ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾ ''اگر تم اُن بڑے بڑے گناہوں سے بچ جاؤ جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہاری چھوٹی برائیاں تم سے دور کر دیں گے اور تمہیں بڑی باعزت داخلے کی جگہ میں داخل کریں گے۔'' (النساء:31)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اپنے درمیان سرزد ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کبیرہ (گناہوں) کا ارتکاب نہ کرے۔'' (مسلم:552)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرے تو (اے فرشتو!) تم اسے مت لکھو، جب تک کہ وہ اسے کر نہ لے، پھر اگر کر لے تو ایک برائی لکھ لو اور اگر میرے خوف سے اس کو چھوڑ دے (یعنی اس برائی کو نہ کرے) تو اس کو اس کے لیے ایک نیکی لکھ لو اور جب وہ کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کرے اور اس کو کرے نہیں تو اس کو اس کے لیے ایک نیکی لکھ لو اور پھر اگر اس کو کرے تو اس کو دس گنا سے سات سو گنا تک لکھو۔'' (بخاری:7501)

(8) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اطمینان دلایا ہے کہ جو تم کر رہے ہو اس پر بہت کچھ ملے گا اس لیے اب تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کریں۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو اُن کی اطاعت نہ کرنا، تم سب کو میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے، پھر میں تمہیں بتا دوں گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

جو تم عمل کرتے تھے" (8)

سوال: رب العزت نے والدین سے حسنِ سلوک کرنے کی جو ہدایت کی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَوَصَّيْنَا... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی ہے" اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی وصیت کی ہے کیونکہ ماں باپ دنیا میں لانے کا سبب بنتے ہیں، باپ کما کر کھلاتا ہے اور ماں اپنا وجود کھلاتی ہے۔ پہلے پیٹ میں ماں کے لہو سے بچہ پروان چڑھتا ہے۔ پھر پیدائش کے بعد اس کے دودھ سے بچہ نشوونما پاتا ہے۔ ماں باپ بچے کو زندگی سکھاتے ہیں، اس کی حفاظت کرتے ہیں، جوان ہونے تک مسلسل اس کی نگہداشت کرتے ہیں۔

(2) رب العزت نے وصیت کی ہے کہ اپنے قول اور فعل کے ساتھ ماں باپ سے حسنِ سلوک کریں، ان کی نافرمانی نہ کریں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (۲۳) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (۲۴)﴾ "اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان دونوں کو "اُف" تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے عزت والی بات کرو۔ اور ان کے لیے تواضع کا بازو رحم دلی سے جھکائے رکھو اور کہو کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسے اُنہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔" (بنی اسرائیل: 24,23)

(3) اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر اپنی توحید اور اپنی عبادت کا حکم دینے کے ساتھ والدین سے حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو شخص والدین کی اطاعت اور خدمت کے تقاضوں کو سمجھ کر ادا کر سکتا ہو وہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تقاضوں کو سمجھ کر ادا کر سکتا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو شخص دنیا میں والدین کی محبت، مہربانی، شفقت اور تربیت کا شعور رکھ کر ان کی خدمت اور اطاعت میں کوتاہی کرتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے شعور اور اس کی اطاعت میں بھی ضرور کوتاہی کرتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں والدین کی خدمت اور ان کی اطاعت کی اتنی تاکید کی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ ''اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں'' مجاہدہ بڑی اور خاص کوشش کو کہتے ہیں۔ والدین کے لیے یہ لفظ اس لیے استعمال کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے لیے شرک کرنے کے لیے جب اولاد پر دباؤ رکھتے ہیں تو زیادہ بڑی کوشش کرتے ہیں۔

(5)﴿فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ ''تو اُن کی اطاعت نہ کرنا'' یعنی ماں باپ چاہیں اور کہیں کہ مشرک بن جاؤ تو کبھی نہیں ماننا، انہیں بھی شرک سے بچانے کی کوشش کرو۔

(6) یعنی اگر والدین جیسی قابل احترام ہستیاں بھی شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں کرنی کیونکہ شرک کی صحت پر کوئی دلیل نہیں۔

(7)﴿اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ﴾ ''تم سب کو میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے'' کوئی نیک ہو یا برا اس نے جانا تو رب ہی کے پاس ہے پھر وہ ان کی اطاعت اور شرک کے حکم کو نہ ماننے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ آپ کو نیک لوگوں کے ساتھ اٹھائے گا، ماں باپ کے ساتھ نہیں اٹھائے گا۔ (i) اللہ تعالیٰ نے انسان کو رب کی اطاعت پر قائم رہنے کے لیے والدین کے دباؤ کو قبول نہ کرنے کے لیے اپنی طرف لوٹ کر آنے کی بات کی ہے۔ (ii) لوٹ کر آنے کی بات اس لیے کی ہے کہ تمہارے معاملات فقط دنیا تک ختم ہو جانے والے نہیں ہیں ان کا حساب دینا ہوگا لہٰذا وہی عمل کرنے کے پابند ہو جو تمہیں رب نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خبر دے دے گا جو تم عمل کرتے تھے۔

(8) مصعب رحمہ اللہ اپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میری ماں نے قسم کھائی تھی کہ وہ سعد سے اس وقت تک بات نہیں کرے گی، جب تک کہ وہ اپنا دین (اسلام) نہیں چھوڑے گا۔ تب تک وہ نہ کچھ کھائے گی اور نہ پیے گی۔ وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگیں، اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں، لہٰذا میں تجھے اس بار حکم دے رہی ہوں۔ وہ تین دن بھوکی پیاسی رہی، حتیٰ کہ بھوک و پیاس کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہوگئی، تو اس کے دوسرے بیٹے عمارہ نے اسے پانی پلایا۔ (جب اسے ہوش آیا) وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے خلاف بددعائیں کرنا شروع ہوگئی تو اللہ عزوجل نے قرآن میں یہ آیت اتار دی: ''ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے اور اگر وہ تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور ان سے دنیا میں اچھے طریقے سے پیش آیا۔'' (مسلم:6238)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے، اطاعت صرف اس کام میں ہے جو جائز ہے۔'' (مسلم:4765)

(10) ﴿فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''پھر میں تمہیں بتادوں گا جو تم عمل کرتے تھے'' یعنی میں تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دوں گا۔ اس لیے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو ان کی اطاعت کو ہر ایک اطاعت پر مقدم رکھو سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے۔

(11) والدین کے حقوق اس وقت تک قابل لحاظ ہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے نہ ٹکرائیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ٹکرائیں تو ان کی اطاعت ایسے احکامات میں نہیں ہوگی۔

(12) اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اطاعت والدین حسن سلوک میں شامل ہے اور دوسری یہ کہ شرک کے معاملہ میں والدین کی اطاعت نہیں کی جاسکتی باقی سب معاملات میں ان کی اطاعت لازم ہے۔ ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ ''اور دنیا میں اُن دونوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو۔'' (لقمان:15)

(13) کیا اطاعت کے بغیر حسن سلوک ہوسکتا ہے؟ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾ ''اور اپنے والدین سے نیکی کرنے والا تھا اور سرکش، نافرمان نہیں تھا۔'' (مریم:14)

(14) اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کا خواہ وہ کسی عمر میں ہوں، سرکش اور نافرمان ہو وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرنے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ گویا حسن سلوک میں دو باتیں ضروری ہیں: (i) سختی کی بجائے نرمی کا سلوک۔ (ii) ان کی فرمانبرداری۔

(15) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی تھی۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام جب عاقل ہوگئے تو ان سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا ﴿يٰبُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ یقینا میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو دیکھو تمہاری کیا رائے ہے؟'' اُس نے کہا: ''اے میرے ابا جان! جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے آپ وہ کریں، ان شاء اللہ آپ ضرور مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔'' (الصّٰفّٰت:102)

(16) مندرجہ بالا تصریحات سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں: (i) بچہ بلوغت سے پہلے والدین کی زیر تربیت وکفالت ہونے کی وجہ سے والدین کی اطاعت پر مجبور ہوتا ہے اور اس بچہ کی بلوغت اس وجہ سے بھی خارج از بحث ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عمر میں بچہ شرعی احکام کا مکلف نہیں ہوتا۔(ii)بلوغت سے لے کر چالیس سال کی عمر تک (یعنی پختگی عقل اور اصابت رائے کی عمر تک) کے عرصہ میں اولاد کو والدین کی اور بزرگوں کی اطاعت کرنا لازم ہے کیونکہ اس عمر میں جوانی کا جوش اور جذبات کی شدت انسان کی عقل پر غالب ہوتے ہیں۔لہٰذا وہ اپنا نفع ونقصان بھی درست طور پر سوچنے کے قابل نہیں ہوتا اور اس کی اپنی عافیت بھی اسی بات میں ہوتی ہے کہ وہ اپنے والدین اور بڑوں کی اطاعت کرے۔(iii)اندازاً چالیس سال کی عمر کے بعد جب اس کی عقل پختہ ہو جاتی ہے اس وقت تک اس کے والدین کہولت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں۔وہ خود اولاد کے محتاج ہونے کی وجہ سے اپنا کوئی حکم اولاد کے سر پر تھوپ نہیں سکتے تاہم اس عمر میں بھی اولاد اپنے والدین کی مرضی کو مقدم رکھے تو یہ بہت بڑی سعادت ہے۔اگر کہیں اختلاف واقع ہو جائے تو پھر بھی اولاد کا یہ حق نہیں کہ وہ ان سے بحث وجدال کرے یا ان کو دبائے بلکہ حکم یہ ہے کہ ایسی حالت میں بھی ان کو اف تک نہ کہے۔انہیں دبانا یا ڈانٹنا تو بہت دور کی بات ہے۔ایسی صورت میں وہ اپنی بات نرمی سے پیش کر کے دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کرے اور دنیوی امور میں یعنی ان کے قیام وطعام کے سلسلہ میں دل وجان سے ان کی خدمت کرے۔(تیسیر القرآن:3/464)

(17)سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا،کون سا عمل اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے؟تو آپ ﷺ نے فرمایا:''وقت پر نماز ادا کرنا۔''میں نے کہا،پھر کون سا؟فرمایا:''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔میں نے کہا،پھر کون سا؟فرمایا:''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔''(مسلم:5970)

(18)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا،اس نے آپ ﷺ سے جہاد پر جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:''کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟''اس نے کہا:جی ہاں! (زندہ ہیں)۔آپ ﷺ نے فرمایا:''تو تو انہی (کی خدمت) میں جہاد کر۔''(بخاری:3004)

(19)ابن کثیر لکھتے ہیں:یعنی اولاد نے اگر ناحق بات میں والدین کا کہا نہ مانا اور والدین ناحق پر قائم رہے تو اولاد کا حشر صالحین کے زمرہ میں ہوگا،ان والدین کے زمرہ میں نہ ہوگا۔گویا طبعی ونسبی تعلقات کی بنا پر وہ اس سے سب سے زیادہ قریب تھے۔معلوم ہوا﴿اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ﴾''آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے''میں حب دینی مراد ہے،حب طبعی مراد نہیں۔(تفسیر عثمانی:2/310)

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہم انہیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے''(9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: نیک لوگوں کو صالحین میں شامل کیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے ہیں'' جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

(2)﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جنہوں نے نیک عمل کیے'' جو اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرتے رہے اور محارم سے اجتناب کرتے رہے۔

(3)﴿لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''ہم انہیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے'' اللہ تعالیٰ نے ایمان لا کر نیک اعمال کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور صالحین کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین میں سے! اور یہی بہترین ساتھی ہیں۔'' (النساء:69)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔'' (النمل:19) (5) حقیقت یہ ہے کہ صحیح ایمان اور عمل صالح ہی انسان کی حقیقی سعادت کا سبب بنتے ہیں۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ

''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو کہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے پھر جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُسے ایذاء دی جائے تو وہ لوگوں

فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا

کے ستانے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتا ہے اور یقیناً اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آ گئی تو وہ ضرور کہیں گے کہ یقیناً ہم بھی

مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ﴾

تمہارے ساتھ تھے، اور کیا اللہ تعالیٰ اُن کو زیادہ جاننے والا نہیں ہے جو سارے جہانوں کے سینوں میں ہے؟'' (10)

سوال 1: منافقوں کی عادت کی وضاحت ﴿وَمِنَ النَّاسِ ... كَعَذَابِ اللّٰهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ﴾ ''اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو کہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لائے'' یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے دل مومن نہیں۔

(2)﴿فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ﴾ ''پھر جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُسے ایذاء دی جائے تو وہ لوگوں کے ستانے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتا ہے'' اللہ تعالیٰ ایمان کی آزمائش کرتے ہیں تاکہ جھوٹے اور سچے کا فرق واضح ہوجائے۔ لوگوں میں سے ایک گروہ یعنی منافق آزمائش پر صبر نہیں کر سکتے۔ لوگوں کی ایذائیں انہیں ایمان سے روک دیتی ہیں۔

(3) ایمان کے راستے میں جب انہیں ستایا جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا عذاب آ گیا اور وہ دین کو چھوڑ دیتے ہیں۔

(4) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب لوگ اللہ کی راہ میں ایذاء دیئے جاتے ہیں تو یہ اپنے دین سے پھر جاتے ہیں یہی ان کا فتنہ ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1410/2)

سوال 2: منافقوں کی عادت کی وضاحت ﴿وَلَئِنْ ... مَعَكُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ﴾ ''اور یقیناً اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آ گئی'' رب کی طرف سے مدد آئے مشکلات دور ہوجائیں، دشمنوں پر فتح حاصل ہو، مالی تنگیاں ختم ہوجائیں۔

(2)﴿لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ﴾ ''تو وہ ضرور کہیں گے کہ یقیناً ہم بھی تمہارے ساتھ تھے'' یعنی اللہ کی مدد آنے پر، کسی ملک کے فتح ہونے پر، مال غنیمت حاصل ہونے پر وہ دینی بھائی ہونے کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، پھر اگر اسے فائدہ پہنچتا ہے تو اس پر مطمئن ہوجاتا ہے اور اگر اُسے کوئی آزمائش آتی ہے تو چہرے کے بل پلٹ جاتا ہے، اُس نے دنیا میں بھی خسارہ اُٹھایا اور آخرت میں بھی، یہی کھلا خسارہ ہے۔'' (الحج: 11)

(3) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ﴾ ''وہ لوگ جو تمہارے بارے میں انتظار میں رہتے ہیں، پھر اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے کوئی فتح ہو تو کہتے ہیں: ''کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟'' (النساء: 141)

(4)﴿وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ (٥٦) لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ (۵۷)﴾ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ضرور وہ تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں۔ اگر وہ کوئی جائے پناہ یا کوئی غاریں یا کوئی گھس بیٹھنے کی جگہ پالیں تو وہ اس حال میں لوٹ جائیں کہ رسیاں تڑاتے ہوں۔'' (التوبہ:57,56)

سوال 3: اللہ تعالیٰ دل دیکھتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَيْسَ اللّٰهُ ... الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اور کیا اللہ تعالیٰ اُن کو زیادہ جاننے والا نہیں ہے جو سارے جہانوں کے سینوں میں ہے؟'' کیا اللہ تعالیٰ کو جہان والوں کے دلوں کی خبر نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ تو سینوں کے بھید جانتا ہے اور دل کی باتوں سے آگاہ ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ کو نہ کبھی ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی ان کا خون بلکہ اللہ تعالیٰ کو صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔'' (الحج:37)

(3) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔'' (ابن ماجہ:4143)

(4) رب العزت نے اعمال میں خلوص کا حکم دیا ہے اور نیتوں کا جائزہ لینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اخلاص کی قدر ہے اور فرماں برداری کی عزت ہے۔

﴿وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾

''اور یقیناً اللہ تعالیٰ تو ضرور جان لے گا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور یقیناً وہ منافقوں کو بھی ضرور جان لے گا'' (11)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ضرور آزمانا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ ... الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اور یقیناً اللہ تعالیٰ تو ضرور جان لے گا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے'' اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو آزماتے ہیں تاکہ ان کے اعمال کے مطابق انہیں جزا دیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ (۳۱) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ (۳۲)﴾ ''اور ہم تمہیں لازماً آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والوں کو جان لیں اور تمہارے احوال کو جانچ لیں۔ یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا اور رسول کی مخالفت کی اس کے بعد کہ ہدایت اُن پر واضح ہو چکی تھی، وہ اللہ تعالیٰ کا ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں کریں گے اور جلد ہی اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کو ضائع کر دے گا۔" (محمد:32,31)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾ "اور یقیناً ہم نے اُن لوگوں کو بھی آزمایا جو اُن سے پہلے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور جان لے گا جنہوں نے سچ کہا اور یقیناً وہ جھوٹوں کو بھی ضرور جان لے گا۔" (العنکبوت:3)

(3) ﴿وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ "اور یقیناً وہ منافقوں کو بھی ضرور جان لے گا" اللہ تعالیٰ منافقوں کو بھی آزماتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حجت نہ پیش کر سکیں کہ اگر ہمیں آزمایا جاتا تو ہم ثابت قدم رہتے۔

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ﴾

"اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے اُن لوگوں سے کہا جو ایمان لائے ہیں کہ ہمارے راستے کی پیروی کرو اور لازم ہے کہ ہم تمہاری خطاؤں

وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾

کا بوجھ اُٹھالیں حالانکہ وہ ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی ہرگز اُٹھانے والے نہیں بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں" (12)

سوال: کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ... لَكٰذِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ﴾ "اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے اُن لوگوں سے کہا جو ایمان لائے ہیں کہ ہمارے راستے کی پیروی کرو اور لازم ہے کہ ہم تمہاری خطاؤں کا بوجھ اُٹھالیں" کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ آپ دین کے کچھ حصے کو چھوڑ کر ہمارے دین میں آجاؤ۔ اگر ہمارے دین کی پیروی کرو گے اور اس راستے پر چل کر تمہیں کچھ گناہ ملیں گے تو ہم تمہارے معاملے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔

(2) ﴿وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ "حالانکہ وہ ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی ہرگز اُٹھانے والے نہیں بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں" یہ ان کی ایک خطا بھی اپنے ذمے نہیں لے سکتے کجا کہ سب گناہوں کا بوجھ اٹھائیں۔

(3) خطاؤں کو اپنے ذمے لینے والا راضی بھی ہو تب بھی وہ کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَّا تَزِرُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ ''یہ کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گی۔'' (النجم:38)

(4)﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی﴾ ''اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کے لیے پکارے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو۔'' (فاطر:18)

(5)﴿وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا (10) یُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِیْهِ (11)﴾ ''اور کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو نہ پوچھے گا۔ (حالانکہ) وہ انہیں دِکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ اُس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) کاش وہ فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو۔'' (المعارج:10،11)

(6)﴿اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''بلاشبہ وہ یقینا جھوٹے ہیں'' یعنی یہ محض دین سے دور کرنے کی ایک جھوٹی تدبیر ہے اور تدبیر کرنے والے جھوٹے ہیں۔

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو اسے آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔'' (بخاری:2449)

﴿وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۫ وَلَیُسْئَلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

''اور یقیناً وہ ضرور اپنے بوجھ اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بوجھ بھی اور قیامت کے دن اُن سے یقیناً ضرور

ع 1 13 13

عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ﴾

پوچھا جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے'' (13)

سوال: قیامت کے دن اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ اٹھانے والوں کے بارے میں وضاحت ﴿وَلَیَحْمِلُنَّ ۔۔یَفْتَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ﴾ ''اور یقیناً وہ ضرور اپنے بوجھ اُٹھائیں گے'' اہل ایمان کو کفر کی طرف پلٹانے والوں کے بارے میں رب العزت نے واضح فرمایا کہ وہ اپنے ان گناہوں کا بوجھ تو اٹھائیں گے جن کا انہوں نے ارتکاب کیا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ﴾ ''اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بوجھ بھی'' یعنی ان لوگوں کے گناہ بھی جنہوں نے ان کے برائی اور دین سے پلٹنے کی دعوت کو قبول کیا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ﴾ ''تا کہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اُٹھائیں اور اُن کے بوجھوں میں سے بھی جنہیں وہ علم کے بغیر ہی گمراہ کرتے ہیں۔ سن لو! بہت ہی بُرا ہے وہ بوجھ جو وہ اُٹھا رہے ہیں۔'' (النحل:25)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کو ہدایت (نیکی) کی دعوت دی اس کے لیے اس کی آواز پر لبیک کہنے والے تمام لوگوں کا ثواب ہوگا اور یہ چیز ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں کرے گی اور (ایسے ہی) جس شخص نے برائی کی طرف دعوت دی، اسے ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس کے پیچھے لگیں گے اور اس سے ان کے گناہ کم نہیں ہوں گے۔'' (مسلم:6804)

(5)﴿وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ ''اور قیامت کے دن اُن سے یقیناً ضرور پوچھا جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جھوٹے افترا پردازوں سے ان کے اعمال کی باز پرس کرے گا۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ

''اور ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ اُن میں پچاس کم ایک ہزار سال رہا

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾

پھر اُنہیں طوفان نے آ پکڑا اور وہ ہی ظالم تھے'' (14)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں رب العزت کے تذکرے کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... ظٰلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ﴾ ''اور ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا'' رب العزت نے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے سیدنا نوح علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرمایا ہے تا کہ آپ کافروں پر افسوس نہ کریں کیونکہ ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۹۶) وَلَوْ جَاۗءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۹۷)﴾ ''یقیناً جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات ثابت ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اگر چہ اُن کے پاس ہر نشانی آجائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔'' (یونس:97,96)

(2) رب العزت نے گزشتہ قوموں میں سے جن کو عذاب سے ہلاک کیا ان میں قوم نوح علیہ السلام بھی ہے جن کی طرف سیدنا نوح علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کومبعوث کیا۔انہوں نے قوم کواللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی اور خودساختہ معبودوں کی عبادت سے روکا۔

(3)﴿فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا﴾''تو وہ اُن میں پچاس کم ایک ہزار سال رہا''سیدنا نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نوسو برس رہے۔یہ دعوت وتبلیغ کی عمر ہے پوری عمر کے بارے میں وضاحت نہیں کی گئی۔

(4)سیدنا نوح علیہ السلام رات دن، کھلے چھپے انہیں خیر خواہی سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے مگر وہ حق سے بھاگتے رہے اور سیدنا نوح علیہ السلام کو جھوٹا کہتے رہے۔ان پر ایمان لانے والے چند لوگ تھے۔

(5)سیدنا نوح علیہ السلام نے صبر اور حلم کے ساتھ سرتوڑ کوششیں کیں۔آخر کار انہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی۔﴿رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا﴾''اے میرے رب! تو زمین پر کوئی کافر نہ رہنے دینا۔''(نوح:26)

(6)﴿فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾''پھر اُنہیں طوفان نے آ پکڑا اور وہی ظالم تھے''یعنی ایسا عظیم طوفان آیا جس کے لیے آسمان سے کثرت سے بارشیں ہوئیں، زمین نے اپنا پانی اُگل دیا اور انہیں اس حال میں طوفان نے پکڑ لیا کہ وہ ظالم تھے۔

﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

'' پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دلائی اور اُسے جہانوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا''(15)

سوال: کشتی والے بچا لیے گئے اور کشتی کو نشانی بنا دیا گیا، اس کی وضاحت﴿فَاَنْجَيْنٰهُ۔۔۔لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ﴾''پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دلائی''اللہ تعالیٰ نے کشتی والوں کو بچا لیا یعنی جو ایمان والے اور گھر والے سیدنا نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا۔

(2)﴿وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾''اور اُسے جہانوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا''اللہ تعالیٰ نے کشتی کو جہان والوں کے لیے نشانی بنا دیا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں اور رسولوں کو جھٹلانے والوں کا انجام ہلاکت ہے۔

(3)سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی اس طوفان کے بعد جودی پہاڑ پر ٹکی رہی۔لوگ اس کو دیکھ کر طوفان نوح اور قوموں کے انجام کو یاد کرتے رہے ہیں۔

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ (۱۱) لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (۱۲)﴾''بے شک جب پانی حد سے گزر گیا تو ہم ہی نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا تا کہ ہم اُس کو تمہارے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصیحت بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں۔'' (الحاقۃ:12,11)

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ ''پس اُنہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اُسے اور اُن لوگوں کو نجات دی جو کشتی میں اس کے ساتھ تھے، اور ہم نے انہیں جانشین بنایا اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اُن لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا، سو آپ دیکھو اُن کا کیسا انجام ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا!'' (یونس:73)

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا﴾ ''اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کیے گئے، چنانچہ وہ آگ میں داخل کر دیئے گئے، پھر اللہ تعالیٰ کے سوا اُنہوں نے اپنا کوئی مددگار نہ پایا۔'' (نوح:25)

(7) اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی نجات سے سارے جہان والوں کو یہ سبق دیا کہ ایمان ہی نجات کا باعث بننے والا ہے۔

﴿وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

''اور ابراہیم کو (بھیجا) جب اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈر جاؤ،

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو'' (16)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید اور تقویٰ کی جو دعوت دی، اس کی وضاحت﴿وَاِبْرٰهِيْمَ... تَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِبْرٰهِيْمَ﴾ ''اور ابراہیم کو (بھیجا)'' یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرو جو اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے۔ عراق میں پیدا ہوئے ان کے والد بت پرست تھے۔ اللہ نے انہیں اپنا خلیل بنا لیا تھا۔

(2)﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ ''جب اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی اور یہ کہ بتوں کی عبادت چھوڑ دو۔

(3)﴿وَاتَّقُوْهُ﴾ ''اور اُس سے ڈر جاؤ'' یعنی اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھ کر اس کی اطاعت کرو اور اس کے عذاب کے خوف سے ان کاموں کو چھوڑ دو جو اس کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)اس کے خوف سے فرائض ادا کرو اور نافرمانیوں سے اجتناب کرو۔(جامع البیان:136/20)

(5)﴿ذٰلِكُمْ﴾ ''یہی'' یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تقویٰ۔

(6)﴿خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ''تمہارے لیے بہتر ہے'' تمہارے لیے عبادت اور تقویٰ ہی بہتر ہے۔ہر بھلائی عبادت اور تقویٰ کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔

(7)﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اگر تم جانتے ہو'' یعنی اگر تم علم رکھتے ہو کہ عبادت اور تقویٰ، محبت اور خوف اسی کا حق ہے۔

(8)اگر تم خیر اور شر میں تمیز کر سکتے ہو اور تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہیں نفع دیتے ہیں تو برائیوں سے بچ جاؤ اور دنیا اور آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لو۔

﴿اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

''اللہ تعالیٰ کی بجائے تم بتوں کی عبادت کرتے ہو اور تم جھوٹ گھڑتے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو

اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ

وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو اللہ تعالیٰ کے پاس سے رزق تلاش کرو اور اُس کی عبادت کرو اور اُسی کا شکر ادا کرو

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

اُسی کی طرف تم واپس لائے جاؤ گے''(17)

سوال1: بتوں کی عبادت خود ساختہ ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَا ... اِفْكًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا﴾ ''اللہ تعالیٰ کی بجائے تم بتوں کی عبادت کرتے ہو'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ محض خود ساختہ معبود ہیں جن کے تم نے نام رکھ لیے ہیں، جن کے کچھ احکام گھڑ لیے ہیں۔

(2)﴿وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا﴾ ''اور تم جھوٹ گھڑتے ہو'' (i) بت پتھر کے ہوں، مٹی، پیتل یا چونے کے ہاتھوں سے بنائے جاتے ہیں سن نہیں سکتے لیکن انہیں پکارا جاتا ہے اس اعتبار سے افک بڑا جھوٹ ہے۔(ii) بت نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان لیکن انہیں نفع پہنچانے اور نقصان سے بچانے کے لیے پکارا جاتا ہے۔(iii) بتوں کو ہاتھوں سے تراشا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان میں مشکل کشائی اور حاجت روائی کی خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں جب کہ انسان جانتا ہے کہ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھوں میں بھی یہ خصوصیات نہیں تو جن ہاتھوں سے وہ بتوں کو تراشتا ہے ان میں کیسے یہ خصوصیات پیدا ہو سکتی ہیں اس لیے یہ افک ہے۔(iv) انسان اپنے ہاتھوں سے بت تراش کر اُن سے اُمیدیں باندھتا ہے۔ اس کا حقیقت سے تعلق نہیں اس لیے یہ افک ہے۔

سوال 2: بت رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ ... رِزۡقًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ سب ناقص ہیں جو خود گھڑے ہوئے ہیں، جو اپنے نفع ونقصان کے مالک نہیں جو اپنی موت وحیات کا اختیار نہیں رکھتے، جو کسی کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں، جو کوئی اختیار نہیں رکھتے وہ عبادت کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں۔

(2) ﴿لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا﴾ ''وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اپنے ہاتھ سے تراش کر بت بناتے ہو۔ یہ بت تمہیں کیا روزی دیں گے۔ روزی تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اس سے مانگو۔

(3) دل اس کی عبادت کرنا چاہتے ہیں جو نفع دے، نقصان سے بچائے، مشکلات سے بچائے، جو ضروریات کو جانتا ہو، جو ضروریات پوری کر سکتا ہو، جس سے سوال کریں وہ سنے اور جواب دے۔

(4) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جن کی تم اللہ تعالیٰ کے ماسوا عبادت کر رہے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں ہیں یعنی نہ یہ بارش برسا سکتے ہیں، نہ پھل پھول سبزیاں، اجناس اُگا سکتے ہیں، نہ سورج کی حرارت پہنچا سکتے ہیں، نہ رزق کمانے کے لیے تمہیں صلاحیتیں دے سکتے ہیں تو پھر ان سے روزی کے طلب گار کیوں ہوتے ہو۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ سے رزق مانگو اور اسی کا شکر ادا کرو، اس کی وضاحت ﴿فَابۡتَغُوۡا ... تُرۡجَعُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ﴾ ''سو اللہ تعالیٰ کے پاس سے رزق تلاش کرو'' اللہ تعالیٰ الرزاق ہے۔ وہ دنیا میں بھی اپنے بندوں کو نعمتیں عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی وہی دے گا۔ اسی سے اس کی رضا اور قرب طلب کرنا چاہیے۔

(تفسیر المراغی: 224/7)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ یقیناً میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور وہ تنگ بھی کر دیتا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سبا: 36)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے ان کے جن کو میں کھانا عطا کر دوں، پس تم مجھ سے ہی کھانا مانگو، میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ ہو سوائے ان کے جن کو میں پوشاک پہنا دوں، پس تم مجھ سے ہی پوشاک (لباس) مانگو، میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔'' (مسلم:6572)

(4)رزق تو اللہ تعالیٰ ہی تقدیر میں لکھتا اور مہیا کرتا ہے۔

(5)﴿وَاعْبُدُوْهُ﴾ ''اور اُس کی عبادت کرو'' اس کی عبادت کرو جو نفع اور نقصان کا مالک ہے، جو اپنے اختیارات میں کامل ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔

(6)﴿وَاشْكُرُوْا لَهٗ﴾ ''اور اُسی کا شکر ادا کرو'' اس لیے کہ نعمتیں دینے والا حق رکھتا ہے کہ اس کی نعمت کا اعتراف کیا جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ عطا کرنے والا ہے اس لیے اسی کا شکر ادا کرو۔

(7)﴿اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اُسی کی طرف تم واپس لائے جاؤ گے'' جب تم اس کی طرف واپس جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا اور جو تم چھپاتے تھے اور ظاہر کرتے تھے اس کے بارے میں تمہیں بتائے گا۔ اس لیے شرک کر کے اس کے پاس نہ لوٹنا۔ اپنی زندگی میں ان کاموں میں رغبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں، جو اس کے قریب کرتے ہیں۔ ان کاموں پر ہی وہ ثواب دے گا۔

(8)اس سے مراد یہ ہے کہ اس زندگی کے بعد موت آئے گی۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی دی جائے گی۔ پھر اللہ کی طرف حساب کتاب کے لیے لوٹایا جائے گا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے شعور دلایا تھا کہ جب لوٹ کر اس اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونا ہے تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ دوسروں سے روزیاں کیوں طلب کرتے ہو؟ دوسروں کو حاجت روا اور مشکل کشا کیوں سمجھتے ہو؟

﴿وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾

''اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں'' (18)

سوال: رسولوں پر صاف صاف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ ... الْمُبِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ﴾ ''اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں جھٹلا چکی ہیں'' (i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا رہے ہیں تو اس سے پہلے پیغمبروں کو بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھٹلایا جاتا رہا ہے۔(ii)اگر پہلے جھٹلانے والے اپنی ہلاکت کو پہنچے ہیں تو یہ بھی اپنے بُرے انجام سے بچ نہیں پائیں گے۔

(2)﴿وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور رسول پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں'' (i)رسول کا کام اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔اس پیغام سے کوئی ہدایت پاتا ہے یا نہیں اس کے لیے رسول ذمہ دار نہیں ہے۔(ii)رسولوں کا کام ہدایت دینا نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔اللہ تعالیٰ جس میں سچی طلب دیکھتا ہے اُس کو ہدایت دیتا ہے اور باقیوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ ''وہ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے لیے رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت نہ رہے۔اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے۔''(النساء:165)

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾

''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہ اُس کا اعادہ کرے گا،یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے''(19)

سوال:اللہ تعالیٰ کے لیے تخلیق کی ابتداء اور اعادہ دونوں آسان ہیں،اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... يَسِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ﴾ ''اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تخلیق کی ابتداء کرتا ہے'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم زندگی بعد موت کی قائل نہیں تھی۔

(2)سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے زندگی بعد موت کے ثبوت میں کئی دلائل دیئے کہ اپنی پیدائش پر غور کر لیں۔نام ونشان بھی نہیں تھا جب عدم میں تھے۔اللہ تعالیٰ نے وجود عطا کیا۔

(3)اللہ تعالیٰ کس طرح تخلیق کی ابتداء کرتا ہے نطفے سے خون کے لوتھڑے تک،پھر گوشت کی بے شکل بوٹی سے پورے انسان تک جو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے۔

(4)﴿ثُمَّ يُعِيْدُهٗ﴾ ''پھر وہ اُس کا اعادہ کرے گا'' وہ تخلیق کا اعادہ کر سکتا ہے اور وہ قیامت کے دن اعادہ کرے گا۔

(5)﴿اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ ''یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے'' اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ابتداء سے آخرت کو ثابت کیا ہے کہ ہر چیز کی پیدائش کو تو تم دیکھتے ہو تو جو پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا ہے جب کہ اُس کا سرے سے ہی کوئی وجود نہیں ہوتا وہ دوسری دفعہ پیدا کرنے پر اختیار رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا آسان ہے۔اس سے اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ تمہیں معاد کا معاملہ خواہ کتنا ہی مشکل لگے اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے۔

(7)رب العزت نے فرمایا:﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾''اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر وہی اُس کا اِعادہ کرے گا اور وہ اُس پر آسان ترین ہے۔''(الروم:27)

﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ

''آپ کہہ دیں کہ زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اُس نے کس طرح تخلیق کی ابتداء کی؟ پھر اللہ تعالیٰ ہی اُسے دوسری بار پیدا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

کرے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے''(20)

سوال:تخلیق کی ابتداء اور اعادہ کے لیے زمین میں چلو پھرو اور سمجھو کے حکم کی وضاحت﴿قُلْ...قَدِيْرٌ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ﴾''آپ کہہ دیں کہ''یعنی انہیں تخلیق کی ابتداء کے بارے میں شک ہو تو انہیں کہو۔

(2)﴿سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾''زمین میں چلو پھرو''اپنے قلب وذہن کو حاضر رکھتے ہوئے زمین میں چلو پھرو۔

(3)﴿فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ﴾''پھر دیکھو کہ اُس نے کس طرح تخلیق کی ابتداء کی؟''تم دیکھو گے کہ انسانوں کے گروہ تھوڑا تھوڑا کر کے وجود میں آرہے ہیں،تم دیکھو گے کہ درخت اور نباتات وقتاً فوقتاً جنم لے رہے ہیں،تم بادلوں اور ہواؤں کو پاؤ گے کہ وہ لگاتار اپنی تجدید کے مراحل میں رہتے ہیں بلکہ تمام مخلوق دائمی طور پر ابتدائے تخلیق اور اعادہ تخلیق کے دائرے میں گردش کر رہی ہے۔ان کی موت صغریٰ یعنی نیند کے وقت،ان پر غور کرو کہ رات اپنی تاریکیوں کے ساتھ ان کو ڈھانپ لیتی ہے تب تمام حرکات ساکن اور تمام آوازیں منقطع ہو جاتی ہیں۔اپنے بستروں اور ٹھکانوں میں تمام مخلوق کی حالت یوں ہوتی ہے جیسے وہ مردہ ہوں۔رات بھر وہ اس حالت میں رہتے ہیں حتیٰ کہ جب صبح نمودار ہوتی ہے تو وہ اپنی نیند سے بیدار اور اپنی اس عارضی موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہوئے اٹھتے ہیں:﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ﴾''تعریف ہے اللہ کی جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف قبر سے اٹھ کر جانا ہے۔''(تفسیر سعدی:2/2028)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ﴾ ''پھر اللہ تعالیٰ ہی اُسے دوسری بار پیدا کرے گا'' یعنی اس اعادہ تخلیق کے بعد ایسی زندگی ہے جس میں نہ موت ہے۔ (تفسیر سعدی:2/2028)

(5)(i) اللہ تعالیٰ نے ''معاد'' کو سمجھانے کے لیے انسان کو دعوت دی ہے کہ زمین میں چلو پھرو اور اس کی نشانیوں کو دیکھو۔ غور کرو اللہ نے کیسے زمین کو بچھایا؟ اللہ نے کیسے سمندر بنائے؟ کیسے پہاڑ بنائے؟ کیسے وادیاں بنائیں؟ کیسے دریا چلائے؟ کیسے طرح طرح کے پھل پیدا کیے؟ (ii) اللہ تعالیٰ نے انسان کو دعوت دی ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسے پیدائش کی ابتداء کی اور اس کے ساتھ انسان کو شعور دیا ہے کہ ایسے ہی اللہ تعالیٰ اعادہ کرے گا۔

(6)﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اختیار ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ پہلی بار پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

﴿يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ﴾

''وہ جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے'' (21)

سوال: اللہ تعالیٰ عذاب دینے اور رحمت کرنے پر قدرت رکھتا ہے، اس کی وضاحت ﴿يُعَذِّبُ ... تُقْلَبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''وہ جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کیسا قادر ہے، فیصلہ کرنے کے سارے اختیارات اُس کے پاس ہیں، کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا جس کو چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے۔ اُس نے اپنی قدرت سے اُصول بنائے ہیں جزا سزا اُن اُصولوں کے مطابق ہوگی۔

(2) یعنی حکم جزائی میں وہ منفرد ہے۔ یعنی وہ اکیلا ہے جو اطاعت کرنے والوں کو ثواب عطا کرتا ہے، انہیں اپنی وسیع رحمت کے سائے میں لیتا ہے اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2/2029)

(3) سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام آسمان والوں اور اپنے تمام زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو دے سکتا ہے، یہ اس کا ان پر ظلم نہیں ہوگا (کیونکہ سبھی اسی کی ملکیت ہیں)۔'' (ابن ماجہ:77)

(4) اللہ تعالیٰ ہی مختار کل ہے۔ وہی حاکم ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ کسی کو اس کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں۔ کوئی اللہ تعالیٰ سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ پیدا کرنا بھی اس کا کام ہے، حکم دینا اور حکومت کرنا بھی اسی کا کام ہے۔ اس کا ہر کام عدل پر مبنی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ وہ کسی کو عذاب دے تو حق ہے کیونکہ اعمال کے مطابق ہوگا۔ کسی پر رحمت کرے تو اس کی مہربانی ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن جو کرتا ہے عدل کے ساتھ کرتا ہے۔

(5)﴿وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ﴾ ''اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے'' اللہ تعالیٰ نے انسان کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھو تم نے لوٹ کر رب کے پاس جانا ہے اور رب کی رحمت نیک لوگوں کے لیے ہوگی پھر تم ان لوگوں میں شامل کیوں نہیں ہو جاتے۔ اور دیکھو بُرے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے پھر تم بُرائیاں کیوں نہیں چھوڑنا چاہتے۔

﴿وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

''اور تم نہ زمین میں عاجز کرنے والے ہو اور نہ ہی آسمان میں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا

ع 2 9 14

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾

کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے'' (22)

سوال: انسان زمین میں بھی عاجز ہے اور آسمان میں بھی، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ ... نَصِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ﴾ ''اور تم نہ زمین میں عاجز کرنے والے ہو اور نہ ہی آسمان میں'' اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعور دلایا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے کاموں کو روک نہیں سکتا نہ زمین میں مخلوق کی پیدائش کو روک سکتا ہے، نہ موت کو نہ دوبارہ زندگی کو۔

(2) یعنی اے جھٹلانے والے لوگو جو گناہوں کے ارتکاب کی جسارت کرتے ہو! یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تم سے غافل ہے یا تم زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کو عاجز کر سکو گے۔ تمہاری قدرت و اختیار تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ تمہارے نفس نے جن امور کو مزین کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات کے بارے میں تمہیں فریب میں مبتلا کر رکھا ہے، وہ تمہیں دھوکے میں نہ رکھیں۔ کائنات کے تمام گوشوں میں تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کر سکو گے۔ (تفسیر سعدی: 2029/2)

(3) زمین و آسمان میں کوئی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کو عاجز کر دے وہ بندوں پر غالب ہے۔ ہر چیز اس کی محتاج ہے۔

(4)﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے'' اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعور دلایا ہے کہ تم مدد کے محتاج ہو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ مددگار۔

(5) اللہ تعالیٰ ولی ہے۔ اسی سے دینی اور دنیاوی مصالح ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2029/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ وَاُولٰٓئِكَ

''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات اور اُس سے ملاقات کا انکار کیا یہی لوگ میری رحمت سے مایوس ہو گئے

لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾

اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے''(23)

سوال : اللہ تعالیٰ کی آیات اور ملاقات کا انکار کرنے والے اس کی رحمت سے مایوس ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيۡنَ ... اَلِيۡمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ ''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا'' جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں جو رسول لے کر آئے۔

(2) ﴿وَلِقَآئِهٖۤ﴾ ''اور اُس سے ملاقات کا'' یعنی بعث اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

(3) ﴿اُولٰٓئِكَ يَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ﴾ ''یہی لوگ میری رحمت سے مایوس ہو گئے'' وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہو گئے اگر اُمید ہوتی تو اس کو حاصل کرنے کے لیے عمل کرتے یعنی اُن کے پاس کوئی ایسا سبب نہیں جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید رکھیں۔

(4) (i) اللہ کی رحمت سے وہ لوگ نا اُمید ہوتے ہیں جو اللہ کے کلام، قرآن مجید کو سیکھنے، سکھانے، اس کے پیغام کو عام کرنے کی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔ جو دنیا میں کھانا پینا، عیش کرنا اپنی ذمہ داریاں خیال کرتے ہیں، جو رزق کمانے میں اتنے مصروف رہتے ہیں کہ انہیں ایمانی رزق کمانے کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ (ii) جو لوگ موت اور موت کے بعد کی زندگی کو سوچنا نہیں چاہتے وہ ہر کام کو دنیا کے لیے ہی کرنا چاہتے ہیں اور تسکین حاصل نہیں کر پاتے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں۔

(5) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کا اثر کافروں پر یوں ہوتا ہے کہ وہ ان سارے اسباب کو چھوڑ دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا۔'' (یوسف: 87)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اُن لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے۔ یقیناً وہ آخرت سے اسی طرح نا اُمید ہو گئے ہیں جیسے وہ کافر نا امید ہو چکے جو قبروں والے ہیں۔'' (الممتحنۃ:13)

(8) گناہ گاروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ گناہوں کی کثرت انہیں وحشت میں مبتلا کرتی ہے اور ان کے دل ان گناہوں کے شدید احساس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اس طرح ان کے دلوں میں مایوسی پیدا ہو جاتی ہے۔

(9)﴿وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے والوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں، دردناک عذاب ہے۔

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک رحمت تمام مخلوقات کو دی ہے اس کی وجہ سے وہ آپس میں محبت اور الفت کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنی اولاد سے الفت کرتے ہیں اور ماں اپنے بچے سے اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھی ہیں قیامت کے دن کے لیے کہ اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔'' (ابن ماجہ:4293)

(11) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی بعض ازواج نے عرض کیا: مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔'' (بخاری:6507)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ

''پھر اُس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا: ''قتل کر دو اُسے یا جلا دو اُس کو'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسے آگ سے نجات دی،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

بلاشبہ اس میں اُن کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں'' (24)

سوال: قوم نے مارڈالو یا جلا ڈالو کا جو بیانیہ دیا، اس کی وضاحت ﴿فَمَا ... يُّؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ﴾ ''پھر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا: ''قتل کر دو اسے یا جلا دو اس کو'' قوم ابراہیم نے دعوت کا جواب ظلم وتشدد سے دیا کہ جلا ڈالو یا قتل کر ڈالو اسے۔

(2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو رب کی طرف بلایا۔ وہ صاحب اقتدار لوگ تھے انہوں نے بدترین طریقے سے انتقام لینے کے لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ کے خلیل نے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی اور اپنا جسم آگ کے حوالے کرنے کے لیے پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دے دیا۔

(3) ﴿فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسے آگ سے نجات دی'' اللہ تعالیٰ کی عظیم قوت نے خوارق عادت معجزہ دکھایا جو انسانوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ ﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾ ''ہم نے کہا: ''اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا۔'' (الانبیاء: 69)

(4) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں ان کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں'' یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ (i) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے نجات پانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔ (ii) دوسری نشانی یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کے پاس خواہ کتنی ہی قوت ہو اور وہ ایک مومن کے خلاف کتنی ہی قوت اکٹھی کر لیں کتنے قانون بنا لیں سب لوگ محاذ آرائی کر لیں اُس مومن کا کوئی بال بیکا بھی نہیں کر سکتا۔ (iii) تیسری نشانی یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت نہ دینا چاہے تو بڑے سے بڑا معجزہ بھی مفید نہیں رہتا۔

(5) رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی وجہ سے انہیں لوگوں کا امام، پیشوا اور راہ نما بنا دیا۔ تمام مذاہب والے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے وہ اپنے مخلص لوگوں کو اپنی مہربانی سے بچا لیتا ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور امام بنا دیتا ہے۔

﴿وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

''اور اُس نے کہا کہ تم نے دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو (معبود) بنایا ہے، دنیا کی زندگی میں اپنے درمیان دوستی

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۙ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ

کی وجہ سے، قیامت کے دن تم میں سے کوئی کسی دوسرے کا انکار کرے گا اور تم میں سے کوئی دوسرے پر لعنت کرے گا اور

وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾

آگ تمہارا ٹھکانہ ہوگی۔ اور تمہارے لیے کوئی مددگار نہ ہوگا'' (25)

سوال 1: بت پرستی کی غرض دنیاوی محبت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ ... الدُّنْيَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ﴾ ''اور اُس نے کہا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔

(2) ﴿اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا﴾ ''کہ تم نے دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو (معبود) بنایا ہے'' یعنی تم نے اپنے رب کو چھوڑ کر خود ساختہ معبودوں کو بنا لیا ہے۔

(3) ﴿مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''دنیا کی زندگی میں اپنے درمیان دوستی کی وجہ سے'' تم نے بتوں کو دنیا کی زندگی میں آپس کی محبت کا دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ یہ دوستی اور محبت جلد ختم ہو جائے گی۔

سوال 2: قیامت کے دن معاملہ الٹ جائے گا، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... نّٰصِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ﴾ ''قیامت کے دن تم میں سے کوئی کسی دوسرے کا انکار کرے گا'' قیامت کے دن معاملہ الٹ جائے گا، نہ محبت رہے گی نہ باہمی تعلقات، نہ دوستیاں قائم رہیں گی۔

(2) ﴿وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ ''اور تم میں سے کوئی دوسرے پر لعنت کرے گا'' عابد اور معبود ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ معبود عابدوں کے دشمن اور عابد معبودوں کے دشمن بن جائیں گے۔

رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''آگ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوجاؤ جنوں اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو تم سے پہلے گزر چکے۔'' جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی وہ اپنی ساتھی جماعت پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب وہ سب اُس میں آملیں گی تو اُن کی پچھلی اپنے سے پہلی جماعت کے بارے میں کہے گی: ''اے ہمارے رب! یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا چنانچہ آپ اُنہیں آگ کا دوگنا عذاب دیں،'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''ہر ایک کے لئے دوگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔'' (الاعراف:38)

(3)﴿اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ ''تمام دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقی لوگوں کے۔'' (الزخرف:67)

(4)﴿وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ﴾ ''اور جب تمام انسان جمع کر دیے جائیں گے تو وہ اُن کے دشمن ہوجائیں گے اور اُن کی عبادت کا انکار کرنے والے ہوں گے۔'' (الاحقاف:6)

(5)﴿وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ﴾ ''اور آگ تمہارا ٹھکانہ ہوگی'' یعنی عابدوں اور معبودوں کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ کوئی حمایتی، کوئی ترس کھانے والا، کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(6)﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ﴾ ''اور تمہارے لیے کوئی مددگار نہ ہوگا'' اس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے بتوں کی بندگی اختیار کرنے کی حقیقت کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ تم نے بتوں کی بندگی اپنے اطمینان کی وجہ سے عقیدتاً اختیار نہیں کی۔

(2) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ تم بتوں کی بندگی ایک دوسرے سے اتفاق کرتے ہوئے ایک دوسرے کا لحاظ رکھتے ہوئے اختیار کر رہے ہو۔ (3) بت تمہاری آپس کی دوستیوں کی بنیاد ہیں۔

(4) یہ تمہارے قومی بت ہیں اگر ان کی بندگی چھوڑ دو گے تو تمہاری اجتماعیت قائم نہیں رہے گی۔

(5) آپس کی دوستیاں اور تعلقات سچائی کی حق تلفی سے قائم ہیں۔

﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾

''پھر لوط اس پر ایمان لایا اور ابراہیم نے کہا: یقیناً میں اپنے رب کے لئے ہجرت کرنے والا ہوں یقیناً وہ سب پر غالب، مکمل حکمت والا ہے'' (26)

سوال 1: سیدنا لوط علیہ السلام نے ایمان قبول کرلیا، اس کی وضاحت ﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ﴾ ''پھر لوط اس پر ایمان لایا'' سیدنا لوط علیہ السلام نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرلیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) سیدنا لوط علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ دونوں ہی عراق کے شہر بابل کے رہنے والے تھے۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام آگ کے امتحان سے صحیح سلامت نکل آئے تو سیدنا لوط علیہ السلام نے ان پر ایمان لانے کا اعلان کیا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سیدنا لوط علیہ السلام پہلے مشرک تھے۔ کیونکہ نبیوں کی نبوت سے پہلے زندگی بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایسی نجاستوں سے پاک ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اور بھی کئی ایسے آدمی ہوتے ہیں کہ جو شرک سے بیزار قلب رکھتے ہیں لیکن ان کو صحیح راہ نمائی نہیں ملتی۔ دور نبوی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے ایسے چھ آدمی موجود تھے۔ (تیسیر القرآن: 473/3)

سوال 2: ﴿وَقَالَ ... الْحَكِيْمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ﴾ ''اور ابراہیم نے کہا: ''یقیناً میں اپنے رب کے لیے ہجرت کرنے والا ہوں'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اب دعوت اثر انداز نہیں ہو رہی تو انہوں نے زمین کے برے علاقے کو چھوڑ کر برکت والی زمین شام کی طرف ہجرت کر لی۔

(2) مفسرین کہتے ہیں کہ ہجرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام نے مل کر کی تھی اور یہ سفر ہجرت بابل سے فلسطین کی طرف تھا۔ اللہ کی حکمت اس میں تھی کہ آپ وہاں چلے جائیں۔ اسی مقام پر سیدنا لوط علیہ السلام کو بھی نبوت ملی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا لوط علیہ السلام کو سدوم کے علاقہ کی طرف بھیج دیا۔ (تیسیر القرآن: 474/3)

(3) ﴿اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''یقیناً وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ ہی غلبہ رکھنے والا ہے۔ انسانوں کے دلوں پر، ان کے معاشروں پر، ان کے حالات پر وہی العزیز ہے۔ انسان پر حالات نہیں رب کی ذات غالب آتی ہے، اس کے فیصلے غالب آتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ہجرت میں رب کے غلبے کے شعور کو پختہ کیا تھا۔ (ii) اللہ تعالیٰ الحکیم ہے اس کے فیصلے دانائی پر مبنی ہوتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے فیصلے میں بھی اس کی حکمت کا شعور پایا۔

(4) یعنی اللہ تعالیٰ جو قوت کا مالک ہے تمہیں ہدایت دینے پر قادر ہے لیکن وہ حکمت والا ہے اور اس کی حکمت ایسا کرنے کی مقتضی نہیں۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو اسی حال میں چھوڑ کر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اس نے ان کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ صرف یہ ذکر فرمایا کہ آپ وہاں سے ہجرت کر گئے اور اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ رہا وہ قصہ جو اسرائیلیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر مچھروں کا دروازہ کھول دیا۔ وہ ان کا خون پی گئے، گوشت کھا گئے اور ان کے آخری آدمی تک کو ہلاک کر ڈالا اس بارے میں حتمی رائے قائم کرنے کے لئے دلیل پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توقف کرنا چاہیے جو کہ موجود نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے عذاب کے ذریعے سے ان کو تہس نہس کیا ہوتا تو ضرور اس کا ذکر فرماتا جیسے دیگر جھٹلانے والی امتوں کی ہلاکت کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر کیا اس قصہ کا یہ راز تو نہیں کہ سیدنا خلیل علیہ السلام مخلوق میں سب سے زیادہ رحیم و شفیق، سب سے زیادہ افضل، سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ جلیل القدر لوگوں میں سے تھے۔ آپ نے کبھی اپنی قوم کے لیے بددعا نہیں کی جیسے دیگر بعض انبیائے کرام علیہم السلام نے بددعا کی اور نہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کی قوم پر عذاب نازل فرمایا۔ اس موقف پر یہ واقعہ بھی دلالت کرتا ہے کہ جب فرشتے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے تو آپ نے قوم لوط کی مدافعت کے لیے ان فرشتوں سے جھگڑا کیا حالانکہ وہ آپ کی قوم نہ تھی۔ اصل صورت حال کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2/2031,2032)

﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي

''اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی اور ہم نے اسے دنیا میں بھی اس کا

الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

اجر عطا کیا اور آخرت میں یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا'' (27)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو صالح بیٹا اور پوتا عطا فرمایا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَوَهَبْنَا ... الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ﴾ ''اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے'' یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شام کی طرف ہجرت کے بعد رب العزت نے انہیں بیٹا سیدنا اسحٰق علیہ السلام اور پوتا سیدنا یعقوب علیہ السلام عطا فرما کر آپ علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

(2) ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ﴾ ''اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا اسحاق علیہ السلام ان کے بیٹے سیدنا یعقوب علیہ السلام ان کے بیٹے سیدنا یوسف علیہ السلام سب نبی تھے اور دوسرے بیٹوں سے بھی نبوت کا سلسلہ چلا اور کتابیں آئیں۔ نبی ﷺ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نبی ہوئے اور آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا﴾ ''تو جب وہ ان سے جُدا ہو گیا اور جن کی وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے تو ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا۔'' (مریم:49)

(4)﴿وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ(۷۱) وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ(۷۲)﴾ ''اور ہم نے اسے اور لوط کو اس زمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے جہانوں کے لیے برکتیں رکھی ہیں۔ اور ہم نے اسے اسحٰق عطا کیا اور یعقوب بھی زائد انعام کی صورت میں! اور ہر ایک کو ہم نے نیک بنایا۔'' (الانبیاء:72,71)

(5) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شریف بن شریف بن شریف بن شریف یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔'' (بخاری:3390)

(6)﴿وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا﴾ ''اور ہم نے اسے دنیا میں بھی اُس کا اجر عطا کیا'' اللہ تعالیٰ نے دُنیا کا رزق بھی دیا اور ذکر خیر بھی دنیا میں سارے مذاہب کے لوگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں۔

(7) یعنی ہم نے آپ کو نہایت خوبصورت بیوی عطا کی جو حسن و جمال میں تمام عورتوں پر فوقیت رکھتی تھی، ہم نے آپ کو وسیع رزق اور اولاد سے سرفراز کیا جن سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی معرفت، محبت اور انابت سے نوازا۔ (تفسیر سعدی:2/2032)

(8)﴿وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''اور آخرت میں یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا'' آخرت میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے درجات بلند ہوں گے اور وہ نیک لوگوں میں ہوں گے۔

(9) اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے دنیا اور آخرت کی سعادت کو جمع کر دیا۔

(10) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''اور ہم نے اُسے دنیا میں بھلائی دی اور بلاشبہ آخرت میں وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوگا۔'' (النحل:122)

﴿وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا

''اور لُوط (کو بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا: ''یقیناً تم واقعی اُس بے حیائی کو آتے ہو جو تم سے پہلے

مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾

جہانوں میں سے کسی نے نہیں کی؟'' (28)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام نے قوم کو جو وعظ دیا، اس کی وضاحت ﴿وَلُوْطًا... الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلُوْطًا﴾ ''اور لُوط (کو بھیجا)'' سیدنا لوط علیہ السلام کے قصے سے نبی ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ سیدنا لوط علیہ السلام قوم کو برائی سے روکتے اور ایک اللہ کی طرف بلاتے تھے۔

(2) ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ﴾ ''جب اُس نے اپنی قوم سے کہا'' جب سیدنا لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو حیا سوز شرمناک کام سے روکتے ہوئے کہا۔

(3) ﴿اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''یقیناً تم واقعی اُس بے حیائی کو آتے ہو جو تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کی؟'' تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔

(4) سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم لواطت میں مبتلا تھی۔ ان سے پہلے کسی قوم نے مردوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم نہیں کیے تھے۔

(5) قوم لوط کافر تھی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جھٹلاتی تھی۔ وہ قافلے لوٹتے تھے، لوگوں کو قتل کرتے تھے، مجالس میں مردوں سے بے حیائی کے کام کرتے تھے۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے انہیں بے حیائی کے کاموں سے روکا مگر انہوں نے نصیحت قبول نہ کی۔

﴿اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا

''یقیناً کیا تم واقعی مردوں کے پاس آتے ہو اور تم راستے کاٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بُرا کام کرتے ہو؟'' تو اس کی

كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا: ''اگر تم واقعی سچوں میں سے ہو تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آؤ'' (29)

سوال 1: لواطت، راہ زنی اور مجالس میں بے حیائی، قومِ لوط کے ان افعال کی وضاحت ﴿اَئِنَّكُمْ... الْمُنْكَرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ﴾ ''یقیناً کیا تم واقعی مردوں کے پاس آتے ہو'' سیدنا لوط علیہ السلام نے قوم کو جھنجھوڑا کہ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو یعنی تمہاری جنسی شہوت کی تسکین کے لیے جو اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا طریقہ ہے، بیویوں سے مباشرت کرنے کا، اُسے چھوڑ کر مردوں کے پاس غیر فطری طریقے سے جاتے ہو۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلُوْطًا اِذْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾ ''اور لوط کو جب اُس نے اپنی قوم سے کہا: ''کیا تم بے حیائی کو آتے ہو اور حالانکہ تم دیکھتے ہو۔'' (النمل:54)

(2)﴿وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ﴾ ''اور تم راستے کاٹتے ہو'' قوم لوط قافلے لوٹتی تھی۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم راہ زنی کرتے ہو۔ (3)(i) اس سے مراد یہ ہے کہ آنے جانے والے مسافروں کو لوٹ کر ان سے بے حیائی کے کام کرتے ہو۔ (ii) اس سے یہ بھی مراد ہے کہ تم راستوں میں بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو۔

(4)(i) اس سے مراد قطع نسل بھی ہے کیونکہ مردوں سے شہوت پوری کر کے نسل کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے۔ (ii) آتے جاتے لوگوں کو لوٹ لینے سے، قتل کر دینے سے لوگ باہر نکلنا چھوڑ دیتے ہیں اس طرح راستے بند ہو جاتے ہیں۔ (iii) آتے جاتے لوگوں سے بے حیائی کے کام کرنے سے بھی لوگوں نے عملاً ان علاقوں سے گزرنا اور باہر نکلنا چھوڑ دیا یوں بھی قطع طریق ہو گیا یعنی راستہ بند ہو گیا۔

(5)﴿وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ ''اور اپنی مجلسوں میں بُرا کام کرتے ہو؟'' سیدنا لوط علیہ السلام نے قوم سے کہا: تم حیا سوز شرمناک کام اپنی مجلس میں کھلم کھلا کرتے ہو بے ہودہ باتیں اور حیا سوز حرکتیں کرتے ہوئے تمہیں ذرا شرم نہیں آتی۔

(6) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ ہو فحش کسی چیز میں مگر خراب کر دیا اس کو اور نہ ہوئی حیا کسی چیز میں مگر زینت دے دی اس کو۔'' (ترمذی:1974)

سوال 2: قومِ لوط کے جواب کی وضاحت ﴿فَمَا كَانَ ... الصّٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ﴾ ''تو اُس کی قوم کا جواب'' یعنی سیدنا لوط علیہ السلام کی اتنی تنبیہ اور روکنے کے باوجود قوم کا یہ جواب تھا۔ (2)﴿اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ ''اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا: ''اگر تم واقعی سچوں میں سے ہو تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آؤ'' قوم نے عذاب کا مطالبہ کر دیا اور اسے سیدنا لوط علیہ السلام کی سچائی کی دلیل ٹھہرایا۔ جیسا کہ فرمایا:﴿اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾ ''بلاشبہ تم عورتوں کو چھوڑ کر یقیناً مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو، بلکہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔'' (الاعراف:81)

ع 3 8 15

﴿قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ﴾

''لوط نے کہا: ''اے میرے رب! فسادی قوم کے خلاف میری مدد فرما'' (30)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام نے اپنے رب سے مدد کی درخواست کی، اس کی وضاحت ﴿قَالَ... الْمُفْسِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ ''لوط نے کہا: ''اے میرے رب! فسادی قوم کے خلاف میری مدد فرما'' سیدنا لوط علیہ السلام نے قوم کی اصلاح سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد کے لیے دعا کی۔

(2) ان کا نبی ان سے مایوس ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس کی قوم عذاب کی مستحق ہے، ان کے بہت زیادہ جھٹلانے کی وجہ سے سیدنا لوط علیہ السلام بے قرار ہو گئے آپ نے ان کے لیے بددعا کی۔ (تفسیر سعدی: 2034/2)

(3) اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر لی اور مفسد قوم کو ہلاک کرنے کے لیے فرشتے بھیج دیئے۔

﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ

''اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لائے تو انہوں نے کہا: ''ہم اس بستی کے لوگوں کو

اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ﴾

یقیناً ہلاک کرنے والے ہیں، اُس کے باشندے یقیناً ظالم ہیں'' (31)

سوال 1: فرشتے عذاب لے کر آ گئے، اس کی وضاحت ﴿وَلَمَّا جَآءَتْ... ظٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى﴾ ''اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لائے'' فرشتے سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس جانے سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انھیں سیدنا اسحق علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام کی خوش خبری دی۔

(2) سیدنا لوط علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے بھیج دیا۔

(3) ﴿قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ﴾ ''تو انہوں نے کہا: ''ہم اس بستی کے لوگوں کو یقیناً ہلاک کرنے والے ہیں'' فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ وہ قوم لوط کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔

(4) ﴿اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ﴾ ''اُس کے باشندے یقیناً ظالم ہیں'' انھوں نے کہا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے، اللہ کے رسول کو جھٹلا کر اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ (جامع البیان: 146/20) (5) یعنی وہ ظالم گناہوں میں ڈوبے ہوئے، بے حیائی کے کام کرتے ہیں، راہ زنی کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: فرشتوں نے اپنی مہم کے بارے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم لوط علیہ السلام کی بستی کو ہلاک کرنے آئے ہیں یقیناً وہ ظالم لوگ ہیں۔

﴿قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ

''ابراہیم نے کہا: ''اُس میں لوط بھی ہے'' انہوں نے کہا: ''ہم زیادہ جاننے والے ہیں کہ اُس میں کون ہے؟ ہم یقیناً ضرور اُسے اور اُس

اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾

کے گھر والوں کو بچا لیں گے مگر اُس کی بیوی جو پیچھے رہنے والوں میں سے ہے'' (32)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب کہا کہ اس بستی میں لوط ہیں تو فرشتوں نے کیا جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... الْغٰبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''ابراہیم نے کہا''

(2) ﴿اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا﴾ ''اُس میں لوط بھی ہے'' یعنی سیدنا لوط علیہ السلام ظالم نہیں، اللہ تعالیٰ کے صالح بندے ہیں اور وہ اس بستی میں موجود ہیں جس کو آپ ہلاک کرنے جا رہے ہو۔ (ایسر التفاسیر: 1137)

(3) ﴿قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا﴾ ''انہوں نے کہا: ''ہم زیادہ جاننے والے ہیں کہ اُس میں کون ہے؟'' فرشتوں نے جواب دیا ہمیں آپ سے زیادہ معلوم ہے کہ وہاں کون ہے۔

(4) ﴿لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ﴾ ''ہم یقیناً ضرور اُسے اور اُس کے گھر والوں کو بچا لیں گے'' ہم سیدنا لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو ہلاک نہیں کریں گے۔ انہیں ہم بچا لیں گے۔

(5) ﴿اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾ ''مگر اُس کی بیوی جو پیچھے رہنے والوں میں سے ہے'' سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بغاوت میں ہاتھ بٹاتی تھی۔

(6) سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی مومنہ نہیں تھی اپنی قوم کی حمایت کرنے والی تھی اس لیے اسے بھی ہلاک کر دیا گیا۔

﴿وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا

''اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ اُن سے پریشان ہوا اور اُس کا دل تنگ ہوا اور انہوں نے کہا کہ ڈرو نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾

اور نہ ہی غم کرو یقیناً ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر تمہاری بیوی جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے" (33)

سوال: فرشتے سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے، واقعات کی وضاحت ﴿وَلَمَّآ ... مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَمَّآ أَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا﴾ "اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے" فرشتے سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس نوجوان لڑکوں کے روپ میں گئے۔

(2) ﴿سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا﴾ "تو وہ اُن سے پریشان ہوا اور اُس کا دل تنگ ہوا" (i) سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے۔ انہیں اپنی قوم کی بری عادت اور سرکشی کا علم تھا۔ انہیں خوف محسوس ہوا کہ خوبصورت مہمانوں کو دیکھیں گے تو بے حیائی کا ارتکاب کریں گے جس سے رسوائی ہوگی۔ (ii) سیدنا لوط علیہ السلام کو اس لیے بھی غم تھا کہ قوم کی بری عادت سے مہمانوں کو بچانے کے لیے کوئی تدبیر انہیں نہیں سوجھ رہی تھی۔

(3) ﴿وَقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ﴾ "اور اُنہوں نے کہا کہ ڈرو نہیں اور نہ ہی غم کرو" فرشتوں نے کہا: ہمارے بارے میں آپ خوف زدہ نہ ہوں، نہ غم کریں۔

(4) ﴿إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ﴾ "یقیناً ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو نجات دیں گے" ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں، آپ کی مومن بیٹیوں کو بچالیں گے۔

(5) ﴿إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾ "مگر تمہاری بیوی جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے" آپ کے گھرانے سے صرف ایک عورت ہلاک ہوگی اور وہ آپ کی بیوی ہے جو قوم کے ساتھ مددگاروں میں شامل تھی۔

﴿إِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾

"ہم اس بستی کے باشندوں پر یقیناً آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اس وجہ سے جو وہ نافرمانی کرتے تھے" (34)

سوال: ہم آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿إِنَّا مُنْزِلُوْنَ ... يَفْسُقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ "ہم اس بستی کے باشندوں پر یقیناً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں'' فرشتوں نے کہا اب تو ہم آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں لہٰذا آپ گھر والوں کو لے کر راتوں رات نکل جائیں۔(2)(i) آسمانی عذاب سے مراد کنکر پتھروں کی بارش ہے۔(ii) ان کی بستیوں کو زمین سے اکھیڑ کر بلندیوں تک لے جا کر انہیں الٹانا ہے۔

(3) سیدنا جبریل علیہ السلام نے ان کو زمین سے اٹھا کر فضا میں لے جا کر پٹخ دیا، اور اللہ تعالیٰ نے پتھروں والی آندھی بھیج دی اور اس آبادی کی جگہ گندے بحیرہ نے لے لی۔

(4)﴿بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ ''اس وجہ سے جو وہ نافرمانی کرتے تھے'' اس عذاب کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے تھے۔

﴿وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾

''اور یقیناً ہم نے اس بستی کو کھلی نشانی بنا کر چھوڑ دیا ہے اُن کے لیے جو عقل رکھتے ہیں'' (35)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام کی بستی کھلی نشانی بنا دی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ... يَّعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً﴾ ''اور یقیناً ہم نے اس بستی کو کھلی نشانی بنا کر چھوڑ دیا ہے'' سیدنا لوط علیہ السلام کی بستی پر پانی کو چڑھا دیا گیا جو سخت بدبودار بحیرے میں تبدیل کر دیا گیا۔ سیاہ بدبودار پانی، پتھروں کی بارش اور الٹی ہوئی بستیاں سب صریح عبرت کی نشانیاں ہیں۔

(2)﴿لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ''اُن کے لیے جو عقل رکھتے ہیں'' نشانیاں عقلمندوں کے لیے مفید ہوتی ہیں کیونکہ وہ غور کرتے ہیں، اسباب اور عوامل کا تجزیہ کرتے ہیں اور نتائج کو دیکھتے ہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ (۱۳۷) وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۳۸)﴾ ''اور یقیناً تم اُن پر سے صبح کو گزرتے ہو اور رات کو بھی، تو کیا تم سمجھتے نہیں؟'' (الصّٰفّٰت: 137-138)

﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ

''اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا)۔ تو اُس نے کہا: ''اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی اُمید رکھو

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ﴾

اور زمین میں فساد برپا کرنے والے بن کر دنگا نہ کرو'' (36)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا شعیب علیہ السلام کے وعظ کی وضاحت ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ ... مُفْسِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ ''اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا)'' مدین والے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدیان کی نسل سے تھے۔ ان کی طرف سیدنا شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(2) ﴿فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ ''تو اُس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو'' سیدنا شعیب علیہ السلام نے اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کا حکم دیا۔

(3) ﴿وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ ''اور آخرت کے دن کی اُمید رکھو'' سیدنا شعیب علیہ السلام نے قوم کو آخرت پر ایمان لانے کی اور اس دن کے عذاب اور انتقام سے بچنے کی دعوت دی۔

(4) آخرت فراموشی کی وجہ سے لوگ گناہوں میں دلیر ہو جاتے ہیں۔

(5) ﴿وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ﴾ ''اور زمین میں فساد برپا کرنے والے بن کر دندناتے نہ پھرو'' زمین میں فساد کرنے سے مراد ہے: (i) اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنا۔ (ii) ناپ تول میں کمی کرنا۔ (iii) لوگوں کو کم دینا۔ یہ وہ کام تھے جن کی وجہ سے قوم شعیب نے زمین کو فساد سے بھر دیا تھا۔

﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴾

''تو اُنہوں نے اُسے جھٹلا دیا تو ایک زلزلے نے اُنہیں پکڑ لیا تو وہ اپنے گھروں میں ہی اوندھے پڑے رہ گئے'' (37)

سوال: قوم شعیب علیہ السلام کو زلزلے نے پکڑ لیا، واقعات کی وضاحت ﴿فَكَذَّبُوْهُ ... جٰثِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَكَذَّبُوْهُ﴾ ''تو اُنہوں نے اُسے جھٹلا دیا'' یعنی مدین والوں نے سیدنا شعیب علیہ السلام کو جھٹلا دیا۔

(2) ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ ''تو ایک زلزلے نے اُنہیں پکڑ لیا'' قوم شعیب کو زلزلے نے ہلاک کر ڈالا۔

(3) ﴿فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴾ ''تو وہ اپنے گھروں میں ہی اوندھے پڑے رہ گئے'' یعنی وہ اپنے گھروں میں مردہ پڑے رہ گئے۔

﴿وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

''اور عاد اور ثمود کو (ہم نے ہلاک کر دیا) اور تم پر اُن کے رہنے کی جگہیں واضح ہو گئی ہیں اور شیطان نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾

اُن کے اعمال کو اُن کے لیے خوش نما بنا دیا تھا، پس انہیں راہِ راست سے روک دیا حالانکہ وہ سمجھ دار لوگ تھے" (38)

سوال: عاد اور ثمود کی تباہی کی وضاحت ﴿وَعَادًا ... مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَعَادًا وَّثَمُوْدَا﴾ "اور عاد اور ثمود کو" عاد کے لوگ جزیرۂ عرب کے جنوب میں احقاف میں رہتے تھے۔ ان کی بستی حضر موت یمن کے قریب ہے۔ قوم ثمود کی بستی حجر ہے یہ حجاز کے شمال میں ہے آج کل اسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ (۵) وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ (۶) سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (۷) فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ (۸)﴾ "سو جو ثمود تھے انہیں ایک حد سے بڑھی ہوئی آواز سے ہلاک کیا گیا۔ اور جو عاد تھے تو وہ سخت ٹھنڈی، تند و تیز آندھی سے ہلاک کر دیے گئے جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اس نے اسے سات راتیں اور آٹھ دن ان پر جڑ کاٹ دینے کے لیے مسلسل چلائے رکھا، سو آپ دیکھیں گے وہ اس طرح پچھاڑے گئے گویا گری ہوئی کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں۔ کیا آپ اُن میں کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتے ہو؟" (الحاقۃ:5-8)

(2) ﴿وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ﴾ "اور تم پر اُن کے رہنے کی جگہیں واضح ہو گئی ہیں" یعنی اے کفار مکہ اور مشرکین قریش ان کے گھر تمہارے سامنے خالی پڑے ہیں۔

(3) شام کے راستے میں خیبر و تیما سے تبوک تک قوم ثمود کے آثار پائے جاتے ہیں اور قوم عاد کے آثار جزیرہ عرب کے جنوبی علاقہ میں، جو احقاف اور حضر موت کے نام سے مشہور ہے، پائے جاتے ہیں۔ اب اگر یہ آثار مٹ چکے ہوں تو نزول قرآن کے زمانہ میں تو ضرور پائے جاتے ہوں گے اور عرب کا بچہ بچہ ان سے واقف ہوگا۔ (اشرف الحواشی:1/479)

(4) ﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾ "اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کے لیے خوش نما بنا دیا تھا" شیطان نے ان کے لیے اللہ کا انکار کرنا اور رسولوں کی تکذیب کرنا خوش نما بنا دیا تھا۔ (جامع البیان:20/149)

(5) شیطان نے ان کے لیے شرک، شر، ظلم، فساد اور اللہ کی راہ سے روکنا مزین کر دیا۔ (ایسر التفاسیر:1139)

(6) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جو بت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ سواع بنی ہذیل کا، یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی اجوف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے۔ "یعوق" ہمدان کا بت تھا۔ نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے تھے۔ یہ پانچوں سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے۔ جب ان کی موت ہوگئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلس میں جہاں وہ بیٹھتے تھے ان کے بت قائم کرلیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کئے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تھا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔ (بخاری:4920)

(7) شیطان نے دونوں قوموں کو دھوکہ میں رکھا کہ دنیا کی تعمیر ہی ساری تعمیر ہے اگر دنیا بنالی تو پھر کوئی مسئلہ نہیں۔ یوں دونوں قوموں نے گھر بنانے کو ہی زندگی کا مقصد بنالیا۔ انہوں نے گھر بنانے کے راز کو جان لیا تھا مگر زندگی بنانے کے راز کو نہیں جان پائے تھے اور یہی تزئین اعمال ہے۔ حتیٰ کہ وہ سمجھنے لگے یہ اعمال ان سے افضل ہیں جو انبیاء علیہم السلام لے کر آئے۔ شیطان نے عادیوں اور ثمودیوں کا سارا وقت صلاحیتیں، قوتیں، مال سبھی کچھ گھر بنانے میں لگوا دیا اور انہیں سیدھے راستے سے روک دیا عادی اور ثمودی دنیا کے گھر بناتے بناتے ہلاک ہوگئے اور اپنی جنت کے لیے کچھ کر نہ پائے، دنیا میں عذاب میں مبتلا ہوئے اور آخرت کا عذاب ان کا منتظر ہے۔

(8) ﴿فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ﴾ ''پس انہیں راہِ راست سے روک دیا'' شیطان نے ان قوموں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک دیا تھا۔ جو آگ سے نجات پانے کا راستہ ہے۔

(9) یہ راستہ ایمان اور تقویٰ کا راستہ ہے جو دنیا اور آخرت میں سعادت کا باعث ہے۔ (المحرر الوجیز:4/317)

(10) ﴿وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ ''حالانکہ وہ سمجھ دار لوگ تھے'' یعنی جاہل اور بدھو قسم کے لوگ نہ تھے۔ بڑے ہنرمند اور ترقی یافتہ تھے اور اپنے دینوی معاملات بڑی ہوشیاری اور زیرکی سے سرانجام دیتے تھے مگر شیطان نے ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا تھا اس لئے وہ دین کی سچی راہ نہ پاسکے۔ (اشرف الحواشی:1/479)

(11) وہ دنیا کے کاموں میں بڑے ہوشیار اور ماہر فن تھے۔ وہ اپنے اپنے دور کی ترقی یافتہ اور مہذب قومیں تھیں۔ سمجھدار تھے اور بالخصوص سنگ تراشی کے فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ لیکن اللہ کے معاملہ میں شیطان نے ان کو مات دی تھی۔ جیسا کہ آج کل عیسائی اقوام کے محققین جب تحقیق وتنقید کے میدان میں اترتے تو بال کی کھال اتار کر رکھ دیتے ہیں۔ مگر عقیدہ تثلیث کو عقلی طور پر ثابت کرنے کا وقت آیا تو بات کو گول کر جاتے ہیں اور ان کی عقلیں جواب دے جاتی ہیں۔ پھر بھی اسی پر اصرار کرتے جاتے ہیں یا جیسے کہ آج کل کے ماہرین فلکیات ہیں جو بڑی سے بڑی طاقتور دوربینوں سے اجرام فلکی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض علمائے ہیئت کی تو اپنی مت ماری جاتی ہے کہ ایک طرف تو کائنات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مربوط منظم نظام پر حیرت واستعجاب کا اظہار کرتے ہیں مگر دوسری طرف یہ سب کچھ اتفاقات کا نتیجہ قرار دینے لگتے ہیں اور لطف یہ کہ اپنی انہی موہوم قیاسات کو علمی تحقیق کے نام سے دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ عاد اور ثمود کے محققین بھی کچھ ایسے ہی لوگ تھے۔ (تیسیر القرآن:478,479/3)

﴿وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۗ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي

''اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہم نے ہلاک کیا)، اور بلاشبہ یقیناً موسیٰ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انہوں نے

الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ﴾

زمین میں تکبر کیا حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے'' (39)

سوال: قارون، ہامان اور فرعون نے تکبر کیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَارُوْنَ ... سٰبِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ﴾ ''اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہم نے ہلاک کیا)'' قارون قوم موسیٰ علیہ السلام کا فرد تھا مگر اس نے اپنی قوم سے بغاوت کی۔ فرعون ایک سرکش ڈکٹیٹر تھا، وہ ایسا حکمران تھا جو بنی اسرائیل کے بچے قتل کرواتا اور عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔ ہامان فرعون کا وزیر تھا۔ وہ فرعون کی ظالمانہ پالیسیوں کو نافذ کرتا تھا۔

(2) ﴿وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''اور موسیٰ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے'' یعنی ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تاکہ ان کے پاس کوئی عذر نہ بچے۔

(3) ﴿فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ ''تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا'' انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رسول کی اطاعت سے تکبر کیا۔ (صفوۃ التفاسیر:424/2) (4) انھوں نے حق اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کیا۔ (قرطبی:258/7)

(5) ﴿وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ﴾ ''حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے'' اللہ تعالیٰ سے وہ سبقت نہیں لے جا سکتے تھے، اس نے ان پر عذاب نازل کر دیا۔

﴿فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ

''تو ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ میں پکڑا پھر اُن میں سے بعض پر ہم نے پتھر زدہ ہوا بھیجی اور اُن میں سے بعض

الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

کو زبردست چنگھاڑ سے پکڑ لیا اور اُن میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور اُن میں سے بعض کو ہم نے غرق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾

کر دیا اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر اپنی جانوں پر وہ خود ہی ظلم کرتے تھے"(40)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کو اس کے گناہ کی مقدار اور اس کی مناسبت سے سزا میں پکڑ لیا، اس کی وضاحت ﴿فَكُلًّا ... يَظْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَكُلًّا﴾ "پھر ہر ایک کو" یعنی انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے والی سب قوموں کو۔

(2)﴿اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ﴾ "ہم نے اُس کے گناہ میں پکڑا" ان کے گناہوں کی مقدار اور اس کی مناسبت رکھنے والی سزا میں پکڑ لیا۔

(3)﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا﴾ "پھر اُن میں سے بعض پر ہم نے پتھر زدہ ہوا بھیجی" یعنی عاد پر شدید طوفانی ہوا بھیجی جو پتھراؤ کرتی تھی۔

(4)رب العزت نے فرمایا: ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾ "اس نے اسے سات راتیں اور آٹھ دن ان پر جڑ کاٹ دینے کے لیے مسلسل چلائے رکھا، سو آپ دیکھیں گے وہ اس طرح پچھاڑے گئے گویا گری ہوئی کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں۔" (الحاقۃ:7)

(5)قوم لوط کو بھی پتھراؤ سے ہلاک کیا گیا: ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ (۳۳) اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ (۳۴)﴾ "لُوط کی قوم نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔ یقیناً ہم نے اُن پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی، آلِ لُوط کے سوا، ہم نے اُن کو سحری کے وقت بچا لیا۔" (القمر:34,33)

(6)﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ﴾ "اور اُن میں سے بعض کو زبردست دھماکے نے آلیا" جیسے سیدنا صالح علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کیا گیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ﴾ "بلاشبہ ہم نے ایک ہی چنگھاڑ بھیجی، چنانچہ وہ باڑ لگانے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح ہو کر رہ گئے۔" (القمر:31)

(7)قوم شعیب کے بارے میں فرمایا: ﴿وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴾ "اور جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیب کو اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے، اپنی خاص رحمت کے ساتھ نجات دی، اور ان کو ایک ہولناک چیخ نے پکڑ لیا جنہوں نے ظلم کیا تو انہوں نے اپنے گھروں میں صبح کی کہ وہ اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے۔" (ہود:94)

(8)﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ﴾ "اور اُن میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا" جیسے قارون جس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے مال اور گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾ ''چنانچہ ہم نے اُس کو اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر اُس کے لیے کوئی گروہ ایسا نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اُس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود ہی اپنا بچاؤ کرنے والوں میں سے تھا۔'' (القصص:81)

(9) ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا﴾ ''اور اُن میں سے بعض کو ہم نے غرق کر دیا'' جیسے قوم نوح، فرعون، ہامان اور ان کے لشکر ہلاک کیے گئے۔

(10) ﴿وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ (۶۵) ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ (۶۶)﴾ ''اور ہم نے موسیٰ کو اور اُن سب کو جو اُس کے ساتھ تھے نجات دلائی۔ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔'' (الشعراء:65-66)

(11) ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا، وہ عادل ہے اور مخلوق سے بے نیاز ہے۔ انھوں نے خود کو عبادت کے حق سے محروم کر کے خود پر ظلم کیا کیونکہ ان کی زندگی کا مقصد ہی عبادت ہے۔

(12) سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ راوی نے بیان کیا پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ''اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں بیشک ان کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی سخت ہے۔'' (بخاری:4686)

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ

''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں اُن کی مثال مکڑی جیسی ہے جو ایک گھر بناتی ہے

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

اور یقیناً سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا ہے، اگر وہ جانتے ہوتے!'' (41)

سوال 1: جھوٹے معبود کمزوری میں مکڑی کے جالوں کی طرح ہیں، اس کی وضاحت ﴿مَثَلُ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ﴾ ''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں'' جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہیں۔

(2) ﴿كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا﴾ ''اُن کی مثال مکڑی جیسی ہے جو ایک گھر بناتی ہے'' اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی قوت کو تار عنکبوت سے اس لیے مثال دی ہے کہ اللہ کے سوا دوسری قوتیں اتنی ناتواں اور کچی ہیں جیسے مکڑی کا جال تو جو مکڑی کے جال کا سہارا لیتا ہے وہ کچی چیز کا سہارا لیتا ہے۔

(3) ﴿وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ﴾ ''اور یقیناً سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا ہے'' جھوٹے معبود کمزوری میں مکڑی کے جالوں کی طرح ہیں'' اللہ تعالیٰ نے خود ساختہ معبودوں کی کمزوری کو مکڑی کے جال سے تشبیہ دی ہے۔ کیا کوئی مکڑی کے گھر میں رہ کر موسم کے سرد و گرم سے بچ سکتا ہے؟ نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح ان بتوں کے اختیار اور علم میں کچھ نہیں، وہ کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے، کسی کو عزت نہیں دے سکتے۔ ان کے پاس کوئی قوت نہیں وہ کسی کو قوت کیسے دے سکتے ہیں۔

(4) ﴿لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اگر وہ جانتے ہوتے'' کاش وہ حقیقت کا علم رکھتے، کاش وہ یقینی علم رکھتے۔ اگر وہ ان ہستیوں کی بے بسی کے بارے میں جانتے تو انہیں معبود نہ بناتے۔

سوال 2: انسان غیر اللہ کی قوتوں سے کہاں کہاں دھوکہ کھاتا ہے؟

جواب: (1) انسان ریاستی قوت کو مؤثر دیکھتا ہے تو اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے، اس لیے ان قوتوں کی حمایت میں لگ جاتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ اس کی حیثیت مکڑی کے جال جیسی ہے۔ (2) انسان دولت کی قوت کو مؤثر دیکھتا ہے۔ اُسے لگتا ہے کہ دولت سے زندگی میں سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے اس لیے وہ دولت کو حاصل کرنے کے لیے کوششیں کرتے ہیں اور دولت ختم ہو جانے کے خوف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دولت بھی تار عنکبوت کی طرح ہے۔ انسان کو اس کے کچے پن کا احساس نہیں ہوتا تو وہ اسی کے پیچھے پوری زندگی لگا دیتا ہے۔ (3) انسان سائنس کی قوت کو مؤثر دیکھتا ہے۔ پھر اسے لگتا ہے کہ جس کے پاس یہ قوت ہو وہی بڑا ہے، وہی پناہ دینے والا ہے۔ پھر انسان اصلی قوت کو بھول جاتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں اور وہ سب پر غالب ہے، کمال حکمت والا ہے'' (42)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ ان کے شرک کو جانتا ہے وہ اس کی سزا دے گا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ اللّٰهَ ... الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ لوگ اس کو چھوڑ کر کسے پکارتے ہیں، جنہیں پکارتے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى﴾ ''یہ (بت) کچھ نہیں سوائے چند ناموں کے جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، ان کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، نہیں وہ پیچھے چلتے مگر وہم وگمان کے اور جو ان کے دل چاہتے ہیں۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً اُن کے رب کی جناب سے اُن کے پاس ہدایت آچکی ہے۔'' (النجم:23)

(2) ﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ ''سن لو! جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کسی قسم کے شریکوں کی پیروی نہیں کر رہے، وہ گمان کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتے اور وہ محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔'' (یونس:66)

(3) ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ﴾ ''اور وہ سب پر غالب ہے'' اللہ تعالیٰ العزیز ہے اپنے کام پر پوری طرح غلبہ رکھتا ہے، وہ قوت کا مالک ہے، ساری مخلوق پر غالب ہے۔

(4) ﴿الْحَكِيْمُ﴾ ''کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ الحکیم ہے وہ ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھتا ہے۔ اس نے ہر چیز کو بہترین انداز میں پیدا کیا۔ وہ اپنی مخلوق میں جو تدبیر اختیار کرتا ہے اس کی حکمت کے مطابق ہوتی ہے۔

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾

''اور یہ مثالیں جو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور اُنہیں علم رکھنے والوں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا'' (43)

سوال 1: مثالوں کو گہرے علم والے ہی سمجھتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَتِلْكَ ... الْعٰلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ﴾ ''اور یہ مثالیں جو ہم لوگوں کے لیے ہی بیان کرتے ہیں''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ مثالیں لوگوں کے فائدے اور ان کی تعلیم کی خاطر بیان کی ہیں کیونکہ ضرب الامثال کو توضیح کے ساتھ بیان کرنے کا طریقہ ہے۔ضرب الامثال کے ذریعے سے امور عقلیہ کو امور حسیہ کے قریب لایا جاتا ہے اور مثالوں کے ذریعے سے مطلوبہ معانی واضح ہو جاتے ہیں۔(تفسیر سعدی:2/2038)

(2)﴿وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾ ''اور انہیں علم رکھنے والوں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا'' ان مثالوں کو سمجھنے والے اور غور کرنے والے ہی گہرے علم والے ہیں۔

(3)اس علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے دلائل اور شریعت کا علم ہے جس کو سیکھنے اور اس پر غور وفکر کرنے سے انسان کو رب کی پہچان حاصل ہوتی ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

(4)عمرو بن مرہ فرماتے ہیں جب میں قرآن کی کوئی ایسی آیت پڑھتا جو میری سمجھ میں نہ آتی تو مجھے رنج ہوتا کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:''انھیں گہرے علم والے ہی سمجھتے ہیں۔'' (ابن ابی حاتم)

سوال 2: اللہ تعالیٰ مثالوں کو کیوں بیان فرماتے ہیں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ مثالوں کو اس لیے بیان کرتے ہیں تا کہ لوگ غفلت سے بیدار ہوں۔

(2)اللہ تعالیٰ حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے مثالوں کو بیان کرتے ہیں۔

(3)اللہ تعالیٰ ہدایت کا راستہ دکھانے کے لیے مثالوں کو بیان کرتے ہیں۔

ع 4 14 16

﴿خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے ایک نشانی ہے''(44)

سوال: زمین اور آسمان کی پیدائش کی حکمت کی وضاحت ﴿خَلَقَ اللّٰهُ ... لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے'' اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو بے مقصد تخلیق نہیں کیا۔اس نے زمین کے پہاڑوں، سمندروں، صحراؤں اور جنگلوں کو بے مقصد نہیں بنایا۔اس نے آسمان کی بلندیوں، سورج، چاند، ستاروں، سیاروں کو بے مقصد نہیں بنایا، اس نے ہر چیز کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى﴾ ''تا کہ ہر شخص کو اس کا بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی۔''(طٰہٰ:15)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى﴾ ''تا کہ جنہوں نے برائیاں کیں اُنہیں اس کا بدلہ دے جو انہوں نے عمل کیا اور جن لوگوں نے بھلائی کی اُنہیں بھلائی کے ساتھ بدلہ دے۔'' (النجم:31)

(4) اس نے کائنات کو اس لیے تخلیق کیا ہے کہ اس کا حکم اور شریعت نافذ ہو۔

(5)﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے ایک نشانی ہے'' بے شک زمین وآسمان میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

(6) ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی قدرت، اللہ تعالیٰ کی تخلیق، اس کی حکمتوں، اس کے علم کی دلیل ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے نہ مشکل کشا۔

(7) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (۱۹۰) الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۹۱)﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا، آپ پاک ہیں، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیں۔'' (آل عمران:190-191)

(8)﴿اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ﴾ ''اے اللہ! آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور عرش عظیم کے رب، ہمارے رب اور ہر چیز کے پروردگار، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور فرقان کو نازل کرنے والے! میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو ہی اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے۔ اے اللہ! تو ہی ایسا اوّل ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہ ہوگی اور تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو ہی باطن ہے تیرے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ ہمارے قرض کو دور کر دے اور ہمیں فقر سے مستغنی فرما۔'' (مسلم:6889)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ALNOOR-PUBLICATIONS

النّور پبلیکیشنز